بسم اللہ الرحمن الرحیم

سَیَذَّکَّرُ مَن یَّخشٰی

فلاح دارین

پنجم

بیانات

مشہور مفسر قرآن، الحاج حضرت مولانا محمد فاروق صاحب بڑودوی مدنی

دامت برکاتہم، استاذ تفسیر وحدیث جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم اکل کوا مہاراشٹر

پسند فرمودہ

استاذ الاساتذہ حضرت مولانا سید ذوالفقار احمد صاحب نوری قاسمیؒ

سابق شیخ الحدیث جامعہ فلاح دارین ترکیسر (گجرات)

مرتب

محمد بلال اشاعتی ساتونوی

نام کتاب : فلاح دارین جلد پنجم

ضبط وترتیب : محمد بلال بن محمد حسام الدین صاحب اشاعتی۔

بار اشاعت : پہلی مرتبہ ۱۴۳۷ھ

اکتوبر ۲۰۱۵

تعداد اشاعت : 2200

قیمت : RS 100

ملنے کے پتے

(۱) حضرت مولانا مفتی محمد عارف صاحب۔ 9898171655

(۲) مولانا محمد یحیٰ صاحب نندورباری۔ 9673156472

(۳) مولانا محمد بلال اشاعتی ساتونوی (مرتب) 9405060763

بسم اللہ الرحمٰن لرحیم

فہرست

ہر جاندار کے رزق کا مالک اللہ ہے

مسلمانوں ایک بن کر رہو!

سیرتِ ابوالانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام

شہادت حسینؓ ہمیں کیا درس دیتی ہے

وقت کو غنیمت سمجھئے

نعمت باقی رکھنے کے لئے شرائط وضوابط ہوتے ہیں

شرک بہت بڑا گناہ ہے

قیامت کا وقوع اور اس کے دلائل

تہذیب اسلامی خوبصورت تہذیب ہے

ظاہر کو دیکھ کر فیصلہ مت کیجئے

خالق اور مخلوق کا محبوب بننے کا طریقہ

دنیا سے برائیوں کا خاتمہ کیسے کیا جائے؟

قانون الٰہی پر عمل پیرا ہونے کا نام ایمان ہے

نماز کی اہمیت وحقیقت

معاشی نظام میں اسلام کا نظریہ

بسم اللہ الرحمن لرحیم

اقتباس

حضرت اقدس مولانا اشرف علی تھانویؒ نے شکر کی تعریف کی ہے کہ اللہ تعالی نے جو نعمت جس مقصد کے لئے دی ہے اس مقصد میں اس نعمت کو خرچ کرنا اس نعمت کا شکر ادا کرنا ہے، مثلا اللہ تعالی نے آنکھ پیدا کی ہے تا کہ اس کے ذریعہ اس کی نعمتوں پر غور کیا جائے اللہ تعالی نے ہاتھ بنائے تا کہ ان کے ذریعہ حلال کمائی تلاش کرے اللہ تعالی نے پیر بنائے تا کہ اس کے ذریعہ ضروریاتِ زندگی میسر کی جائے اور ان پیروں کے ذریعہ اللہ کے راستہ میں چلا جائے یہ ان نعمتوں کا شکر ادا کرنا ہے اب اگر آنکھ کا استعمال غلط ہو، یا پیر کا استعمال غلط ہو، یا ہاتھ کا استعمال غلط ہو تو یہ ان نعمتوں کی ناشکری ہوگی پتہ چلا کہ اگر ہم اپنے ہاتھ اور پیر کو اپنے بال بچوں کے لئے حلال کمائی تلاش کرنے میں استعمال کریں گے تو یہ ہاتھ پیر کی نعمت کا شکر ادا کرنا ہے اگر کوئی اپنی آنکھ کو صحیح استعمال کرتا ہے تو یہ اس کا شکر ادا کرنا ہے خلاصہ یہ ہے کہ جس مقصد کے لئے جو چیز بنائی گئی اس کو اپنے مقصد میں استعمال کرنا شکر کہلاتا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہر جاندار کے رزق کا مالک اللہ ہے

الحمدللہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونومن بہ ونتوکل علیہ ونعوذ با للہ من شرور انفسنا ومن سیات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھا دی لہ ونشھد ان لا الہ الا اللہ ونشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ ارسلہ اللہ تعالی الی کافۃ الناس بشیرا ونذیرا وداعیا الی اللہ با ذنہ وسراجامنیرا صلی اللہ تبا رک وتعالی علیہ وعلی اٰلہ واصحابہ وازواجہ وذریا تہ واھل بیتہ واھل طا عتہ وبا رک وسلم تسلیما کثیرا اما بعد اعوذ با للہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم وَمَا مِن دَآبّۃ فِی الاَرضِ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ رِزقُھَا وَیَعلَمُ مُستَقَرَّھَا وَمُستَودَعَھَا کُلّ فِی کِتَابٍ مُبِین وَقَالَ تَعَالٰی یَااَیُّھَا النَّا سُ اعبُدُوا رَبَّکُمُ الَّذِی خَلَقَکُم وَالَّذِینَ مِن قَبلِکُم لَعَلَّکُم تَتَّقُون اَلَّذِی جَعَلَ لَکُم الاَرضَ فِرَاشًا وَالسَّمَآءَ بِنَاءً وَاَنزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخرَجَ بِہٖ مِنَ الثَّمَرَاتِ رِزقًا لَّکُم فَلاَ تَجعَلُو ا لِلّٰہِ اَندَادًا وَاَنتُم تَعلَمُون صدق اللہ العظیم وصدق رسولہ النبی الامی الکریم ونحن علی ذالک لمن الشاھدین والشاکرین والحمد للہ رب العالمین

انسان کی روزی کا انتظام

محترم بھائیو بزرگو اور دوستو!

آج تراویح میں بارہویں پارہ کی پہلی آیت کریمہ پڑھی گئی اسی سے متعلق بہت ضروری اور اہم گفتگو آپ کے سامنے کرنا چاہتا ہوں۔ دیکھئے اللہ تعالیٰ نے انسان کو دنیا میں پیدا فرمایا اس کے دنیا میں آنے سے پہلے اس کے رزق اور اس کی روزی روٹی کا انتظام ماں کے پیٹ سے ہی کر دیا گیا ہے انسان دنیا میں رزق تلاش کرنے کے لئے مارے مارے پھرتا ہے، نہ حلال کی پرواہ کرتا ہے اور نہ حرام کی پرواہ کرتا ہے، اور اسی روزی اور کمانے کو اپنی زندگی کا مقصد سمجھ کر زندگی بسر کرتا ہے جب کہ تمام مخلوقات کی روزی روٹی کا اللہ تعالیٰ نے انتظام فرما دیا ہے اسی لئے آپ نے بہت کم سنا ہوگا کہ فلاں ملک میں لوگ بھوک کی وجہ سے مر گئے ایسا نہیں ہوتا اس لئے کہ اللہ رزق کا ذمہ دار ہے ہاں اگر کسی کی موت کا سبب ہی بھوک مقدر میں لکھا جا چکا ہے تو وہ بات اور ہے۔

ماں کے پیٹ میں رزق کا نظم

اللہ تعالیٰ جو میرا اور آپ کا پیدا کرنے والا ہے اس اللہ نے ہماری روزی روٹی کا انتظام کر رکھا ہے اور شروع سے انتظام ہے جہاں ماں کے پیٹ میں باپ کا نطفہ پڑا، اور اس منی کے قطرہ پر اللہ تعالیٰ نے بچہ یا بچی پیدا کرنے کی تقدیر لکھ دی، اسی وقت سے اس بچہ کی روزی کا انتظام ہو جاتا ہے عورت کے رحم میں بچہ بننے کی نشانی یہ ہے کہ عورت کو جو ماہواری آتی ہے وہ بند ہو جاتی ہے اور خون بند ہونے کی وجہ سے عورت سمجھ جاتی ہے کہ

میرے پیٹ میں بچہ پرورش پا رہا ہے آپ نے غور کیا کہ وہ خون جو ہر ماہ عورت کو آتا تھا وہ بند ہو گیا تو وہ خون کیوں بند ہوا؟ اس لئے کہ اللہ تعالی اس خون کو ماں کے پیٹ میں پرورش پا رہے بچہ کے لئے پائپ لائن کے ذریعہ روزی بنا دیتے ہیں، اسی لئے آپ نے دیکھا ہوگا یا کتابوں میں پڑھا ہوگا کہ جب بھی کوئی بچہ پیدا ہوتا ہے چاہے وہ بچہ انسان کا ہو یا جانور کا ہو، وہ بچہ اپنے ساتھ ایک پائپ ناف کے ساتھ لیکر پیدا ہوتا ہے، علماء کرام نے حضور اکرم ﷺ کے ارشادات کی روشنی میں لکھا ہے کہ یہ وہی پائپ ہے جس کے ذریعہ اس بچہ کو روزی دی گئی، اور جب وہ بچہ پیدا ہو جاتا ہے تو ظاہر سی بات ہے کہ اس کو وہ رزق اور وہ روزی چلنے والی نہیں ہے اس لئے اس نال کو کاٹ دیا جاتا ہے اور بند کر دیا جاتا ہے۔

اور ماں کے پیٹ میں جو بھی خون باقی رہ جاتا ہے اللہ تعالی اس خون کو چالیس دنوں میں نفاس کی شکل میں نکال دیتے ہیں، اور جس وقت بچہ ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے اس کی روزی کی خاطر اللہ تعالی نے حاملہ عورت کو حالت حمل میں روزہ نہ رکھنے کی اجازت بھی دی ہے کہ چاہو تو بعد میں اس کی قضا کر سکتے ہو، یا اگر نقصان نہ ہو تو ابھی رکھ لو، لیکن اگر نہ رکھے تو بعد میں قضا ضروری ہے، اس سے پتہ چلا کہ اللہ تعالی اس بچہ کی روزی کا کیسا عجیب وغریب انتظام فرما رہے ہیں، قرآن پاک نے فرمایا،، **فَمَن كَانَ مِنكُم مَرِيضاً اَو عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِن اَيَّامٍ اُخَر**، کہ جو بیمار ہو یا مسافر ہو، اور رمضان کا مہینہ آگیا تو ان دونوں حضرات یعنی مسافر اور مریض کو اجازت ہے کہ وہ سفر اور بیماری ختم ہونے کے بعد روزہ رکھے مفسرین نے بیماروں کی لسٹ میں حاملہ عورت کا بھی شمار کیا ہے۔

سینہ میں دودھ ڈال کر رزق کا نظم

اور جب بچہ دنیا میں پیدا ہوجاتا ہے تو اللہ تعالی ماں کے چھاتی میں دودھ ڈالدیتے ہیں جس ماں کے چھاتی میں کبھی دودھ نہیں ہوتا تھا، اوراس دودھ کے نکلنے سے عورت کوکسی قسم کی کمزوری بھی نہیں آتی بلکہ ڈاکٹروں نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ جس عورت کودودھ آتا ہو، اوروہ بچہ کونہ پلائے تواس عورت کوکینسر جیسے خطرناک مرض میں مبتلا ہوجانے کا اندیشہ ہے، بچہ چھوٹا ہوتا ہے، اس کو کچھ سمجھ بوجھ نہیں ہوتی ،لیکن اس کے دنیا میں آنے سے پہلے ہی اللہ تعالی پوری روزی روٹی کا انتظام فرمادیتے ہیں۔

والدین بچہ کودودھ پلانے کے مکلّف ہیں

اللہ تعالی نے ماں باپ کواس بات کا مکلّف کیا ہے کہ وہ اپنے بچہ کوصحیح معنی میں دودھ پلائیں ارشادہے، وَالوَالِدَاتُ یُرضِعنَ اَولَادَھُنَّ حَولَینِ کَامِلَینِ، کہ ماؤں کو چاہئیے کہ وہ اپنے بچوں کو پورے دوسال دودھ پلایا کریں، اسی لئے ہمارے یہاں انڈیا میں بچوں کے دودھ کے پاؤڈر کو پروڈکٹ کرنے والی کمپنی اس پاؤڈر پر یہ لکھتی ہے کہ ماں کا دودھ سب سے بہترین غذا ہے یہ تو مجبوری کے درجہ میں اس کو پاؤڈر کا دودھ پلایا جاتا ہے ورنہ اللہ تعالی نے تو اس عورت کے ذریعہ ہی بچہ کے دودھ کا انتظام فرمارکھا ہے، اور ماں کے دودھ میں جو طاقت ہے وہ پاؤڈر میں نہیں ہے، اوراس بچہ کی روزی کی خاطر اللہ تعالی نے ماں کے کلیجہ کوشروع سے ہی اتنا نرم بنایا ہے کہ جب تک اپنے بچہ کو دودھ نہیں پلائیگی اس ماں کوچین نہیں آتا، اپنے کھانے سے پہلے بچہ کے کھانے کی فکر کرتی ہے، یہ سارانظام بچہ کی روزی کے لئے ہورہا ہے۔

جانوروں کی روزی کا نظم

اور اسی طرح بے زبان جانور جن میں کوئی عقل نہیں ان کی روزی کا بھی اللہ تعالی نے انتظام کر رکھا ہے، اسی لئے آپ نے دیکھا ہو گا کہ بعض جگہوں پر مٹھائی ہوتی ہے اور دیوار پر چینٹیوں کی لمبی قطار نظر آتی ہے، شیر کے لئے روزی کا انتظام موجود ہے پرندوں کے لئے روزی کا انتظام ہے اور ان کو پر بھی اسی لئے ہیں کہ جہاں چاہیں خوشی سے اڑ کر جائیں اور کھائیں۔

اللہ کے رسول ﷺ نے پرندوں کی مثال دی ہے بخاری شریف کی روایت ہے کہ،، لَو اَنَّكُم تتوَكَّلُونَ عَلَى اللّٰهِ حَقَّ تَوُكِّلِهٖ لَرَزَقَكُم كَمَايَرزُقُ الطَّيرَ تَغدُو خِمَاصًا وَتَروحُ بِطَانًا ،، کہ اگر تم اللہ پر بھروسہ کرو جیسا کہ اس پر بھروسہ کرنے کا حق ہے تو پرندوں کو رزق دینے کی طرح تمہیں بھی رزق دے گا کہ پرندے صبح خالی پیٹ نکلتے ہیں اور شام کو بھرے پیٹ واپس آتے ہیں بلکہ کچھ پرندے تو پتھر کھاتے ہیں لیکن اللہ تعالی ان کی قوت ہاضمہ میں ہضم کرنے کی طاقت دیتا ہے وہ اس کو ہضم کر لیتے ہیں اللہ تعالی کہیں سے بھی رزق کا انتظام فرماتے ہیں۔

روزی کا مالک اللہ ہے

اور یہی بات آج تراویح میں مجھے اور آپ کو سنائی گئی اللہ تعالی ارشاد فرماتے ہیں کہ، وَمَا مِن دَآبَّةٍ فِی الاَرضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزقُهَا، کہ زمین پر چلنے والے اور تیرنے والے یا رینگنے والے جتنے بھی جانور ہیں ان سب کی روزی روٹی کی ذمہ داری اللہ

تعالی نے لے رکھی ہے، اللہ کے ذمہ ہے کہ وہ ہم سب کو کھلائے پلائے ہماری روزی روٹی کا انتظام کرے جب اللہ تعالی نے اپنے ذمہ لے رکھا ہے تو ہمیں روزی کے پیچھے اتنا زیادہ بھاگ دوڑ کرنے کی اور اتنا زیادہ مصروف زندگی بنانے کی ضرورت نہیں ہے۔

ضرورت کا وعدہ ہے سہولت کا نہیں

یہاں ایک وضاحت ضروری ہے جس کو حضرت مولانا شاہ مسیح اللہ خانصاحب نے اپنی مجلس میں ذکر فرمایا تھا کہ دو چیزیں ہیں، ایک ہے ضرورت، اور ایک ہے سہولت، اللہ تعالی نے ضرورت پورا کرنے کی ذمہ داری لے رکھی ہے، سہولت کی ذمہ داری نہیں لی مثلاً کھانا پینا کمانا ہے یہ سب بنیادی ضرورتوں کی ذمہ داری اللہ تعالی نے لے رکھی ہے لیکن اگر کوئی چاہے کہ میرے پاس گاڑی بھی ہو، اے سی بھی ہو، بلڈنگ اور بنگلہ بھی ہو، تو ان سب چیزوں کی ذمہ داری اللہ تعالی نے نہیں لی ہے اس لئے کہ سہولت کی کوئی انتہاء نہیں ہوتی آدمی کے پاس ایک گاڑی آگئی تو دوسرے کی فکر کرے گا ایک مکان ہو گیا تو دوسرے کی فکر کرے گا۔ مسلم شریف کی روایت میں اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا کہ لَو كَانَ لِابنِ اٰدَمَ وَادِيَانِ مِنَ المَالِ يَنبَغِي ثَالِثًا وَلَا يَملَأُ فَمَهُ اِلَّا التُّرَاب، او كما قال عليه الصلوة والسلام کہ اگر آدم کے بیٹے کو دو وادی بھر سونا بھی دیدیا جائے تب بھی اس کا پیٹ بھرنے والا نہیں اس کا پیٹ تو قبر کی مٹی سے ہی بھرے گا ایک بیٹا انگلینڈ آگیا تو باپ انڈیا میں کہتا ہے کہ مولانا صاحب دعا کرو کہ دوسرا بیٹا بھی انگلینڈ چلا جائے یہ تو سہولت ہے اور سہولت کے پورا کرنے کی ذمہ داری اللہ تعالی نے نہیں لی ہے۔

انسانی ضرورت کا خیال

ایک ہے راحت، اور ایک ہے ضرورت، اللہ ضرورت کے مطابق ہر شخص کو روزی دیتا ہے، اور ضرورت کا اتنا خیال کیا ہے کہ بہت سی مرتبہ حرام چیزوں کو کھانا بھی حلال ہو جاتا ہے، مثلاً آپ کسی جنگل میں ہو، اور وہاں یہ ممکن ہے کہ پیاس سے آپ کی جان چلے جائیگی اور اس وقت آپ کے سامنے شراب آ گئی تو آپ کو وہ شراب پینا ضروری ہے تا کہ آپ کی جان بچ جائے، اگر آپ نے شراب نہیں پی اور آپ کا انتقال ہو گیا تو آپ گنہگار ہو گے، اس لئے کہ آدمی کی جان بچانا ہے اس لئے اس شراب کو بھی انسان کے لئے رزق بنا دیا جاتا ہے اللہ تعالی نے رزق کی ذمہ داری لے رکھی ہے۔

زیادہ روزی نہ دینے کی حکمت

ایک بات ضرور ہے کہ روزی کسی کو کم دیا تو کسی کو زیادہ دیا، اللہ تعالی پوری دنیا کو زیادہ روزی دینے پر قادر ہے، لیکن اللہ تعالی کی حکمت میں ہوتا ہے کہ اگر اس بندہ کو زیادہ روزی دی جائے تو وہ فتنہ اور فساد میں مبتلاء ہو جائے گا اس لئے اس کو زیادہ روزی نہیں دی جاتی ہے قرآن پاک میں اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ، وَلَو بَسَطَ اللّٰہُ الرِّزقَ لِعِبَا دِہٖ لَبَغَوا فِی الاَرضِ وَلٰکِن اللّٰہَ یُنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَا یَشَآءُ ، کہ اگر اللہ تعالی ہر ایک کو فراوانی کے ساتھ رزق دیتا تو لوگ زمین میں فساد مچاتے، شور برپا کرتے اس لئے اللہ تعالی اپنی حکمت سے ہر ایک کو روزی دیتے ہیں، ہمارے سامنے اس کی مثالیں ہیں کہ کسی کے پاس دس پندرہ ہزار روپئے آ گئے تو ایسا سمجھتا ہے کہ دنیا میں مجھ سے زیادہ کوئی مالدار ہی نہیں،

سورہ علق کے اندر بھی اس بات کو بیان کیا گیا ہے کہ، **كَلَّا اِنَّ الاِنسَانَ لَيَطغٰى اَن رَاٰهُ استَغنٰى** کہ انسان جب اپنے آپ کو مستغنی سمجھ بیٹھتا ہے جب انسان اپنے آپ کو بہت زیادہ مالدار سمجھتا ہے اور یہ سوچتا ہے کہ اب مجھے کسی کی ضرورت نہیں ہے تو اس وقت وہ بدمعاشی، سرکشی، اور تکبر پر اتر آتا ہے۔

پیسہ فی نفسہ برا نہیں ہے

پیسہ برا نہیں ہے اگر اس کو اسلامی طریقہ کے مطابق استعمال کیا جائے تو پیسہ بہت اچھا ہے یہ انسان کو بلندی تک پہنچانے کا ذریعہ بھی ہے لیکن اس کو صحیح استعمال کرنا شرط ہے، اللہ تعالی حضرت عثمان غنی کے مال ہضم کرنے کی قوت کو جانتا تھا، اللہ تعالی جانتے تھے کہ میرا عثمان مسجد نبوی کی توسیع کرے گا، میرا عثمان مسلمانوں کے لئے پانی کے کنویں کا انتظام کرے گا، یہ ساری باتیں اللہ تعالی کے علم میں موجود تھیں، اس لئے اللہ تعالی نے ان کے اوپر رزق کے دہانے کھول دیئے، حضرت عثمان غنی کے مال نے ان کو گمراہ نہیں کیا حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالی عنہ کے مال نے ان کو نہیں بہکایا حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ خود بہت بڑے مالدار تھے۔

عبداللہ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ ہر سال اپنی طرف سے کئی لوگوں کو حج کراتے، اور ان کے کپڑے وغیرہ کے ساتھ ساتھ ان کے خرچ وغیرہ کا انتظام بھی اپنے پاس سے ہی فرماتے، یہی مال انسانوں کے لئے اللہ اور اس کے رسول کی خوشنودی کا ذریعہ بنا، اللہ کے رسول ﷺ غزوہ میں نکلتے وقت ارشاد فرماتے کہ اللہ کا دیا ہوا مال لاؤ اس لئے کہ ہمیں غزوہ میں جانا ہے صحابہ کرام یہی مال پیش کرتے، خلاصہ یہ ہے کہ مال و دولت فی

نفسہ بری نہیں ہے، اس کو غلط استعمال کرنا وبال ہے، میرے بھائیو۔ ہمارے اسلاف نے اس پیسہ کو آزمائش کا ذریعہ سمجھ کر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے منشاء کے مطابق استعمال کیا، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کو اللہ تعالی اور اس کے رسول کی خوشنودی حاصل ہوئی۔

مال کے ذریعہ آزمائش

اور کبھی کبھی اللہ تعالی مال اور دولت دے کر آزماتے ہیں اور یہ دیکھتے ہیں کہ یہ بندہ مال اور دولت کی نسبت میری طرف کرتا ہے یا اپنے ہنر اور اپنے فن کی طرف کرتا ہے، اگر بندہ کہتا ہے کہ میرے پاس جو کچھ بھی ہے یہ سب اللہ تعالی کی طرف سے ہے میری کیا حیثیت ہے کہ میں کچھ کماؤں، اور وہ اللہ تعالی کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق مال کی زکوۃ بھی ادا کرتا ہے اپنے مال کے ذریعہ لوگوں کے درمیان ہمدردی بھی ظاہر کرتا ہے تو ایسا بندہ کامیاب ہے، اور اگر وہ کہتا ہے کہ میرے پاس ہنر ہے عقلمندی ہے مال کمانے کا طریقہ ہے اس لئے میرے پاس اتنا زیادہ مال آیا، اور اس مال کو میں نے اپنی محنت اور تڑپ سے حاصل کیا، تو ایسا بندہ ناکام ونامراد ہوجاتا ہے۔

قارون ہلاک ہوگیا

قرآن پاک نے اس سلسلہ میں قارون کی مثال پیش کی کہ قارون کو اللہ تعالی نے بہت زیادہ مال اور دولت دیا تھا ارشاد ہے،، وَاٰتَیْنٰهُ مِنَ الْکُنُوْزِ مَا اِنَّ مَفَاتِحَهٗ لَتَنُوْٓءُ بِالْعُصْبَةِ اُولِی الْقُوَّةِ،، کہ اس کے خزانہ کی صرف چابیاں کئی کئی پہلوان

اٹھایا کرتے تھے، اس کی قوم نے اس کو نصیحت کی اور کہا کہ تو اتنا زیادہ مت اِترا، اس مال کی کوئی حیثیت نہیں ہے اس نے کہا کہ، اِنَّمَا اُوتِیتُهٗ عَلٰی عِلْمٍ عِندِی، کہ یہ مال مجھ کو اپنی عقل کے بل بوتے پر ملا ہے میں نے اس کو کمایا ہے بس وہ ہلاک ہو گیا اور اللہ تعالی نے اس کو جواب دیا کہ ایسی عقلمندی اور ایسی طاقت اور ایسا مال ہم نے تجھ سے پہلے بھی بہت سے لوگوں کو دیا تھا لیکن آج دنیا میں ان کا نام ونشان تک باقی نہیں ہے۔

دنیا کے لئے زیادہ بھاگ دوڑ، ناپسند ہے

میرے بھائیو!

رزق کی تلاش میں اتنی زیادہ بھاگ دوڑ کو بھی اسلام پسند نہیں کرتا کہ نہ فرائض کی پابندی ہو، اور نہ سنتوں کا خیال ہو، نہ اپنے بال بچوں کی فکر ہو، نہ اپنے خاندان کی فکر ہو، اس کو اسلام پسند نہیں کرتا، بلکہ بعض لوگوں کو دیکھا گیا کہ مال کی تلاش میں ان کو کھانے کی بھی فرصت نہیں ہوتی، اس کو اسلام پسند نہیں کرتا، جتنا مقدر میں لکھا ہے اتنا مل کر رہے گا۔ یاد کرو حضرت مریم علیہا الصلوۃ والسلام کے قصہ کو، جب حضرت مریمؑ کو ان کے خالو (حضرت زکریاؑ) کے کمرے میں بیت المقدس کے اندر رکھ دیا گیا تھا تو ان کے خالو فرماتے ہیں کہ میں مریم کے پاس نمازوں کے بعد جایا کرتا تھا تو میں دیکھتا تھا کہ مریمؑ کے پاس تو بغیر موسم کے پھل آجاتے ہیں جب میں اس طرح بغیر موسم کے حضرت مریم کے پاس پھل دیکھتا تھا تو میں کہتا تھا کہ، یَا مَرْیَمُ اَنّٰی لَکِ هٰذَا ، کہ اے مریم یہ بغیر موسم کا پھل کہاں سے آیا؟ تو مریم اس وقت کہتی کہ، هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ یہ سب نعمتیں اللہ تعالی کے پاس سے ہیں۔

اور اللہ تعالی نے حضرت مریمؑ کو بچپن مین بے موسم پھل دے کران کے دل میں یہ عقیدہ پیدا کرنا چاہا تھا کہ اے مریم جیسے ہم نے تجھ کو بچپن میں بغیر موسم کے پھل دیا ہے ویسے ہی ہم بغیر باپ کے عیسٰی کو بھی تمہارے بطن سے پیدا کر سکتے ہیں اور حضرت زکریا علیہ الصلوۃ والسلام کے دل میں بھی فوراً بات آئی کہ جب اللہ تعالی حضرت مریم کو بغیر موسم کے پھل دے سکتا ہے تو مجھے بھی بڑھاپے میں اولاد دے سکتا ہے اس لئے کہ بڑھاپا بچے پیدا ہونے کا موسم نہیں ہوتا۔

حضرت زکریاؑ کی دعا

جب حضرت زکریاؑ نے دیکھا کہ اللہ تعالی نے حضرت مریمؑ کو بے موسم پھل عطا فرمائے ہیں تو اسی وقت حضرت زکریا علیہ الصلوۃ والسلام نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور کہا، رَبِّ هَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْکَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ،اِنَّکَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ، کہ اے اللہ مجھ کو اپنے پاس سے اولاد عطا فرما، اسی لئے علماء نے لکھا ہے کہ جس کو اولاد نہ ہو، اور وہ رَبِّ هَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْکَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ،اِنَّکَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ، اس دعا کو پڑھے تو انشاءاللہ، اللہ تعالی اس کو صالح اولاد عطا فرمائیں گے، جیسے ہی حضرت زکریاؑ کی زبان مبارکہ سے یہ کلمات نکلے جبکہ زکریاؑ مسجد کے اندر نماز پڑھ رہے تھے اور دعائیں کررہے تھے، فَنَادَتْهُ الْمَلَائِکَةُ وَهُوَ قَائِمٌ يُّصَلِّیْ فِی الْمِحْرَابِ اَنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُکَ بِيَحْیٰ. اللہ تعالی نے فرشتوں سے کہا کہ جاؤ اور زکریا کو خوشخبری سناؤ فرشتوں نے کہا کہ اللہ تمہیں ایک بچہ کی خوشخبری دیتا ہے جس کا نام یحی ہوگا۔

حضرت مریمؑ کی روزی کا نظم

اور یہاں ایک بات یہ بھی ہے کہ جب اللہ تعالی نے حضرت عیسی علیہ السلام کو پیدا کرنا چاہا اور حضرت مریمؑ نے جس وقت اپنے پیٹ میں بچہ کو محسوس کیا اور اپنی قوم کے الزام کے ڈر سے جنگل میں چلی گئی جہاں بظاہر کوئی روزی کا انتظام نہیں تھا مگر اللہ تعالی نے فرمایا کہ،، وَهُزِّي اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسَاقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا، اے مریم۔ گھبراؤ نہیں، بچپن میں بھی ہم نے ہی تمہاری روزی کا انتظام کیا ہے، اور آج بھی ہم ہی تمہاری روزی کا انتظام کرتے ہیں، اللہ تعالی نے اس مقام پر ایک کھجور کا درخت اُگا دیا اور فرمایا کہ اس درخت کی ٹہنی اپنی طرف جھکاؤ تازہ تازہ کھجوریں خود بخود تمہاری طرف گریں گی۔

اور اے مریم۔ ہم نے تمہارے سامنے ایک نہر بہادی ہے اس میں سے پانی پیو، فَكُلِي وَاشْرَبِي وَقَرِّي عَيْنًا، کھاؤ پیو اور اپنی آنکھوں کو ٹھنڈی کرو۔ ان باتوں سے پتہ چلا کہ روزی کے مسئلہ میں ہمیں گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں، آپ دیکھئے ہر جگہ اللہ تعالی کی طرف سے روزی کا انتظام ہو رہا ہے۔ لیکن ہمارا حال یہ ہے کہ ہم لوگوں کو یقین ہی نہیں ہے اور ہم سہولتوں کو ڈھونڈنے والے ہو گئے جیسا کہ ابھی میں نے آپ کے سامنے حضرت مولانا شاہ مسیح اللہ خانصاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ملفوظ نقل کیا کہ ایک ہے سہولت اور ایک ہے ضرورت، اللہ تعالی نے ضرورت کا وعدہ کیا ہے سہولت کا نہیں، آج ہم سہولت کو تلاش کرتے ہیں اس لئے ہم پریشان ہیں، یہ ہمارے بڑوں کی بڑی باتیں ہیں، ہمارے اسلاف معمولی معمولی باتوں میں بہت ہائی پاور کی نصیحتیں کر جاتے ہیں۔

معاش بقدر ضرورت ضروری

میرے بھائیو!

ضرورت کو تلاش کرنے سے اسلام منع نہیں کرتا بلکہ اسلام تو ضرورت تلاش کرنے کا حکم دیتا ہے حضور اکرم ﷺ بچپن ہی سے تجارت کرتے تھے، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کپڑوں کی تجارت کرتے تھے، خلاصہ یہ کہ صحابہ کرام نے بھی تجا رتیں کی ہیں، اور صحابہ کرام کا ایک قافلہ تجارت کرتے کرتے ہندوستان بھی آیا حضرت مولانا علی میاں ندویؒ کے والد محترم نے ،یادِ ایام، نامی ایک کتاب لکھی ہے اس میں انہوں نے لکھا ہے کہ بھروچ، گجرات، مدراس، اور اس طرح کے ساحلی علاقوں پر صحابہ کرام کے قافلے تجارت کے لئے آئے ہیں پتہ چلا کہ تجارت اپنی ذات کے اعتبار سے بری نہیں ہے مال و دولت اپنی ذات کے اعتبار سے برا نہیں ہے اس کو غلط استعمال کرنا برا ہے۔

مال کو قرآن نے خیر کہا

مال برا نہیں ہے اس کو غلط استعمال کرنا برا ہے بلکہ مال کو تو قرآن پاک نے سورہ بقرہ اور سورہ **والعادیات** دو جگہ پر خیر (بھلائی) کہا ہے، سورہ بقرہ میں فرمایا کہ ،، **كُتِبَ عَلَيكُم اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ المَوتُ اِن تَرَكَ خَيراً** ،یہاں خیر سے مراد مال ہے اور سورہ عادیات میں اللہ تعالی نے فرمایا کہ،، **وَاِنَّهُ لِحُبِّ الْخَيرِ لَشَدِيْد**،، یہاں بھی خیر سے مراد مال ہی ہے، اسلام اصل میں توازن رکھتا ہے ایسا بھی نہیں کہا کہ مال بالکل خیر ہی ہے، اسی کے پیچھے لگ جاؤ، دین کی طرف اور بال بچوں کی طرف کوئی توجہ ہی مت

دو، اور ایسا بھی نہیں کہا کہ مال کی کوئی حیثیت ہی نہیں ہے۔ گھر میں ہی بیٹھے رہو کمانے دھمانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے ایسا نظریہ اسلامی نظریہ کے خلاف ہے، اسلام تو کہتا ہے کہ کماؤ بھی، اپنے بال بچوں کی فکر بھی کرو، اور دین کو بھی اختیار کرو، ایسا نہ ہو کہ دنیا کی ہوس اور دنیا کی کثرت تمہیں آخرت سے غافل کردے۔

کبھی دولت غریبوں کی برکت سے آتی ہے

میرے بھائیو!

ایک ضروری بات یہ ہے کہ کبھی اللہ تعالی غریبوں کے نصیب سے مالداروں کو بھی روزی دیتا ہے ابوداؤد شریف میں ایک روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ کے صحابہ میں دو بھائی تھے ان میں کا ایک بھائی ہمیشہ اللہ کے راستہ میں اپنا وقت لگایا کرتا تھا اور دوسرا بھائی محنت کیا کرتا تھا ایک مرتبہ اس بھائی نے آکر کہا کہ یارسول اللہ ﷺ میں محنت کرتا ہوں اور میرا بھائی ہمیشہ دین کے کام میں ہی لگا ہوا ہے اس کو چاہیئے کہ وہ میرے ساتھ رہ کر کام کرے، اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ، اِنَّکُم تُرزَقُونَ بِضُعَفَآئِکُم، یادرکھو کہ تمہیں کبھی کبھی روزی تمہارے کمزوروں کے سبب ہی دی جاتی ہے کبھی اللہ کسی غریب کے نصیب کا رزق تمہارے ہاتھ میں دیتا ہے۔

سخی لوگوں کے لئے سعادت

اور علماء نے تو یہ لکھ کر کمال کردیا بڑ خوشی ہوتی ہے اس بات کو سن کر کہ کوئی مالدار کسی

غریب کو اپنے ہاتھ سے کوئی چیز دے اس سے بڑھ کر اس کے لئے کوئی خوش نصیبی نہیں ہو سکتی اس لئے کہ اس کے ہاتھ کو تو اللہ تعالی نے اپنے ہاتھ کے قائم مقام فرمایا ہے۔ اس کو سمجھنے کی کوشش کیجئے کہ غریب کو بھی دینے والا اللہ ہی ہے لیکن اس دینے کے لئے اللہ تعالی نے مالدار کے ہاتھ کا انتخاب کیا اور فرمایا کہ میں بھی دے سکتا ہوں لیکن میں یہ چاہتا ہوں کہ تو اپنے ہاتھ سے دے، گویا کہ تو میری نظر میں بہت مقبول بندہ ہے اس لئے مالدار کو غریب کا احسان ماننا چاہیئے، اگر اس زمانہ میں غریب نہ ہوتے تو زکوۃ کا فریضہ کیسے انجام دیا جاتا، یہ تو بہت اچھی بات ہے کہ ہمارا ایک بہت بڑا فرض ادا ہو رہا ہے، اور یہ غرباء ہم لوگوں کو ثواب کمانے کا موقع دیتے ہیں، ورنہ حدیث پاک میں آتا ہے کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا آدمی زکوۃ لیکر پوری دنیا بھر میں گھومے گا لیکن کوئی زکوۃ لینے والا نہ ہوگا، اور زکوۃ کا فریضہ اس کے اوپر ویسا ہی باقی رہ جائے گا مال اللہ تعالی کا ہے اور ہاتھ ہمارا ہے۔

خاندانِ خدا کے ساتھ ہمدردی کیجئے

اللہ تعالی دنیا میں مال اسی لئے دیتے ہیں تا کہ آدمی اپنی ضرورت پوری کرے اور اللہ کے بندوں کا خیال کرے، ابوداؤد شریف کی روایت میں اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ، اَلْخَلْقُ عِیَالُ اللّٰہِ، کہ پوری مخلوق اللہ تعالی کا خاندان ہے، اور اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ اگر تم نے میرے خاندان کے ساتھ احسان کا سلوک کیا تو اللہ تعالی بھی اس کا احسان مانتے ہیں، جیسے کہ دنیا میں اگر آپ نے کسی کے ساتھ احسان کیا تو اس کے خاندان والے آپ کا احسان مانتے ہیں کہ اس نے ہمارے ایک ممبر کے ساتھ اچھا سلوک کیا تھا، اسی طرح اللہ تعالی بھی قدر کی نگاہوں سے دیکھتے

ہیں اسی لئے روایت میں آتا ہے کہ اللہ تعالی قیامت کے دن ایک بندہ کو بلا کر پوچھیں گے کہ اے میرے بندے ۔میں بیمار ہوا تھا، تو نے میری خبر نہیں پوچھی ، مجھے کپڑے کی ضرورت تھی ،تو نے مجھے کپڑا نہیں پہنایا۔

مجھے بھوک لگی تھی ،تو نے مجھے کھانا نہیں کھلایا تو وہ بندہ کہے گا کہ اے اللہ سب کو کھانا کھلانے والے بھی آپ ہی ہیں، سب کو لباس پہنانے والے بھی آپ ہی ہیں سب کو صحت دینے والے بھی آپ ہی ہیں، اور آپ کو کھانے کی ضرورت کیسے ہوسکتی؟ آپ کو لباس کی ضرورت کیسے؟ آپ کو شفا کی ضرورت کیسے؟ تو اللہ تعالی فرمائیں گے کہ میرا فلاں بندہ بیمار تھا اگر تو اس کی عیادت کے کے لئے جاتا تو مجھ کو وہاں پاتا، ماشاءاللہ، بیمار کی عیادت کرنے والے کی یہ فضیلت ہے۔اور ایک حدیث پاک میں اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی کسی بیمار کی عیادت کرنے جاتا ہے تو اس کے لئے ستر ہزار فرشتے دعا کرتے ہیں، اور اللہ تعالی فرمائیں گے کہ اے میرے بندے میرے فلاں بندے کے پاس کپڑا نہیں تھا اس کے پاس سردی کے موسم میں سوئٹر نہیں تھا میرے فلاں بندے گرمی میں زندگی بسر کرتے تھے تو اے سی میں بیٹھا رہتا تھا اگر تو نے میرے بندے کے لئے کپڑے کا انتظام کیا ہوتا تو میں ایسا سمجھتا کہ گویا تو نے مجھ کو کپڑا پہنایا میرا فلاں بندہ بھوکا تھا اگر تو نے اس کو کھانا کھلایا ہوتا تو میں ایسا سمجھتا کہ گویا تو نے مجھ کو کھانا کھلایا اسی کو سورہ دہر میں فرمایا کہ وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ، کہ جن کے دلوں میں اللہ تعالی کی محبت ہے وہ غریبوں اور مسکینوں کا خیال رکھتے ہیں۔اور اس آیت پاک کا نزول ان لوگوں کے بارے میں ہوا جو اللہ اور اس کے رسول کو اپنی ذات اور دنیا کی ہر چیز سے مقدم رکھتے تھے اُنہوں نے اپنے آپ کو بھوکا رکھا مگر اللہ کے اس حکم کو آگے رکھا کہ اللہ تعالی کے غریب بندوں کا خیال رکھنا چاہئیے ۔

چنانچہ روایت میں آتا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہ کو روزہ تھا افطار کرنے بیٹھی تو کسی سائل نے دستک دی کہ میں بھوکا ہوں ، مجھے کھانے کی ضرورت ہے، بس کیا تھا انہوں نے وہ پورا کھانا اس سائل کو دیدیا اور خود بھوکا رہی ،اور ویسے ہی روزہ رکھا پھر دوسرے دن بھی ایسا ہی ہوا کہ افطار کرنے بیٹھی اور کسی سائل نے دستک دی پھر انہوں نے وہ کھانا اٹھا کر اس سائل کو دیدیا، اور تیسرے دن روزہ تھا، پھر سائل آیا اس نے آواز لگائی اور اماں جان نے پورا کھانا اس کو دیدیا ،قرآن پاک کی یہ آیت نازل ہوئی ،وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ، کہ میرے یہ بندے ایسے ہیں جو اپنی ضرورت ہوتے ہوئے بھی میرے بندوں پر خرچ کرتے ہیں، آج کل اگر آپ کسی سے پوچھئے کہ کیا آپ نے فلاں کی مدد کی تو وہ کہتا ہے کہ یار میں مدد کرتا تھا ،لیکن اس کی ضرورت میرے گھر میں بھی تھی ، مانا کہ آپ کے گھر میں بھی اس کی ضرورت تھی ،لیکن اگر آپ تھوڑ سا اس کو بھی دیتے ، اور مختصر میں اپنی ضرورت پوری کرتے تو اس کے یہاں بھی اس چیز کی کمی کا احساس نہ ہوتا، اور آپ کے یہاں تو روزانہ ہی فراخی رہتی ہے، اور دوسرا درجہ یہ ہے میرے بھائیو! کہ اگر کسی شخص کے یہاں ہم کوئی ضرورت محسوس کریں اور اس کو دینے کے لئے ہمارے پاس کچھ نہیں ہے تو بھلے ہم اس کی ضرورت پوری نہیں کر سکتے لیکن اس جیسی شکل تو اختیار کر سکتے ہیں، اس کے پاس نہیں ہے تو میں بھی اس چیز کو نہ اسعمال کر کے اللہ کے اس بندے کی شکل اختیار کروں گا اس پر بھی اللہ تعالی اس کو اجر سے نوازیں گے۔

واقعہ

چنانچہ روایت میں آتا ہے جب مصر میں قحط پڑا اور حضرت یوسف علیہ السلام نے مصر کی زمام کار کو سنبھالا تو آپ دن بدن دبلے اور لاغر ہونے لگے حکماء نے کہا کہ حضرت آپ بیماری کو بیان کیجئے تاکہ علاج کرنے میں ہمارے لئے سہولت ہو سکے، بس اتنا کہہ کر خاموشی اختیار فرمائی کہ میں ایک پوشیدہ مرض رکھتا ہوں، پھر حکماء نے اصرار کیا کہ آپ کوئی تو مرض رکھتے ہیں، بیان کیجئے، تو فرمایا کہ جب سے مصر میں قحط پڑا ہے میں نے ایک وقت کا کھانا چھوڑ دیا، اس لئے کہ پتہ نہیں مصر اور اس کے اطراف میں کتنے لوگ بھوکے ہوں گے، اگرچہ یوسفؑ ان تک کھانا نہیں پہنچا سکتا، لیکن ان جیسی بھوکی صورت تو اختیار کر سکتا ہے،، سبحان اللہ،، دیکھئے ہمارے اسلاف اس پر عمل کرتے تھے ،اسی لئے کسی کا یہ بہترین شعر اس وقت مجھے یاد آرہا ہے کہ۔

تیرے محبوب کی یا رب شباہت لیکے آیا ہوں
حقیقت اس کو تو کر دے میں صورت لیکے آیا ہوں

حکایت

اور ہم لوگ جو ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں یا کسی کی ضرورت پوری کرتے ہیں تو اس کا بدلہ اللہ تعالی ہمیں دنیا میں بھی عطا فرمائیں گے اور آخرت کو میں تو یقیناً مل کر ہی رہے گا چنانچہ ایک حکایت کسی مقام پر نقل کی گئی ہے کہ ایک شخص روازانہ چھ روٹیاں خریدتا تھا اس سے اس کے ایک دوست نے پوچھا کہ یار تم روزانہ چھ روٹیاں کیوں

خریدتے ہو؟ اس نے کہا کہ میں ایک روٹی محفوظ کر لیتا ہوں اور ایک روٹی میں ہدیہ کر دیتا ہوں اور دو روٹی میں قرض واپس کرتا ہوں، اور دو روٹی میں قرض دیتا ہوں اس کے دوست نے کہا کہ میرے کچھ سمجھ میں نہیں آیا تیرے اس کہنے کا مطلب کیا ہے؟ دوبارہ بیان کر، اس نے کہا کہ ایک روٹی جو میں محفوظ کر لیتا ہوں وہ میں کھا لیتا ہوں، اور ایک روٹی میں جو میں ہدیہ کرتا ہوں ساس کو دیتا ہوں، اور دو روٹی جو میں قرض واپس کرتا ہوں اپنے ماں باپ کو دیتا ہوں کہ انہوں نے مجھے بچپن میں کھلائی تھی۔

اور دو روٹی جو میں قرض دیتا ہوں اپنے بچوں کو دیتا ہوں جو وہ مجھے میرے بوڑھا ہونے کے بعد دیں گے۔ دیکھا آپ نے کل اس کو کسی نے کھلایا تھا اس لئے آج وہ ان کو کھلا رہا ہے اور آپ نے یہ بھی سن لیا کہ وہ اپنے بچوں کو روٹی دینے کو قرض دینے سے تعبیر کر رہا ہے جو اس کو واپس ہوگا۔ بہر حال اس واقعہ سے پتہ چلا کہ انسان دنیا میں جو نیک اعمال کرتا ہے وہ اپنے ہی بھلے اور فائدہ کے لئے کرتا ہے اس کو ہی اس کا فائدہ ہوتا ہے اسی کو تو قرآن پاک نے کہا ہے کہ،، **مَن عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفسِهٖ وَمَن اَسَآءَ فَعَلَیهَا**،، کہ جو نیک کام کرتا ہے اس کا فائدہ اس کو دنیا میں بھی پہنچتا ہے اور آخرت میں بھی اس کو اس کا ثواب ملے گا۔

حکایت

شیخ سعدی علیہ الرحمہ کسی مقام پر دریا کا سفر کر رہے تھے انہوں نے دیکھا کہ دو آدمی ڈوب رہے ہیں انہوں نے ملاح جو کشتی چلانے والا ہوتا ہے اس سے کہا کہ اگر تم ان دونوں کی جان بچا لو تو میں تمہیں اچھا خاصا انعام دوں گا، ملاح نے پورا زور لگایا تو ایک کو بچانے میں کامیاب ہوا، اور دوسرا بہر حال غرق ہو گیا، حضرت سعدی علیہ الرحمہ نے فرمایا

کہ اس کا دنیا میں آب ودانہ باقی تھا، اس لئے یہ بچ گیا، اور دوسرے کا رزق ختم ہو گیا تھا اس لئے وہ نہ بچ سکا، تو اس ملاح نے کہا کہ حضرت یہ تو بات بالکل صحیح ہے، اس کا انکار نہیں کیا جا سکتا، لیکن میرا خیال بھی اسی کو بچانے کا تھا جس کو میں بچایا ہے، یعنی کوشش تو میری یہی تھی کہ میں ان دونوں کو بچالوں لیکن اگر میں دونوں کو نہ بچا سکا میری طاقت جواب دے گئی اور میں ایک کو ہی پکڑنے کی طاقت رکھوں گا تو میں اس کو ہی بچاؤں گا، حضرت نے پوچھا کہ اس کی کیا وجہ ہے؟

اس نے کہا کہ میں ایک مرتبہ کسی مصیبت میں پھنس گیا تھا اس آدمی نے مجھ پر اس مصیبت میں احسان کیا تھا اور اس دوسرے آدمی نے میرے ساتھ کسی وقت ناروا سلوک کیا تھا اس لئے میں اسی وقت دل میں سوچا تھا کہ اگر ایک کو بچا سکوں گا تو اسی کو بچاؤں گا اس وقت شیخ سعدی علیہ الرحمہ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی کہ **مَن عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفسِہٖ وَمَن اَسَاءَ فَعلَیھَا**، کہ اس دنیا میں جو نیک عمل کرتا ہے اس کا نیک عمل اس کے ہی کام آتا ہے جیسا کہ اس آدمی کا اس کی مصیبت میں کام آنا اسی آدمی کے لئے فائدہ مند ہوا، اور دوسرے آدمی نے جو غرق ہو گیا اس کے ساتھ نامناسب سلوک کیا تھا اس کی نیت اس کو بچانے کی نہیں تھی اس واقعہ کا خلاصہ یہ ہے کہ ہم جو نیکی یا بدی کرتے ہیں اس کا فائدہ ہمارے ہی کام آتا ہے، اور جو برائی ہم کرتے ہیں اس کا خمیازہ ہم کو ہی بھگتنا پڑتا ہے۔

قرض کی ادائیگی میں اللہ تعالی کی مدد

بہر حال اس پوری تقریر کا خلاصہ یہ نکلتا ہے کہ رزق اور روزی اللہ تعالی نے اپنے ذمہ لے رکھی ہے، اس کے لئے بہت زیادہ گھبرانے اور ٹینشن میں آنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے، بلکہ اللہ کے رسول ﷺ نے تو یہاں تک فرمایا کہ اگر کوئی بندہ کسی

سے قرض لیتا ہے، اور اس کے ادا کرنے کی نیت کرتا ہے تو اللہ تعالی اس قرض کے ادا کرنے کی غیب سے شکلیں بھی پیدا فرماتے ہیں، اگر ضرورت کے لئے قرض لیا تو اللہ تعالی کی مدد نازل ہوگی اگر کسی نے سہولتوں کو پورا کرنے کے لئے قرض لیا تو پھر مدد نازل نہیں ہوگی، اور یہ اللہ تعالی کو پسند بھی نہیں ہے۔

اسی لئے اللہ تعالی نے جہاں کھانے پینے کا حکم دیا ہے وہیں آگے یہ بھی فرما یا دیا کہ کُلُو ا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسرِفُو ا، کہ کھاؤ پیو لیکن فضول خرچی مت کرو۔ ہمارے گھروں میں کتنا کھانا خراب ہوتا ہے اس کا ہم کو بھی صحیح علم نہیں، دنیا کے اندر کتنے لوگ ہیں جو ایک ایک دانے کو ترستے ہیں، ہم لوگوں کو اصل میں احساس نہیں ہوتا کہ اللہ تعالی کی نعمت کو کس طرح استعمال کرنا چاہئیے یہ سیکھنا بھی بہت زیادہ ضروری ہے اور شکر نام ہے اللہ تعالی کی نعمتوں کا صحیح استعمال کرنے کا۔

شکر دو طرح کا ہوتا ہے

جو شخص اللہ تعالی کی نعمتوں کو صحیح معنی میں صحیح جگہ پر استعمال کرے گا اور اس نعمت کو استعمال کر کے وہ اللہ تعالی کا اطاعت گزار بندہ بنے گا تو اس کو شکر ادا کرنا کہا جائے گا، صرف زبان سے شکریہ کہنے سے شکر ادا نہیں ہوتا، اس کا تعلق تو عمل سے ہے، اگر کسی نے آپ کے ساتھ احسان والا معاملہ کیا، اور آپ اس کو صرف زبان سے شکریہ کہو، اور اس کے بعد اس کی مرضی کے خلاف کام کرو تو وہ کہے گا کہ میرا کھا کر میری ہی نافرمانی کرتا ہے، میرے پارٹی کے خلاف کام کرتا ہے، شکر کا اصل مطلب یہ ہوتا ہے کہ محسن کی منشاء کو سمجھ کر کام کیا جائے، محسن نے جن چیزوں کا حکم کیا ہے ان کو بجالائے اور جن چیزوں سے

ہمارا محسن ناراض ہوتا ہے، ان سے اپنے آپ کو بچائے۔

اور اِسی کا قرآن پاک نے مطالبہ کیا ہے اللہ تعالی نے حضرت داؤد علیہ السلام کی اولاد سے فرمایا کہ، اِعْمَلُوا اٰلَ دَاوٗدَ شُکْرًا، کہ اے اٰل داوٗد! ہمارا شکر اچھے اعمال کے ذریعہ کرو، جس کو ہمارے مفسرین رحمھم اللہ تعالی علیھم اجمعین نے اس طرح کہا ہے شکر دو طرح کا ہوتا ہے ایک شکر لِسانی، یعنی کسی کو اپنی زبان سے شکریہ، جزاک اللہ، وغیرہ کہد ینا یہ شکر اصل نہیں ہے اور ایک ہوتا ہے، شکر بالْجِنَان، یعنی دل سے شکر ادا کرنا، اور دل سے شکر ادا کرنے کا مطلب یہی ہوتا ہے کہ محسن کی مرضی کے مطابق کام کرنا، اور یہ اصل شکر ہے، اسی کا اسلام میں مطالبہ کیا گیا ہے، اس کو خوش کرنے والے کام کرنا، اب اللہ تعالی کا شکر ادا کرنے کا مطلب یہ ہوگا کہ اللہ تعالی جن چیزوں سے خوش ہوتے ہیں ان کو بجالانا، اور جن چیزوں سے اللہ تعالی ناراض ہوتے ہیں ان سے اپنے آپ کو بچائے رکھنا

ھذا من فضل ربی کا مطلب

اور ہم لوگوں کو تو شکر ادا کرتے بھی نہیں آتا صرف زبان سے کہد یا اور سمجھ لیا کہ میں نے اللہ کا شکر ادا کرلیا، میں ایک مرتبہ ایک مکان کے افتتاح کے سلسلہ میں انکلیشور گیا بڑا زبردست انہوں نے مکان بنایا اور اس پر انہوں نے لکھا کہ، ھٰذَا مِن فَضلِ رَبِّی، کہ یہ میرے رب کا فضل ہے، بالکل صحیح بات ہے لیکن اس آیت کے فوراً بعد اللہ تعالی فرماتے ہیں، لِیَبلُوَنِی ءَاَشکُرُ اَم اَکفُرُ، اب ،ھٰذَا مِن فَضلِ رَبِّی کا پورا مطلب یہ ہوگا کہ یہ میرے رب کا فضل ہے میرا رب مجھ کو یہ مکان اور یہ نعمت دے کر یہ دیکھنا چاہتا ہے کہ میں اس کا شکر ادا کرتا ہوں یا نہیں، میں نماز پڑھتا ہوں یا نہیں؟ روزہ

رکھتا ہوں یا نہیں ؟ زکوۃ دیتا ہوں یا نہیں، حج کرتا ہوں یا نہیں؟ غریبوں کی مدد کرتا ہوں یا نہیں؟ مدارس مکاتب کی امداد کرتا ہوں یا نہیں؟ یہ مطلب ہے، هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّی، کا اب ہم نے پہلے جملہ کو یاد رکھا اور دوسرے کو یاد نہیں رکھا، ایک اور مکان کے سلسلہ میں جانا ہوا، انہوں نے بھی بہت بڑی بلڈنگ بنائی اور اس پر لکھا کہ،، كُلُّ مَنْ عَلَيهَا فَانٍ ،، ہر چیز فنا ہو جائیگی تو میں نے ان سے کہا کہ جب یہ آیت آپ کے دل میں اتری ہوئی ہے تو آپ نے اتنی بڑی بلڈنگ کیوں بنائی ؟ سب ساتھی ہنسنے لگے۔اور بات ظاہر ہے کہ جب دنیا کی حقیقت ان کے دل میں بیٹھی ہوئی ہے تو انہوں نے اتنی بڑی بلڈنگ بنائی کیوں؟

شکر کی تعریف

حضرت اقدس مولانا اشرف علی تھانویؒ نے شکر کی تعریف کی ہے کہ اللہ تعالی نے جو نعمت جس مقصد کے لئے دی ہے اس مقصد میں اس نعمت کو خرچ کرنا اس نعمت کا شکریہ ادا کرنا ہے، مثلا اللہ تعالی نے آنکھ پیدا کی ہے تا کہ اس کے ذریعہ اس کی نعمتوں پر غور کیا جائے اللہ تعالی نے ہاتھ بنائے تا کہ ان کے ذریعہ حلال کمائی تلاش کرے اللہ تعالی نے پیر بنائے تا کہ اس کے ذریعہ ضروریاتِ زندگی میسر کی جائے اور ان پیروں کے ذریعہ اللہ کے راستہ میں چلا جائے یہ ان نعمتوں کا شکر ادا کرنا ہے اب اگر آنکھ کا استعمال غلط ہو، یا پیر کا استعمال غلط ہو، یا ہاتھ کا استعمال غلط ہو تو یہ ان نعمتوں کی ناشکری ہو گی پتہ چلا کہ اگر ہم اپنے ہاتھ اور پیر کو اپنے بال بچوں کے لئے حلال کمائی تلاش کرنے میں استعمال کریں گے تو یہ ہاتھ پیر کی نعمت کا شکر ادا کرنا ہے اگر کوئی اپنی آنکھ کو صحیح استعمال کرتا ہے تو یہ اس کا شکر ادا کرنا ہے خلاصہ یہ ہے کہ جس مقصد کے لئے جو چیز بنائی گئی اس کو اپنے مقصد میں استعمال کرنا شکر کہلاتا ہے۔

کام سے پہلے مزدوری

امام زمخشری رحمۃ اللہ تعالی علیہ اگرچہ معتزلی المسلک ہے، لیکن انہوں نے اپنے کتاب میں ایک بات لکھی ہے کہ دنیا والے تو کام پورا ہونے کے بعد مزدوری دیتے ہیں لیکن اللہ تعالی نے تو انسان کے دنیا میں آتے ہی اس کی مزدوری اس کو دیدی اور اس کی روزی روٹی جاری فرمادی جب کہ ابھی بندہ نے اللہ تعالی کا مقرر کیا ہوا فریضہ شروع بھی نہیں کیا اسی وقت سے اس کو ساری نعمتیں دیدی، آنکھ ناک کان سب دیئے اسی کو فرمایا کہ: یَا اَیُّھَا النَّاسُ اعبُدُوا رَبَّکُمُ الَّذِی خَلَقَکُم وَالَّذِینَ مِن قَبلِکُم لَعَلَّکُم تَتَّقُونَ ،اے لوگو عبادت کرو اس رب کی جس نے تم کو پیدا کیا اور تم سے پہلے لوگوں کو پیدا کیا تا کہ تم تقوی اختیار کرو۔اے انسان ذرا سوچ تو سہی کہ اللہ تعالی نے اس زمین کو تیرے لئے گھوارہ بنا رکھا ہے اور ماشاءاللہ کتنی شاندار زمین بنائی ،اتنی نرم بھی نہیں ہے کہ آدمی کے پیر دھنس جائے اور اتنی کڑک بھی نہیں ہے کہ کبھی کھدنے بھی نہ پائے۔اور زمین کو اللہ تعالی نے ہمارے لئے بچھونا بنایا جب کہ نیلگوں آسمان کو چھت بنایا اور آسمان بھی کتنا خوبصورت ہے،اس میں چاند سورج ستارے سیارے لگوائے کسی عربی شاعر نے اس کو اس طرح کہا ہے کہ۔

وَالبدرُ فِی کَبِدِ السَّمَآءِ کَدِرھَمٍ

مُلقٰی عَلٰی دِیبَا جَۃٍ زَرقَآءِ

جس کا مطلب یہ ہے کہ آسمان میں اللہ تعالی نے جو چاند سورج ستارے سیارے لگوائے ہیں ایسے لگتے ہیں کہ گویا نیلی چادر پر موتیاں بکھیر دی گئی ہوں، آسمان کو اللہ تعالی نے بغیر

کسی ستون کے کھڑا کیا اور اس میں کہیں بھی کوئی سوراخ نہیں ہے، اور کہیں یہ زمین ہل نہ جائے اس لئے اللہ تعالی نے پہاڑوں کو پیدا فرمایا، وَالجِبَالَ اَوْتَادًا، کا مطلب یہی ہے اور وَجَعَلْنَا فِی الاَرضِ رَوَاسِیَ اَنْ تَمِیْدَ بِھِمْ کا مطلب یہی ہوتا ہے اور اللہ تعالی نے ہمارے لئے کتنا بہترین آسمان بنایا اور آسمان میں کتنے زبردست قسم کے ستارے بنائے قرآن پاک انسان کو اللہ تعالی کی قدرت میں غور وفکر کی دعوت دیتا ہے اور کہتا ہے کہ اے انسان تو اللہ تعالی کی قدرت کو سمجھنے کے لئے صرف آسمان اور زمین کے اندر پیدا کی ہوئی چیزوں کو دیکھتا رہے تو تجھے ہماری وحدانیت سمجھ میں آجائیگی اور جب اللہ تعالی کی قدرت سمجھ میں آجائیگی تو اللہ تعالی کی معرفت بھی نصیب ہوجائیگی اور جس نے اپنے رب کو پہچان لیا اس نے تمام نعمتوں کو پا لیا اللہ تعالی ہم سب کو حلال روزی نصیب فرمائے حرام روزی سے حفاظت فرمائے اللہ تعالی ہم سب لوگوں کو روزی کے کمانے کے ساتھ ساتھ عبادت کرنے کی بھی توفیق نصیب فرمائے۔ کیونکہ اس دنیا میں ہم صرف کمانے کے لئے نہیں آئے بلکہ یہ ساری چیزیں ضمنی ہیں اصل مقصد تو یہ ہے کہ ہم اپنے خالق ومالک کو پہچان کر زندگی گزاریں۔ اس دنیا میں اپنے آنے کے مقصد کو پہچانیں اللہ تعالی ان تمام باتوں پر ہم سب کو عمل پیرا ہونے کی توفیق نصیب فرمائے آمین

وصلی اللہ وسلم علی سیدنا ومولانا محمد وبارک وسلم

اٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اقتباس

بیماروں کی عیادت کا حکم فرمایا کہ مریضوں کی عیادت کیا کرو، ان کے پاس جاؤ تو اچھی باتیں کرو، ان کے لئے دعا کرو، اوراس کی فضیلت بھی بیان فرمائی وہ حدیث پاک طویل ہے اس میں کا ایک جملہ آپ کو سنا دوں اللہ تعالی قیامت کے دن اپنے ایک بندے سے فرمائیں گے بندے میں بیمار تھا تو میری عیادت کے لئے نہیں آیا بندہ کہے گا اللہ آپ تو سب کو شفا دینے والے ہیں آپ کیسے بیمار ہو سکتے ہیں اللہ فرمائیں گے بندے میرا ایک بندہ بیمار تھا اگر تو اس کی عیادت کرتا اس کے لئے تھوڑے بہت پیسوں کا انتظام کرتا ایک دو وقت کی روٹی اس کے لئے ہاسپٹل پہنچا تا تو مجھے اس کے پاس پاتا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مسلمانوں! ایک بن کر رہو

الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونومن بہ ونتوکل علیہ ونعوذ با للہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعما لنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھا دی لہ ونشھد ان لاالہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ ونشھد ان سید نا ومو لا نا محمدا عبد ہ ورسولہ صلی اللہ تبا رک وتعالی علیہ وعلی اٰلہ واصحابہ وازواجہ وذریاتہ واھل بیتہ واھل طا عتہ وبا رک وسلم تسلیما کثیرا اما بعد.فاعوذ با للہ من الشیطان الرجیم بسم للہ الرحمن الرحیم اِنَّمَا الْمُؤمِنُونَ اِخْوَۃٌفَاَ صْلِحُوا بَیْنَ اَخَوَیْکُمْ وَاتَّقُوا اللّٰہَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُونَ .صدق اللہ العظیم وصدق رسولہ النبی الکریم ونحن علی ذالک لمن الشاھدین والشاکرین والحمد للہ رب العالمین .

دنیا میں برائیاں عام تھیں

محترم بھائیو بزرگو اور دوستو۔

ایک وقت میں سونام کی شرابیں دنیا میں چلتی تھیں، کسی بھی چیز کے نام زیادہ تب ہی ہوتے ہیں جب کہ اس چیز کی کثرت ہو، برائیاں عام تھیں، لڑکیوں کا زندہ

رہنا گوارہ نہ کیا جاتا تھا، جوے اور سٹے کے اڈے عام تھے، ایسے وقت اور ایسے علاقہ میں رسول اللہ ﷺ مبعوث ہوئے جب کہ دنیا میں برائیاں بے شمار تھیں اس وقت اللہ کے رسول ﷺ نے ان کی ایسی تربیت فرمائی کہ وہ لوگ جن کے یہاں جہالت ہی جہالت تھی وہ دنیا والوں کے لئے راہنما بن گئے۔جیسا کہ کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ۔

خود نہ تھے جو راہ پر اَوروں کے ہادی بن گئے
کیا نظر تھی جس نے مُردوں کو مسیحا کر دیا

جو لوگ ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہوتے تھے ان کے یہاں اگر کوئی کسی سے لڑتا اور اپنی زندگی میں اس کا بدلہ نہ لے پاتا تو مرتے وقت وصیت کرتا کہ تا فلاں سے اپنا جھگڑا باقی ہے اس سے بدلہ لینے کی تیاری رکھنا، اتنی جہالت تھی، سوال یہ ہے کہ حضور ﷺ کے پاس وہ کونسی چیز تھی جس کے ذریعہ اللہ کے رسول ﷺ نے انسانی خونخوار لوگوں کو چوبیس سال میں دنیا کے سامنے صدق وصفا کا پیکر، اخلاق حمیدہ کا مجسم، عدل وانصاف کا خوگر بنا کر پیش کیا اور ان کی ایسی تربیت فرمائی کہ وہ اسلام کی خاطر تن من دھن کی قربانی دینے والے بن گئے، سمندروں میں گھوڑے ڈالنے والے بن گئے، آگ کا طوفان ان کا راستہ نہیں روک سکا خونخوار جانور ان کے پیر چاٹتے ہوگئے، مال وجائداد کی محبت ان کے گلے کی ہڈی نہیں ثابت ہوئی، آج کے اس دور میں وائٹ ہاؤس سے لیکر آپ کے مانچیسٹر تک اور پوری دنیا میں اسی بات کی فکر ہورہی ہے کہ کیسے دنیا سے برائیوں کا خاتمہ کیا جائے، گناہ اور اس کے بڑھتے ہوئے زور کو کس طرح ختم کیا جائے۔

برائیاں ختم کرنے کا علاج

اللہ کے نبی ﷺ نے اس کا حل بیان فرمایا ہے ابن ماجہ شریف کی روایت میں آتا ہے کہ ،لَنْ یَّصْلُحَ اٰخِرُ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ اِلَّا بِمَا صَلُحَ اَوَّلُھَا، کہ اس امت کا آخری طبقہ اصلاح پر اُنہی طریقوں سے آسکتا ہے جن چیزوں کو اپنا کر اس کا پہلا طبقہ اصلاح پر آیا ہے، یہاں آکر پوری دنیا حیران و پریشان ہے کہ اصلاح کے وہ کونسے طریقے ہیں جو حضور اکرم ﷺ نے اختیار فرمائے تھے کیا پولس کا طریقہ تھا؟ کیا ریموورٹ کنٹرول کا طریقہ تھا؟ سی بی آئی کا طریقہ تھا؟ کیا کرائم برانچ کا طریقہ تھا؟ نہیں۔ میرے بھائیو، برائیوں کے ختم کرنے کے لئے ان طریقوں میں سے کوئی طریقہ حضور اکرم ﷺ نے نہیں اپنایا تھا۔

آپ ﷺ نے اصلاح کا جو طریقہ اپنایا تھا وہ یہ تھا کہ لوگوں کے دلوں کو اللہ تعالی کی یاد سے تڑپا دیا جائے، ان کے قلوب میں اللہ تعالی کا خوف پیدا کیا جائے، جس کو تزکیہ کہا جاتا ہے، یہی وجہ تھی کہ حضور اکرم ﷺ نے مکہ مکرمہ میں مسلسل تیرہ سال تک کچھ اعلان نہیں کیا کہ شراب چھوڑ دو، فلاں گناہ کو چھوڑ دو، یا فلاں قسم کی بری عادت کو چھوڑ دو، اس طرح کا کوئی اعلان آپ ﷺ نے نہیں فرمایا۔

بلکہ صرف اور صرف لا الہ الا اللہ کی آواز سے مکہ مکرمہ اور اس کی وادیوں کو گونجاتے رہے، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسلامی ہواؤں کے نرم و نازک جھونکے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ تک پہنچے، اور مدینہ منورہ سے لیکر پورے عالم میں اللہ تعالی کی کبریائی پھیل گئی۔ تیرہ سال تک اللہ کے رسول ﷺ نے کچھ بیان نہیں فرمایا کہ زکوۃ اتنی

واجب ہے، اور فلاں حکم اتنا واجب ہے، مکہ مکرمہ میں احکامات کو بالکل نہیں چھیڑا گیا، سب سے پہلے جو محنت اسلام میں کی گئی وہ اللہ تعالی کے خوف کو دل میں پیدا کرنے کی محنت کی گئی، اسلئے کہ جب دل میں اللہ تعالی کا خوف پیدا ہوتا ہے تو آدمی کسی بھی گناہ کے کرنے سے پہلے سو دفعہ سوچتا ہے کہ مجھے اللہ تعالی کی نافرمانی نہیں کرنی چاہیئے ،اور اگر اس سے کبھی کوئی گناہ ہو جاتا ہے تو فوراً توبہ کر لیتا ہے، اور اللہ تعالی کو یاد کر کے وہ اپنے گناہ سے رجوع کر لیتا ہے، اسی کو اللہ تعالی نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا کہ،، وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللَّهَ فَاسْتَغْفَرُوا لِذُنُوبِهِمْ ،، کہ میرے بندوں سے بشریت کے ناطے کوئی غلطی ہو جاتی ہے تو وہ لوگ فوراً اللہ کو یاد کر لیتے ہیں اور اللہ کو یاد کر کے اپنے گناہوں سے استغفار کرتے ہیں، اللہ کا خوف اور اللہ تعالی کی عظمت کا استحضار اللہ کے رسول ﷺ نے ان کو کرایا اللہ ان کو نظر نہیں آتا تھا لیکن نبی اکرم ﷺ نے ان سے اللہ کی رٹ لگوا کر اللہ کی عظمت ان کے دلوں میں ایسی پیدا فرمادی تھی کہ صحابہ کرام کو ہر جگہ اللہ کا دھیان نصیب تھا۔

واقعہ

آپ اسلامی تاریخ کو اٹھا کر دیکھیئے ! آپ حضرت ماعز اسلمی رضی اللہ تعالی عنہ اور حضرت غامد رضی اللہ تعالی عنہ کے واقعہ کو اٹھا کر دیکھیئے ! جب ان سے زنا کا عمل سرزد ہو گیا تھا تو نہ کسی آنکھ نے ان کے اس عمل کو دیکھا تھا اور نہ ہی کوئی عینی شاہد موجود تھا لیکن دل کے اندر اللہ کی عظمت نے ان کو کوسہ دیا اور ان کے نفس نے جس پر انہوں

نے محنت کی تھی ان کو لعن طعن کیا، اللہ کے رسول ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر کہتے ہیں کہ یا رسول اللہ میں تو ہلاک ہو گیا یہ اللہ کی عظمت کا استحضار تھا یہ نہیں فرمایا کہ میں نے زنا کیا بلکہ فرمایا کہ میں تو ہلاک ہو گیا کہ ہم نے کوئی گناہ نہیں کیا بلکہ ہم تو برباد ہو گئے، محدثین نے لکھا ہے کہ حضور پاک ﷺ نے ان سے چار مرتبہ چہرہ پھرانے کی کوشش کی، اور وہ صحابی کہتے جاتے ہیں کہ، اَقِمْ عَلَیَّ حَدًّا مِن حُدُودِ اللّٰہِ، کہ اللہ کی سزا مجھ پر جاری کر دو۔

اور وہ سزا بھی کوئی معمولی سزا نہیں تھی وہ شادی شدہ تھے، اور شادی شدہ مرد یا عورت اگر زنا کرے تو اسلام میں اس کی سزا ختم کر دینا ہے اس کی سزا موت ہے، اس کو پتھر مار مار کر اس دنیا سے ختم کر دیا جاتا ہے، ایسی سخت سزا ہونے کے باوجود وہ صحابی سزا کے قائم کرنے پر اصرار کر رہے ہیں، اور حضور اکرم ﷺ ان سے اعراض فرما رہے ہیں، تا کہ کوئی توجیہ نکل آئے، حضور ﷺ نے چار چار مرتبہ ان سے اعراض فرمایا اس لئے کہ چار مرتبہ انسان کا اعتراف چار گواہوں کی مانند ہو جاتا ہے اور یہ سب انہوں نے اس لئے کیا کہ وہ صحابی جانتے تھے کہ دنیا کے پتھر کھانا آسان ہے اور دنیا کی اس طرح کی موت آسان ہے۔ لیکن فرشتوں کے کوڑے کھانا بہت مشکل ہے یہ ایمان کی حلاوت تھی، ان پر سزا جاری کرنے کے بعد اللہ کے رسول ﷺ نے ایک جملہ ارشاد فرمایا جو ہم سب کے لئے لمحہ فکریہ ہے اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ، لَقَد تَابَ تَوْبَةً لَوْ قُسِمَتْ عَلٰی اَهْلِ مَدِيْنَةَ لَوَسِعَتْهُمْ ، اور ایک روایت میں آیا کہ لَكَفَتْهُمْ ۔ اللہ کے رسول ﷺ قسم کھا کر فرماتے ہیں کہ میرے اس صحابی

نے اگر چہ زنا والا گناہ کیا تھا لیکن اس نے سزا جاری ہونے سے پہلے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر وہ توبہ مدینہ والوں پر تقسیم کی جائے تو سب کے لئے کافی ہو جائیگی سب کی مغفرت ہو جائیگی۔

پہلے بڑے سمجھدار بنیں

جو لوگ اس وقت اپنی سوسائٹی اور اپنے معاشرہ کی اصلاح کرنا چاہتے ہیں جو لوگ اپنے نوجوانوں کی اور اپنے بوڑھوں اور اپنے بچوں کی اصلاح کرنا چاہتے ہیں ،تو ان کے بوڑھوں، بچوں، عورتوں سب کے لئے ضروری ہے کہ سب سے پہلے وہ اپنے اندر اللہ تعالی کی عظمت، اللہ تعالی کی بڑائی اور اس کا استحضار پیدا کریں، یہی کامیابی کی اساس اور بنیاد ہے اس کے بغیر کامیابی کا تصور بھی نہیں ہوسکتا، سب سے پہلے اللہ تعالی کا تعارف ہونا چاہیئے ، کہ اللہ کی ذات بہت بلند و بالا ہے اس کے کیمرے ہر وقت ہم پر فٹ ہیں۔ اور حضور اکرم ﷺ کی اصلاح کا بھی عجیب وغریب طریقہ تھا آپ ﷺ انسانی مزاج اور اس کی نفسیات کو مدنظر رکھ کر اصلاح فرماتے تھے۔

آیت پاک کا تعارف

میرے بھائیو۔ اس وقت جو آیت کریمہ میں نے آپ حضرات کے سامنے تلاوت کی ہے اس میں اللہ تعالی نے انسانیت کو ایک ہونے کا درس دیا ہے ایک ہونے کا سبق دیا ہے کہ مسلمان آپس میں ایک دوسرے کے بھائی ہیں عورتیں

مسلمانوں کی بہنیں ہیں اور مرد اُن کے بھائی ہیں، اور قرآن پاک نے آگے فرمایا کہ اللہ سے ڈرتے رہا کرو کہ کہیں کسی سے تمہارا جھگڑا نہ ہو جائے کسی سے تمہاری رنجش نہ ہو جائے اگر ہو جائے تو فوراً صلح کیا کرو، فَاَصْلِحُوا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ اور دوسروں کا بھی کام ہے کہ کھڑے ہو کر تماشائی نہ بنیں بلکہ ان کے درمیان صلح کرانے کی کوشش کریں، صلح کرانے کا بھی اسلام میں بہت بڑا ثواب ہے اگر تم ایک دوسرے کے ساتھ مل جل کر رہو گے تو اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ تم پر ہم رحمت کے پھول برسائیں گے رحمت کی نظریں تم پر نچھاور فرمائیں گے۔

اور ایک حدیث پاک میں اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اَلْمُسْلِمُ اَخُ الْمُسْلِمِ، کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے، آپ جانتے ہیں بھائی بھائی آپس میں کس طرح اتحاد و اتفاق کے ساتھ زندگی گزارتے ہیں، ایک بھائی جو صحیح معنی میں بھائی ہوتا ہے وہ کبھی اپنے بھائی کے ساتھ جھگڑا نہیں کرے گا نہ اس کی چغلی کریگا نہ اس کی چاپلوسی کرے گا، اور نہ غیبت کرے گا، یہ باتیں آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ ملت کا آپسی اتحاد و اتفاق چغلی، غیبت، حسد، کینہ، کپٹ سے ہی ٹوٹ جاتا ہے۔

اتحاد کی برکت کا واقعہ

اسلام نے اتحاد کا تاکیدی حکم دیا ہے اور اس کے طریقے بھی بتلائے ہیں ابھی میں نے شروع میں کہا کہ عربوں کے درمیان کتنی سخت لڑائی رہا کرتی تھی لیکن اللہ کے رسول ﷺ نے ان کے اندر ایسا اتحاد پیدا کر دیا کہ وہ ایک دوسرے کے سگے

بھائی سے بھی زیادہ عزیز ہو گئے اسلامی تعلیمات کا نتیجہ یہی ہوتا ہے۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ کے دور میں ایک عورت نے تن تنہا ملک یمن کا سفر کیا اس کے ساتھ اس کی خوبصورتی بھی تھی اور اس کے ساتھ سونے اور چاندی کے زیورات بھی تھے لیکن وہ صحیح سالم یمن پہنچ گئی اور اس زمانہ میں چوری ہونا یقینی چیز رہتی تھی۔ اس لئے کہ سفر کے لئے ہوائی جہاز وغیرہ ، یا موٹر سائیکل کچھ بھی نہیں تھا، بلکہ لوگ اونٹ یا گھوڑے پر سفر کیا کرتے تھے، اسی لئے قافلہ کی شکل میں نکلا کرتے تھے تاکہ ڈاکوؤں کا مقابلہ کیا جا سکے، لیکن اس مسافت کے درمیان جو آبادی تھی وہ سب قوانین اسلام پر عمل کرنے والوں کی تھی اس لئے کسی نے اس کے مال اور اس کی خوبصورتی کو دھکہ بھی نہیں لگایا بہر حال وہاں پہنچنے کے بعد اس سے پوچھا گیا کہ تمہیں راستہ میں کوئی تکلیف تو نہیں ہوئی تو اس نے کہا کہ میں نے اس راستہ کے درمیان ایک ماں باپ کی اولاد کو بستے ہوئے پایا ہے جو مرد ملے وہ میرے بھائی لگے اور جو عورتیں ملیں مجھے وہ میری بہنیں لگیں۔

اسلامی اتحاد کو بقاء ہے

میرے بھائیو۔ اسلام سے جو اتحاد آتا ہے اس کا کوئی توڑ نہیں ہوتا اس لئے کہ اسلام اختلاف کی جڑ کاٹ دیتا ہے چغلی کو حرام کر دیا، زنا کاری کو حرام کر دیا، بدنظری کو حرام کر دیا، کوئی کسی کو دیکھے گا نہیں تو جھگڑے بھی نہیں ہونگے ، بڑوں کا ادب سکھلایا کہ جو ہمارے بڑوں کا اکرام نہ کرے ہمارے چھوٹوں پر شفقت نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں، ایک دوسرے کی مدد کرنا سکھلایا کہ دوسروں کی مدد کیا کرو مخلوق کو

اللہ نے اپنا کنبہ فرمایا، کہ یہ میرا خاندان ہے دوسروں کی مدد کرنے پر فضائل بیان فرمائے، اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ وَاللّٰہُ فِی عَوْنِ الْعَبْدِ مَا کَانَ الْعَبْدُ فِی عَونِ اَخِیْہِ کہ اللہ اپنے اس بندہ کی مدد میں رہتا ہے جب تک کہ بندہ اپنے کسی بھائی کی مدد کرتا ہے، نیز ایک حدیث میں اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مَن نَفَّسَ عَن مُسْلِمٍ کُربَۃً مِنْ کُرَبِ الدُّنْیا نَفَّسَ اللّٰہُ عَنْہُ کُربَۃً مِنْ کُرَبِ الْاٰخِرَۃِ کہ جو بندہ اپنے کسی بھائی کی دنیوی مصیبت کو دور کرے گا اللہ تعالی اس کی اخروی مصیبت کو دور فرمائیں گے۔

نیز بیماروں کی عیادت کا حکم فرمایا کہ مریضوں کی عیادت کیا کرو، ان کے پاس جاؤ تو اچھی باتیں کرو، ان کے لئے دعا کرو، اور اس کی فضیلت بھی بیان فرمائی وہ حدیث پاک طویل ہے اس میں کا ایک جملہ آپ کو سنا دوں اللہ تعالی قیامت کے دن اپنے ایک بندے سے فرمائیں گے بندے میں بیمار تھا تو میری عیادت کے لئے نہیں آیا بندہ کہے گا یا اللہ آپ تو سب کو شفا دینے والے ہیں آپ کیسے بیمار ہو سکتے ہیں؟ اللہ فرمائیں گے بندے! میرا ایک بندہ بیمار تھا اگر تو اس کی عیادت کرتا اس کے لئے تھوڑے بہت پیسوں کا انتظام کرتا ایک دو وقت کی روٹی اس کے لئے ہاسپٹل پہنچاتا تو مجھے اس کے پاس پاتا۔ چغلی کو حرام فرمایا یہ کہہ کر کہ لَا یَدخُلُ الْجَنَّۃَ قَتَّاتٌ: کہ چغل خور جنت میں نہیں جائے گا غیبت کو حرام فرمایا کہ اَلْغِیْبَۃُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ کہ غیبت کا گناہ قتل سے بھی بڑا ہے اس لئے کہ قتل میں تو ایک آدمی قتل ہوتا ہے لیکن غیبت میں تو خاندان کے خاندان قتل ہو جاتے ہیں جھگڑے شروع ہو جاتے ہیں، بہنوں کی

میراث بتلائی ماں باپ کے حقوق بتلائے بہن کا حق ادا کرے گا تو بہن کیوں بھائی سے جھگڑا کرے گی؟ ماں باپ کا ادب اوراحترام کرے گا تو وہ ماں باپ کیوں اولاد کے پیچھے پڑیں گے۔

ان سب باتوں کے بتانے سے میرا مقصد یہ ہے کہ جہاں جہاں سے بھی اتحاد واتفاق پر زد پڑسکتی تھی اسلام نے ان تمام سوراخوں کو بند کردیا،اس کے برخلاف اگر سیاسی پارٹیاں اتحاد کے لئے قوم کوایک کرے یا کسی مخصوص آواز پر انسانیت ایک ہوجائے تو وہ اتحاد ہمیشہ باقی نہیں رہتا ہے،اس لئے کہ اس نے سلامی تعلیمات کو درمیان میں نہیں ڈالا مثال کے طور پر کسی جگہ نعوذ باللہ مسلمانوں پر ظلم ہوا، اور کسی سیاسی جھنڈے تلے وقتی طور پر ہم جمع ہوگیے ،وہ بھی نہیں ہوتا ہے لیکن اگر جمع ہوگئے تو زیادہ دیرنہیں چل پاتے ہیں اس لئے کہ چغلی پھرشروع ہوجائے گی ایک دوسرے کا حق مارنا پھرشروع ہوجائے گا۔ ہندوستان میں کیا ہوا تھا سلطان ٹیپوشہید اپنے ہی ایک آدمی میر صادق کی غداری اور دشمنوں کے پاس سلطان کی چغلی بنا پر شہید ہوا تھا ورنہ وہی ایک آدمی انگریزوں کے لئے بہت بھاری پڑ گیا تھا۔آج مسلمانوں میں اتحادنہیں ہے ورنہ دشمن اس ڈر سے ہی مر جائے گا کہ اب مسلمان ایک ہونے لگا ہے اقبال یہی تو کہہ کر گئے ہیں کہ ؂

ایک ہو جائیں تو بن سکتے ہیں خورشید مبیں
ورنہ ان بکھرے ہوئے تاروں سے کیا بات بنے

اوراسی کی شکایت بھی کی ہے کہ۔۔۔۔

منفعت ایک ہے اس قوم کی نقصان بھی ایک
دین بھی سب کا نبی ایمان بھی ایک
حرم پاک بھی اللہ بھی قرآن بھی ایک
کچھ بڑی بات تھی ہوتے جو مسلمان بھی ایک

اور بھی اس مضمون کی بہت ساری باتیں ہیں جو انشاء اللہ پھر کبھی ہمارے سامنے آئیگی اللہ تعالی سب مسلمانوں کو متحد فرمائے اسلام اور عالمِ اسلام کی حفاظت فرمائے دشمنانِ اسلام کو اللہ تعالی ان کے ٹھکانے پہنچائے۔۔۔۔آمین

وصلی اللہ وسلم علی سیدنا ومولانا محمد وبارک وسلم
وآخر دعوان ان الحمد للہ رب العالمین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اقتباس

حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام ہمارے والد ہیں قرآن کریم نے سورہ حج کے آخری رکوع میں ذکر کیا ہے، **مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرَاهِيْمَ هُوَ سَمّٰكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ** تم اپنے ابا ابراہیم علیہ السلام کی ملت کو لازم پکڑ لو، انہوں نے ہی تمہارا نام مسلمان رکھا ہے یہاں سے مفسرین نے لکھا ہے کہ نام کسی بڑے آدمی کے پاس رکھوایا جاتا ہے، ہمارے یہاں جب کوئی بچہ پیدا ہوتا ہے تو ہم کسی بڑے بزرگ سے رابطہ کرتے ہیں کہ مولانا صاحب ہمارے یہاں بچہ ہوا ہے، آپ کوئی نام تجویز کر دیجئے تا کہ آپ کے ذریعہ رکھا ہوا نام برکتی ہو، اور جو لوگ اپنی مرضی سے نام رکھتے ہیں وہ کبھی کبھی بے تکا نام رکھ لیتے ہیں، اللہ نے ہمارا نام رکھنے کے لئے ابراہیم علیہ السلام کو اختیار فرمایا کہ محمد ﷺ کی امت کا نام ابراہیم تم تجویز کرلو۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سیرت ابوالانبیاء حضرت ابراہیم

علیہ الصلوۃ والسلام

حضرت کا یہ خطاب عام بھوکردن ضلع جالنہ میں ہوا تھا سخت علالت کے باوجود اللہ تعالی نے آپ کی لسان صادقہ سے وہ قیمتی جواہر پارے ظاہر فرمائے جس کی جامعیت پر عوام ہی نہیں بلکہ علماء بھی حیران تھے۔

الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونومن بہ ونتوکل علیہ ونعوذ با للہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعما لنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھا دی لہ ونشھد ان لاالہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ ونشھد ان سید نا ومو لا ناوقائدناومرشدنا محمدا عبد ہ ورسولہ صلی اللہ تبا رک وتعالی علیہ وعلی الہ واصحابہ وازواجہ وذریاتہ واھل بیتہ واھل طا عتہ وبا رک وسلم تسلیما کثیرا اما بعد،فاعوذ با للہ من الشیطان الرجیم،بسم اللہ الرحمن الرحیم وَاِذِابْتَلٰی اِبْرَاھِیْمَ رَبُّہٗ بِکَلِمَاتٍ فَاَتَمَّھُنَّ قَالَ اِنِّی جَا عِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا

قَالَ وَمِنُ ذُرِّيَّتِی قَالَ لَايَنَالُ عَهُدِی الظَّالِمِيُنَ ،وَقَالَ تعَالٰی وَاِذُ يَرُفَعُ اِبُرَاهِيُمُ الُقَوَاعِدَ مِنَ الُبَيُتِ وَاِسُمَاعِيُلُ رَبَّنَا تَقَبَّلُ مِنَّا اِنَّکَ اَنُتَ السَّمِيُعُ الُعَلِيُمُ رَبَّنَا وَاجُعَلُنَا مُسُلِمَيُنِ لَکَ وَمِنُ ذُرِّيَّتِنَا اُمَّةً مُّسُلِمَةً لَّکَ وَاَرِنَا مَنَاسِکَنَا وَتُبُ عَلَيُنَا اِنَّکَ اَنُتَ التَّوَّابُ الرَّحِيُمُ رَبَّنَا وَابُعَثُ فِيُهِمُ رَسُوُلًا مِّنُهُمُ يَتُلُو عَلَيُهِمُ اٰيَاتِکَ وَيُعَلِّمُهُمُ الُکِتَابَ وَالُحِکُمَةَ وَيُزَکِّيُهِمُ اِنَّکَ اَنُتَ الُعَزِيُزُ الُحَکِيُمُ ،وَقَالَ تعَالٰی اِنَّ اِبُرَاهِيُمَ کَانَ اُمَّةً قَانِتًالِّلّٰهِ حَنِيُفًا وَلَمُ يَکُ مِنَ الُمُشُرِکِيُنَ ،صدق الله العظيم ،واخرج الامام الترمذی رحمه الله تعالی انه قال ﷺ انا دعوة ابيکم ابراهيم ،صدق رسوله النبی الامی الکريم

معزز علماء کرام ۔ گرامی قدر بزرگو، بھائیو، دوستو اور عزیز طلباء ۔

میں اس وقت بات کرنے کے بالکل موڈ میں نہیں ہوں ، پتہ نہیں اللہ تعالی کی کیا مصلحت ہے سلوڑ پہنچنے سے پندرہ بیس منٹ پہلے اچانک میری طبیعت بہت زیادہ خراب ہوگئی ، میں راستہ کے دوران ہی یہ خیال کررہا تھا کہ واپس ہو جاؤں لیکن دل میں خیال آیا کہ ہمارے ان عزیز بچوں نے اس پروگرام کی تیاری کافی دنوں سے کی ہے سلوڑ پہنچ کر ہمارے کچھ مخلص ڈاکٹر حضرات کی دواؤں اور دعاؤں سے آپ تک پہنچنے کے قابل ہوا، دل سے نیت تو یہی ہے کہ اللہ تعالی کچھ اچھی اور مفید باتیں آپ کے سامنے کہلوائے ۔ آمین ۔

بزرگوں کی سیرت سے دوری گمراہی ہے

یہ پروگرام جو آپ حضرات نے منعقد کیا ہے واقعۃً وقت کی اہم ترین ضرورت ہے ۔ابھی آپ کے سامنے ایک مقرر صاحب نے بتلایا کہ اس وقت مسلمانوں کو اپنے بزرگوں سے بالخصوص انبیاء کرام سے کاٹنے کی سازش ہورہی ہے، اور آپ حضرات یہ بات یادرکھیئے کہ چاہے مسلمان اقتصادی اور معاشی اعتبار سے کتنا ہی بڑا بن جائے لیکن وہ اپنے آپ کو اپنے بزرگوں کی سیرتوں سے، اور انبیاء کرام کی زندگیوں سے ناواقف رکھے گا تو خدائے پاک کی قسم وہ کبھی بھی کامیاب نہیں ہوسکتا ، اور میں بلاوجہ قسم نہیں کھارہاہوں بلکہ میرے پاس اس کی دلیل ہے قرآن کریم چودہ سو بتیس سال پہلے نازل ہوا۔

اسلام نے انبیاء سے مربوط رکھا

قیامت تک کے لئے یہ کتابِ ہدایت بن کر چلے گا،اس قرآن نے حضور اکرم ﷺ کو انبیاء کے تذکرے کرنے کا مکلّف بنایا ہے،سورہ مریم میں اللہ تعالی بار بارفرماتے ہیں ۔وَاذْکُرْ فِی الْکِتَابِ مَرْیَمَ کہ تم قرآن پاک میں مریم علیہا السلام کا تذکرہ کرو، پھرآگے کہتا ہے کہ وَاذْکُرْ فِی الْکِتَابِ اِبْرَاھِیْمَ ابراہیم علیہ السلام کا تذکرہ کرو، اوراس پورے رکوع میں اللہ تعالی نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حالات اوران کی قربانیاں ذکرفرمائی ہیں پھرفرمایا کہ وَاذْکُرْ فِی الْکِتَابِ اِسْمَاعِیْلَ اے نبی قرآن پاک میں اسماعیل علیہ السلام کا ذکرکرو، پھرفرمایاوَاذْکُرْ

فِی الْکِتَابِ اِدْرِیْسَ ادریس علیہ لسلام کا ذکر کرو، ہم لوگ قرآن پاک کو سرسری نگاہوں سے پڑھ لیتے ہیں، صرف ترنم کے ساتھ پڑھ لینا کافی نہیں ہے، ہم نے کبھی یہ سوچا کہ قرآن پاک قصے کہانیوں کی داستانوں کی کتاب نہیں ہے، یہ تو عبرت کی کتاب ہے، سبق دینے کی کتاب ہے، قرآن پاک اُن انبیاء کے تذکرے خاص طور پر کرتا ہے جن انبیاء کی زندگی میں امت محمدیہ ﷺ کے لئے رموز اور عبرتیں نیز مستقبل کی تعمیر اور خلوص ہو، قرآن ایسی کتاب نہیں ہے کہ رات گئی بات گئی اس کا مقصد تو وعظ ونصیحت ہے۔ آج کا جو پروگرام ہے میں اس بات کے کہنے میں ذرا بھی جھجھک محسوس نہیں کرتا ہوں کہ مولانا اوران کے ساتھ کام کرنے والوں نے نیز اس بستی کے منتظمین نے الحمدللہ، وَاذْکُرْ فِی الْکِتَابِ اِبْرَاھِیْمَ (اے نبی ﷺ ابراہیم علیہ السلام کا تذکرہ کرو) پرعمل کیا ہے۔ انشاء اللہ ان کی یہ محنت رائیگا نہیں جائیگی۔

ہمارا نام مسلمان ابراہیمؑ نے رکھا

حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام ہمارے والد ہیں قرآن کریم نے سورہ حج کے آخری رکوع میں ذکر کیا ہے، مِلَّۃَ اَبِیْکُمْ اِبْرَاھِیْمَ ھُوَ سَمّٰکُمُ الْمُسْلِمِیْنَ تم اپنے ابا ابراہیم علیہ السلام کی ملت کو لازم پکڑلو، انہوں نے ہی تمہارا نام مسلمان رکھا ہے یہاں سے مفسرین نے لکھا ہے کہ نام کسی بڑے آدمی کے پاس رکھوایا جاتا ہے، ہمارے یہاں جب کوئی بچہ پیدا ہوتا ہے تو ہم کسی بڑے بزرگ سے رابطہ کرتے ہیں کہ مولانا صاحب ہمارے یہاں بچہ ہوا ہے، آپ کوئی نام تجویز

کر دیجئے تا کہ آپ کے ذریعہ رکھا ہوا نام برکتی ہو، اور جولوگ اپنی مرضی سے نام رکھتے ہیں وہ کبھی کبھی بے تکا نام رکھ لیتے ہیں ،اللہ نے ہمارا نام رکھنے کے لئے ابراہیم علیہ السلام کو اختیار فرمایا کہ محمد ﷺ کی امت کا نام ابراہیم تو تجویز کر لے۔

مسلمان نام رکھنے کی وجہ

اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ہمارا نام رکھنے میں بڑی زبردست رعایت فرمائی کہ اے اللہ تو نے جو صفت اپنانے کے لئے مجھے حکم دیا ہے میں چاہتا ہوں کہ وہ صفت میرے بیٹوں میں بھی منتقل ہو، اس لئے نیک فالی کے ساتھ محمد ﷺ کی امت کا نام اُنہی صفات کے ساتھ رکھوں گا اس بات کو سمجھو تو مزا آجائے گا ،ابھی سمجھاتا ہوں کہ اللہ تعالی سے فرمایا کہ اے اللہ تو نے مجھ سے فرمایا کہ ابراہیم اطاعت بجالاؤ۔اِذْ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗ اَسْلِمْ قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعَالَمِيْنَ فرمایا اے اللہ میں تیری اطاعت بجالایا ،یعنی آزمائش میں پورا اتر گیا ،اور اے اللہ میرے بیٹے اسماعیل کی قربانی دینا تجھے اتنا پسند آیا کہ اسی صفت کے ساتھ اے اللہ تعالی آپ نے فرمایا کہ فَلَمَّا اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ، اللہ تعالی کی طرف سے حکم آیا تھا: اَسْلِمْ: اور قربانی دی تو فرمایا کہ اَسْلَمَا کہ دونوں باپ بیٹو یعنی ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام نے اطاعت کی ،اب حاصل یہ ہوا کہ ابراہیم تم اطاعت گزار ہو، اس لئے فرمایا کہ میں محمد ﷺ کی امت کا نام بھی مسلمان رکھتا ہوں تا کہ وہ بھی تیری اطاعت گزار بنے ،اور باپ ہمیشہ یہ چاہتا ہے کہ میری اولاد میں میری صفتیں منتقل ہوں، اور جو اولاد باپ کی امید پر پوری نہیں اترتی ہے وہ سپوت نہیں کہلائی جاتی ۔تو خلاصہ یہ ہے کہ

ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ اے اللہ میں تو مسلمان بنا اب آنے والی اس نسل کو بھی مسلمان بنا دیجئے اور مسلمان کا مطلب ہوتا ہے اللہ تعالی کے حکم کے سامنے اپنے آپ کو جھکا دینا، اس کے سامنے سر تسلیم خم کر دینا یہ تسلیم بھی اسلام سے ہی ہے یعنی ماننا اور قبول کرنا اس بات کا مطلب اگر آپ نے سمجھ لیا تو میں سمجھوں گا کہ میری محنت بیکار نہیں گئی۔

اسلام کا صحیح مطلب کامل دین ہے

اسلام کا مطلب صرف کلمہ پڑھنا نہیں ہے بلکہ کلمہ پڑھ کر اس پر جمے رہنا مراد ہے، اگر اسلام کا مطلب صرف کلمہ پڑھنا لیا جائے تو پھر حضرت ابراہیم کو قرآن نے کہا کہ اَسۡلِمۡ اطاعت گزار بن جاؤ اور ابراہیم علیہ السلام کو اَسۡلِمۡ کہنا اس بات کی دلیل ہے کہ یہاں اسلام سے مراد طاعت پر جمنا ہے اسلام لانا نہیں، اس لئے کہ نبی تو پہلے ہی سے اسلام والا ہوتا ہے، اور پہلے سے مسلمان تھے اس پر دلیل سنیے، اللہ تعالی ارشاد فرماتے ہیں سترہوں پارے میں کہ وَلَقَدۡ اٰتَیۡنَا اِبۡرٰھِیۡمَ رُشۡدَہٗ مِنۡ قَبۡلُ،، کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نبوت اور رسالت کے دینے سے پہلے ہی سے مسلمان ہیں۔ان کی عقل کامل تھی ہم اہل سنت والجماعت کا یہ کامل عقیدہ ہے کہ انبیاء کرام نبوت سے پہلے اور نبوت کے بعد بھی ہر قسم کے گناہوں سے معصوم ہوتے ہیں نبی کی ظاہری اور باطنی زندگی پر کوئی حرف لانا اس آیت کی خلاف ورزی کرنا ہے، اِذۡ قَالَ لَہٗ رَبُّہٗۤ اَسۡلِمۡ کا ترجمہ یہ ہوگا کہ اے ابراہیم ہمارے تمام احکامات کو تمہیں ماننا ہوگا اپنے اندر صفت انقیاد پیدا کرنا ہوگی حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا کہ قَالَ اَسۡلَمۡتُ

لِلّٰـهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ فوراً فرمایا کہ اے اللہ میں نے ان تمام باتوں کو قبول کیا مفسرین نے لکھا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے فَاَسْلَمْتُ بھی نہیں کہا وَاَسْلَمْتُ بھی نہیں کہا بلکہ ڈائریکٹ فرمایا اَسْلَمْتُ کہ میں رب العالمین کے سامنے اپنے آپ کو حوالہ کر رہا ہوں مطلب یہ ہے کہ بغیر کسی غور وفکر کے فرمایا کہ اے اللہ میں نے مان لیا انہوں نے یہ نہیں کہا کہ مشورہ کر لیتا ہوں۔

اطاعت پر جنت کا داخلہ موقوف ہے

آج کل ہم لوگ جماعت میں جانے کا نام آئے تو کہتے ہیں کہ ذرا میڈم سے مشورہ کر لیتے ہیں کھانے کے سلسلہ میں تو کبھی مشورہ نہیں کیا اللہ کے دین کے بارے میں برابر مشورہ کرتا ہے میرے بھائیو۔ اللہ تعالی نے تو ان صفات پر جنت کا داخلہ موقوف فرمادیا ہے ارشاد ہے کہ مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ وَّاتَّبَعَ مِلَّةَ اِبْرَاهِيْمَ حَنِيْفًا کہ جو اپنی ذات اللہ تعالی کے سپرد کردے گا اس حال میں کہ وہ اپنی ذات اللہ کے سپرد کر کے ابراہیمؑ کے طور وطریق پر چلے گا اس کا جنت میں جانا یقینی ہو جائے گا۔

حضرت ابراہیمؑ کی فضیلت

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو قرآن پاک نے امت فرمایا ہے ارشاد ہے۔
اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِيْفًا کہ ابراہیمؑ ایک جماعت تھے اب سوال یہ ہے کہ وہ تو اکیلے تھے پھر قرآن نے ان کو امت کیوں فرمایا؟ اس کا جواب مفسرین نے

یوں دیا ہے کہ ان کے اخلاق اتنے بلند تھے کہ گویا ایک جماعت کے اخلاق تھے اس کو ہماری زبان میں یوں کہیئے کہ ابراہیمؑ اپنی ذات میں ایک انجمن تھے اور قرآن پاک نے حضرت ابراہیمؑ کو امت کا لقب اس لئے نہیں عطا کیا کہ وہ بہت زیادہ شعر وشاعری کیا کرتے تھے یا بہت زیادہ تقریر کا کرتے تھے نہیں بلکہ ان میں جملہ اوصاف عالیہ غالیہ اور جملہ اخلاق حمیدہ پائے جاتے تھے، جتنے اخلاق پوری قوم میں پائے جاتے ہیں وہ صرف حضرت ابراہیمؑ میں پائے جاتے تھے۔

آپؑ فرمانبرادر تھے

اس کو آگے یون بیان فرمایا: قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِيفًا قنوت کا معنی ہوتا ہے فرمانبرداری کرنا۔اب مطلب یہ ہوگا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام فرمانبردار تھے حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کے ایک شاگرد مجاہد کے حوالہ سے صاحب مظہری نے لکھا ہے کہ کُلُّ قُنُوتٍ فِي الْقُرْاٰنِ فَهُوَ طَاعَةٌ، کہ قرآن پاک میں جہاں بھی قنوت کا لفظ آئے اس کا معنی اطاعت ہوتا ہے وتر میں بھی قنوت پڑھی جاتی ہے اور اس کے بارے میں حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اِجْعَلُو آخِرَ صَلٰوتِكُمْ بِا للَّيْلِ وِتْرًا کہ تم رات کی اخیری نماز وتر بناؤ،اور ابن القیم الجوزی نے اس کی وجہ بہت عمدہ لکھی ہے جس سے اردو شراح عاجز ہیں کہ انہوں نے لکھا ہے کہ حضور ﷺ وتر کی نماز میں توحید الہی پر اور اللہ تعالی کی صفات پر مشتمل سورہ اخلاص تلاوت فرماتے تھے اب جس نے سورہ اخلاص پڑھی اور سو گیا تو اس کے دل میں دن بھر میں جو کفر کے جذبات آتے ہیں وہ مٹ جاتے ہیں اسی رات میں انتقال کر گیا تو اللہ تعالی کے

یہاں مومن بن کر اٹھایا جائے گا، مَنْ کَانَ اٰخِرُ کَلَامِہٖ لَا اِلٰـہَ اِلَّا للّٰہُ دَخَلَ الُجنَّۃَ، کہ جس کا آخری کلمہ لَا اِلٰـہَ اِلَّا للّٰہُ محمد رسول اللہ ہوگیا وہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔

اور دوسری وجہ انہوں نے یہ لکھی ہے کہ سورہ اخلاص کے بعد تیسری رکعت میں ہاتھ اٹھا کر نمازی دعاء قنوت پڑھتا ہے دعاء قنوت میں وہ اللہ تعالی کے سامنے اپنی اطاعت کا وعدہ کرتا ہے کہ کل صبح جب میں اٹھوں گا تو اے اللہ میں تیری فرمانبرداری کرتے ہوئے اٹھوں گا اگر وہ اس رات انتقال کر جاتا ہے تو اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ اس نے تو ہماری اطاعت کی ٹھانی تھی اس کی بخشش کر دی جائے۔

آپ کا خاص وصف حنیف تھا

حضرت ابراہیمؑ کی خاص صفت حنیف تھی اور یہ صفت بیٹوں میں بھی منتقل کرنے کو فرمایا کہ وَمَا اُمِرُوا اِلَّا لِیَعْبُدُو اللّٰہَ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّین حُنَفَآءَ وَیُقِیْمُو االصَّلٰوۃَ وَیُوتُو الزَّکٰوۃَ وَذَالِکَ دِیْنُ الْقَیِّمَۃ ،علامہ جرجانی رحمۃ اللہ علیہ نے حنیف کی بہترین تفسیر کی ہے فرماتے ہیں کہ تمام برائیوں اور بے حیائیوں سے ہٹ کر ضلالت، بے راہ روی، گمراہیاں، بدعتوں، اور مختلف قسم کے رواجوں سے ہٹ کر ایک شریعت پر اللہ تعالی کی فرمانبرداری پر آنے کو حنیف کہا جاتا ہے، دین کی قربانی کے لئے سب کچھ قربان کرنا ہوگا حتی کہ مکہ جیسا شہر بھی ہمارے اور آپ کے نبی ﷺ کو چھوڑنا پڑا، اس لئے کہ مکہ بھی اسی وقت آباد رہے گا جب دین آباد رہے گا اور دین اسی قربانی سے آئے گا دین کے لئے وقت آیا تو بال بچوں کو لق ودق میدان میں

رکھا۔ وقت آیا تو اسماعیل کو ذبح کرنے چلے، وقت آیا تو ہر طرح کی قربانی دینے تیار ہو گئے، خلاصہ یہ ہے کہ حنیف اللہ کے ہر حکم کے سامنے سر تسلیم خم کرنے کا نام ہے۔

جنت البقیع میں صحابہ کرام کی قبریں

مدینہ شریف میں میں پڑھا ہوں میرے تاریخ کے استاذ شیخ جھنی ہے، جھینہ قبیلہ سے وہ تعلق رکھتے ہیں، احادیث میں آپ نے اس قبیلہ کا نام سنا ہوگا مدینہ منورہ میں، جمعرات جمعہ دو دن کی چھٹی ہوتی ہے خدا کرے کہ ہندوستان کے مدرسوں میں بھی ہونے لگے (مولانا لوگ بہت زور سے آمین کہہ رہیں) لیکن میں یہ بتلا دوں کہ وہاں ہفتہ میں دو دن سیر و تفریح کے لئے نہیں دیئے جاتے تھے، بلکہ وہاں سال میں چھ سو صفحات پر مشتمل ایک مقالہ لکھنا پڑتا ہے، ایک مرتبہ شیخ جھنی ہماری جماعت کے طلباء کو جنت البقیع میں لے کر گئے اور وہ ہمیں بتلا رہے تھے کہ یہ قبر فلاں کی ہے یہ قبر فلاں کی ہے تاریخی ذرائع سے بتلا رہے تھے۔

اس لئے کہ وہاں لکھا ہوا تو نہیں رہتا ہے بتلاتے بتلاتے انہوں نے ایک بڑی قیمتی بات فرمائی کہ صرف دس ہزار صحابہ اس قبرستان میں مدفون ہیں اے میرے طلباء تم غور کرو، بقیہ ایک لاکھ پندرہ ہزار صحابہ کہاں چلے گئے جواب انہوں نے خود دیا کہ اللہ کے رسول ﷺ کو اللہ تعالی نے مدینہ منورہ اس لئے نہیں بھیجا تھا وہیں رہیں بلکہ دین کو پوری دنیا میں عام کرنے کے لئے بھیجا تھا، اس لئے انہوں نے صحابہ کرام کو پوری دنیا میں پھیلا دیا، بعض لوگ بتلاتے ہیں کہ رتناگری میں بھی بعض صحابہ کی قبریں ہیں، بہر حال وہ تو نکلے ہی تھے دین کی خدمت کے لئے، یہ علماء کرام یہ دعوت و تبلیغ کے ساتھی انہیں صحابہ کرام کی سنتیں زندہ کر رہے ہیں۔

مولانا وستانوی کا وصف

اور اللہ جزائے خیر عطا فرمائے ہمارے حضرت مولانا غلام محمد صاحب وستانوی کو کہ گجرات جیسا پھولا پھلا علاقہ ہے وہاں ہر قسم کی سہولیات، صحت مند معاشرہ، عمدہ ماحول، اپنا ذاتی گھر، خاندان وطن گاؤں والے ان سب چیزوں کو چھوڑ کر ہمارے حضرت مولانا غلام محمد صاحب وستانوی نے اکل کوا کو اسی دین کی خاطر اپنا مسکن بنایا اور مہاراشٹر میں بھی وہ علاقہ بڑا خستہ علاقہ ہے، اللہ تعالی ایسے علماء کی عمروں میں برکت نصیب فرمائے ،لیکن اس قربانی کا اس عظیم الشان پھل اللہ تعالی نے انہیں عطا فرمایا کہ پورے ہندوستان میں ان کے ذریعہ قرآن کریم کو عام فرمایا، اور ہمارے اسلاف کی زبانی انہیں خادم القرآن کا لقب عطا فرمایا، کیا وجہ تھی کہ حضرت مولانا محمد الیاس صاحب ؒ کاندھلہ کو چھوڑ کر دلی آگئے تھے، مولانا محمد یوسف صاحب کاندھلہ کے تھے مولانا محمد قاسم صاحب ؒ نانوتہ کے تھے، وجہ یہی تھی کہ وہ لوگ خدا کے دین کو پوری دنیا میں چمکانا چاہتے تھے۔

ہم بھی فرمانبردار بنیں

اور بندہ جب خدا کے کسی کام کو لیکر اٹھتا ہے تو خدا تعالی کی مدد اس کے ساتھ شامل حال رہتی ہے صفت حنیف ہمارے اندر ہونی چاہیئے ، صاحب مفردات نے لکھا ہے کہ حنیف کے مقابلہ میں جنیف آتا ہے، اور جنف کا معنی ہوتا ہے ہدایت سے ہٹ کر گمراہی کی طرف آنا، قرآن نے تو ہمیں حنیف کہا ہے ہم اس کو باقی رکھیں

نہ کہ جنیف بن جائیں ہمیں تو ہدایت کی طرف بلایا جاتا ہے ہمارے پیچھے محنت کی جاتی ہے مدارس قائم کر کے دین کو زندہ کرنے کی بھرپور کوشش کی جاتی ہے اور ہمارا حال یہ ہے کہ ہم بے دینی کی طرف بھاگ رہے ہیں میوزک سے ہمیں محبت ہوگئی موبائل کی سیٹنگ میں ہم مصروف ہیں ڈاؤن لوڈنگ کرر ہے ہیں۔اوراسی میں اپنی زندگی ضائع کرر ہے ہیں۔

میرے نوجوان بھائیو!

تمہیں خدا کا واسطہ دیتا ہوں کہ اپنی صلاحیت بر باد مت کرو، اپنی جوانی کی قدر کرو، اللہ تعالی نے تمہاری نگاہوں میں نور رکھا ہے، اللہ تعالی نے تمہیں موبائل کا پابند بنا کر نہیں پیدا کیا موبائل کا نتیجہ اور بگاڑ یہ ہوا کہ نالائقی گندگی بدمعاشی فحاشی عریانیت پیدا ہوگئی ،اور ہمارا یہ نوجوان ان گندی فلموں کو دیکھتا ہے تصویروں کو دیکھتا ہے تو پھر گناہوں کی طرف آمادہ ہوجاتا ہے۔اورآج کل نوجوان کی بات تو دور، بوڑھوں کو بھی جوان بننے کا شوق پیدا ہورہا ہے اس موبائل نے نسل انسانی کو تباہ کردیا ہے سائنس اور ٹکنالوجی کا استعمال ہم صحیح کریں اس پر ہم نعتیں نظمیں تقاریر اور قرات ڈاؤن لوڈ کریں۔

برکت نہ ہونے کی وجہ

آج کل جو برکتیں ختم ہورہی ہیں اس کی جہاں بہت سی وجوہات ہیں ان میں سے ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ہمارے گھروں سے قرآن پاک کی آوازیں کم اور گانے بجانے کی آوازیں زیادہ آتی ہیں اس لئے کہ گانے کی آواز پر شیاطین جمع ہوتے ہیں

اور جہاں شیاطین آتے ہیں وہاں رحمت کے فرشتے نہیں آتے اور جب رحمت کے فرشتے نہیں آئیں گے تو رحمتیں اور برکتیں نہیں آئیں گی اور جب روزی کے سلسلہ میں آدمی پریشان ہوتا ہے تو تعویذ والے کے پاس جاتا ہے تاکہ روزی کا انتظام ہو جائے۔ یاد رکھئے تعویذ والے کے پاس جا کر آپ اپنی روزی کا نہیں بلکہ تعویذ والے کی روزی کا انتظام کرتے ہو۔

ملت ابراہیمی کے پیروکار رہو

قرآن پاک نے فرمایا کہ ملت ابراہیمی کی یکسو ہو کر پیروی کرو، اور فرمایا کہ تم صرف اور صرف اللہ تعالی ہی کی عبادت کرو اور دوسری جگہ قرآن پاک نے اس کو یوں بیان فرمایا کہ وَقَالُوا كُونُوا هُودًا اَوْ نَصَارٰى تَهْتَدُوا قُلْ بَلْ مِلَّةَ اِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا،، بہت کام کی بات کر رہا ہوں حضور ﷺ کے زمانہ میں بھی یہود مسلمانوں سے کہا کرتے تھے کہ تم یہودی بن جاؤ، اور نصرانی مسلمانوں سے کہا کرتے تھے کہ تم نصرانی بن جاؤ، اور آج کے اس زمانہ میں کبھی کھلم کھلا کہا جاتا ہے یا کبھی میڈیا اور چینل کے ذریعہ کہا جاتا ہے کہ اے لوگو تم یہودی یا عیسائی بن جاؤ زبردست مہم چلائی جا رہی ہے۔

اسکولوں کے نصاب کے ذریعہ یا شعوری اور غیر شعوری طور پر کام کیا جا رہا ہے نہ جانتے ہو تو کان کھول کر سن لیجئے کہ اس طرح کی کوششیں چلائی جا رہی ہیں اور اس بات کا علم اللہ تعالی کو تھا کہ یہ لوگ قیامت تک اس طرح سازش کرتے رہیں گے اسی لئے اس آیت پاک کو مستقل قرآن پاک میں جگہ عطا فرمائی ورنہ تو اُس

زمانہ کے لوگوں کا جو حال تھا وہ تو ختم ہو چکا تھا لیکن آگاہ کرنے کے لئے فرمایا کہ ان سے ہوشیار رہنا، یہ تمہیں ہردم بہکانے کی کوشش کرتے رہیں گے مسلمانوں کی مارکٹ میں اپنے طرز کے کپڑے ڈالدیں گے، مسلمان پاجامہ بھی پہنے گا تو نصرانی کی طرح پہنے گا، وہ اپنا گھر بھی ویسے ہی سجائے گا اور اس کی سیرت بھی اس کی طرح ہی ہو جائیگی صرف دیکھنے میں وہ نام کا مسلمان نظر آئے گا ایسا وقت آئے تو کیا کرنا چاہیئے خود قرآن پاک نے کہہ دیا کہ قُلْ بَلْ مِلَّةَ اِبْرَا هِيْمَ حَنِيفًا، اے نبی ﷺ آپ فرمادیجئے کہ ہم نہ یہودی بنیں گے اور نہ نصرانی بنیں گے ہم تو ملت ابراہیمی کی پیروی کریں گے چاہے دوکان پر اس انداز کے کپڑے ڈالدیئے جائیں، مگر ہم لوگ سنت والا لباس ہی خریدیں گے۔

حضرت ابراہیمؑ راست گو تھے

اور سیرت ابراہیمی کو اپنانے کے لئے ہمیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سیرت کو جاننا پڑے گا قرآن پاک کہتا ہے وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ اِبْرَا هِيْمَ اِنَّهٗ كَا نَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا، ان کی تمام خوبیوں میں قرآن پاک نے سچائی کا وصف پہلے بیان فرمایا اور ان کے بیٹوں کا یعنی ہمارا حال یہ ہے کہ ہماری زبان پر ہمیشہ جھوٹ رہتا ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زبان پر ہمیشہ سچ رہتا تھا اور انہوں نے سچی بات ببانگ دہل کہی، کسی کا ڈر اور خوف اُنہیں مانع نہیں ہوا، انہوں نے اپنے والد سے کہا جو بت پرست تھے کہ آپ ان بتوں کی پوجا کیوں کرتے ہو، جو نہ نفع دے سکتے ہیں اور نہ نقصان پہنچا سکتے ہیں، اے میرے ابا جان میرے پاس رسالت کا علم آیا جو آپ کے

پاس نہیں آیا، لہذا آپ میری ہی پیروی کیجئے ، میں آپ کو سیدھا راستہ دکھاؤں گا، اے میرے ابا جان آپ شیطان کی پوجا مت کیجئے ، بے شک شیطان انسان کو گمراہی کی طرف لے جانے والا ہے،اے میرے ابا جان میں ڈرتا ہوں کہ کہیں آپ پر اللہ تعالی کی طرف سے عذاب نہ آجائے۔ان آیات سے پتہ چلا کہ اگر کسی کا باپ گمراہی کی طرف جاتا ہے تو بیٹے کا کام ہے کہ اپنے باپ کو بھی تبلیغ کرے، ایسا نہیں ہونا چاہئیے کہ باہر تو تبلیغ کر رہا ہے لیکن گھر میں بے دینی ہے، دعوت گھر والوں کو بھی دینا چاہئیے وہ نہ مانیں تو اور بات ہے لیکن تبلیغ کرنا آپ کا فرض ہے۔

پہلے خویش پھر درویش

اور نبی اکرم ﷺ کو بھی قرآن پاک نے یہی تعلیم دی کہ،اَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ اے نبی ﷺ پہلے اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرائیے ،اور حضور ﷺ نے اس پر عمل کر کے بتلایا ایک ایک کو بلایا: یَاصَفِیَّۃَ بِنْتِ عَبْدِ الْمُطلب اور پھر فرمایا یَا فَاطِمَۃُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ لَا اُغْنِی عَنْکِ مِنَ اللّٰہِ شَیًاً اے فاطمہ بنت محمد ﷺ میں قیامت کے دن تمہارے کچھ کام نہیں آسکوں گا، سیرت ابراہیمی کا تقاضا ہے کہ آج جتنی محنتیں ہمیں دین سے ہٹانے کے لئے کی جارہی ہیں ہم ان تمام محنتوں سے ہٹ کر ایک اللہ کی محنت پر آجائیں۔اسی میں ہماری کامیابی ہے،انسان بظاہر کامیاب نظر آتا ہے لیکن اصل کامیابی دین کی کامیابی ہے۔

سنت ابراہیمی کی پیروی کا انعام

دیکھو میرے بھائیو۔ اگر ہم نے ابراہیم علیہ السلام جیسی قربانیاں دیں تو خدا تعالی ہمیں ابراہیمؑ جیسی نعمتیں بھی عطا فرمائے گا اللہ تعالی ارشاد فرماتے ہیں کہ سَلٰمٌ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ اِنَّا کَذٰلِکَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ کہ حضرت ابراہیمؑ پر ہماری طرف سے سلامتی ہو ہم قربانی دینے والوں کو ایسے ہی بدلہ دیتے ہیں، قرآن نے یہ نہیں فرمایا کہ ایسا بدلہ ہم صرف ابراہیمؑ کو ہی دیتے ہیں، بلکہ فرمایا کہ جو بھی اس طرح کا نیک کام کرے ہم اس کو ایسا ہی سلامتی کا بدلہ دیتے ہیں، اور اس قربانی پر اللہ تعالی کی طرف سے عطا کیا جانے والا بدلہ اللہ تعالی کی طرف سے سلام ہے، اگر میں اپنے کسی شاگرد کو سلام کہلواؤں تو وہ مارے خوشی کے جھوم جاتا ہے، اور اپنے کئی ساتھیوں کو کہتا پھرتا ہے کہ حضرت نے سلام بھیجا ہے جب کہ حضرت کی اللہ تعالی کے مقابلہ میں کیا حیثیت ہے۔

اسی طرح اگر آپ کو کسی منتری نے سلام بھیجا، یا اخبار میں آپ کو سلام آیا، تو آپ اس اخبار کی کٹنگ کو فریم بنا کر محفوظ کر لو گے جب کہ منتریوں کی اللہ تعالی کے مقابلہ میں کیا حیثیت ہے تو اللہ تعالی کی طرف سے سلام کا ملنا بہت بڑی نعمت ہے، اور قربانی پر اللہ تعالی نے اتنی بڑی نعمت کیوں عطا فرمائی اس کا جواب بھی قرآن پاک میں ہے اسی کے آگے اللہ تعالی ارشاد فرماتے ہیں کہ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِیْنَ صفت کا انتقال ہوتا ہے تو حکم کا بھی تعدیہ ہوتا ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی صفت قربانی ہمارے اندر منتقل ہوگی تو ان پر لگایا جانے والا حکم مومن ہونا بھی ہماری طرف بھی منتقل ہوگا۔

حضرت ابراہیمؑ کا نام ہر نماز میں

اور اللہ تعالی نے حضرت ابراہیمؑ کو وہ مقام دیا کہ ہر نماز میں ان کا نام لیا جانے لگا نماز میں درود ابراہیمی پڑھا جاتا ہے آج جمعرات ہے اس لئے آپ بھی میرے ساتھ پڑھیئے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَا ھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَا ھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَا ھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَا ھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ.

اور علامہ سیوطیؒ نے کمال کر دیا یہ لکھ کر کہ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَا ھِیْمَ کہہ کر حضور ﷺ نے دوبارہ اپنے ہی لئے دعا فرمائی اس لئے کہ آل ابراہیم میں سب سے پہلے تو آپ ﷺ ہی ہیں، یہ سب کب ہوا جب حضرت ابراہیمؑ نے اللہ کے دین کے لئے قربانیاں پیش کیں، قربانی بھی جس میں اللہ کے نام پر اللہ کی اطاعت و بندگی کی خاطر جانوروں کو ذبح کیا جاتا ہے، اس کے سلسلہ میں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سُنَّةَ اَبِیْکُمْ اِبْرَا ھِیْمَ کہ یہ قربانی تمہارے والد ابراہیمؑ کی سنت ہے۔

درود پاک پڑھا کرو

میں جب مدینہ منورہ میں پڑھتا تھا تو میرے استاذ محترم حضرت مولانا سید ذوالفقار احمد صاحب نور اللہ مرقدہ وہاں تشریف لائے تھے تو میں انہیں وہیل چیئر پر بٹھا کر بارگاہ محمد عربی ﷺ کی خدمت میں صلوۃ وسلام پیش کرنے کے لئے لیکر جارہا تھا تو فرمایا کہ بیٹا فاروق حضور ﷺ پر تو رحم آتا ہے میں نے کہا کہ حضرت یہ کیا کہہ

رہے ہیں فرمایا کہ سلام کا جواب دیتے دیتے حضور ﷺ تھک جاتے ہونگے۔ میرے بھائیو۔ درود پاک کی کثرت کیا کرو، جتنا زیادہ ہم درود شریف پڑھیں گے اتنی زیادہ ہماری آپ ﷺ سے نسبت مضبوط ہوگی، حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص جمعہ کے دن اپنی جگہ بیٹھے بیٹھے اسی مرتبہ یہ درود شریف پڑھے اس کے اسی سال کے گناہ معاف ہوجائیں گے اور وہ درود شریف یہ ہے **اَللّٰھُمَّ صَلِّی عَلٰی مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا.**

قربانی دینے والا زندہ رہتا ہے

اللہ تعالیٰ کی نسبت پر جو قربانی دی جاتی ہے اللہ تعالیٰ اس کو حیات جاودانی عطا فرماتے ہیں بی بی ہاجرہ علیہا الصلوۃ والسلام نے اپنے بچہ کے لئے پانی کی تلاش میں دوڑ لگائی وہ دوڑ صرف اور صرف اللہ کے دین کی نسبت پر تھی اس لئے کہ ان کے شوہر حضرت ابراہیم اللہ کے دین کے لے گئے ہوئے تھے اور وہاں آب ودانہ اور پانی کا کوئی انتظام نہیں تھا اللہ کے لئے کی جانے والی یہ دوڑ اللہ تعالیٰ کو اتنی پسند آئی کہ اللہ تعالیٰ نے اس سعی اور اس دوڑ کو ہر حاجی اور عمرہ کرنے والے پر فرض فرمادیا اللہ تعالیٰ کا یہ نظام ہے کہ خدا کے بندوں کو نفع پہنچانے کے لئے جو نظام چلایا جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس نظام کو زمین میں دیر تک باقی رکھتے ہیں: **وَاَمَّا مَا یَنْفَعُ النَّاسَ فَیَمْکُثُ فِی الْاَرْضِ** (جو لوگوں کو نفع پہنچاتا ہے وہ زمین میں باقی رہتا ہے) اگر ہم بھی حضرت ابراہیمؑ جیسی تو نہیں لیکن اس کے دسویں حصہ تک بھی قربانی دینے کی کوشش کریں گے تو ان شاء اللہ اللہ تعالیٰ ہمیں دنیا اور آخرت دونوں جگہوں میں باقی رکھیں گے۔

سیرت ابراہیمی کا اصل پیغام

حضرت ابراہیمؑ کا سب سے بڑا پیغام توحید الٰہی تھا انہوں نے جم کر توحید کی دعوت دی، اور اسی لئے جب ان کی سنت قربانی میں جانور کو ذبح کیا جاتا ہے کہ تو ایسی ہی دعا پڑھی جاتی ہے جو اللہ تعالی کی توحید پر مشتمل ہوتی ہے وہ یہ ہے اِنِّی وَجَّھْتُ وَجْھِیَ لِلَّذِی فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ،اِنَّ صَلٰوتِی وَنُسُکِی وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِی لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَبِذَالِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ کہ میرا جینا اور میرا مرنا اور میری نماز اور میری عبادتیں سب تمام عالم کے پروردگار اللہ ہی کے لئے ہیں، اس کا کوئی شریک نہیں اور میں اولین مسلمانوں میں سے ہوں۔

سیرت سے جڑے رہیں

میں بھوکردن کے تمام ساتھیوں کو دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ آپ نے اس پروگرام کی کوشش کی میں تمام نوجوانوں سے درخواست کروں گا کہ اپنے آپ کو علماء کرام سے بزرگان دین سے جوڑے رکھیں تب ہی ہماری زندگیوں میں برکت آئیگی اس لئے کہ آج کل ہمیں اپنے اسلاف سے کاٹنے کی منظم سازش ہورہی ہے ہمیں تو سیرتِ ابراہیمی سے جڑ کر کام کرنا ہوگا اور سیرت ابراہیمی میں بہت ساری چیزیں آجاتی ہیں دعوت وتبلیغ بھی آتی ہے اس لئے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دین کی نسبت پر اپنے بال بچوں سے کچھ دن جدا رہے، قربانیاں پیش کیں، اس لئے

ہم دعوت وتبلیغ میں جائیں چلہ چار مہینہ کی ترتیب بنائیں ڈھائی گھنٹہ ہمارے نہ چھوٹنے پائے، مسجد وار جماعت کی تعلیم کا ناغہ نہ ہو۔ الغرض پانچ کام پوری پابندی سے کریں۔ آج کل نوجوان بوڑھے سب کے اندر الحمدللہ دعوت نے اثر کیا ہے اور سب کی زبانوں پر ماشاءاللہ سبحان اللہ کے الفاظ نظر آتے ہیں چہروں پر ڈاڑھیاں اور سر میں ٹوپی نظر آتی ہے۔

مکاتب سیرت ابراہیمی کا حصہ ہیں

نیز سیرت ابراہیمی کا ایک اہم ترین حصہ مکاتب قرآنیہ ہیں اس لئے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا فرمائی تھی۔ **رَبَّنَا وَابۡعَثۡ فِیۡهِمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡهُمۡ یَتۡلُوۡ عَلَیۡهِمۡ اٰیَاتِکَ وَیُعَلِّمُهُمُ الۡکِتَابَ وَالۡحِکۡمَةَ وَیُزَکِّیۡهِمۡ،** اے اللہ میری اولاد میں ایک نبی مبعوث فرما جوان کو کتاب کی تعلیم دے اوران کے دلوں کی صفائی کرے، پتہ چلا کہ سیرت کے اس مضمون میں تعلیمِ کتاب بھی ہے اب جو اپنے آپ کو مکاتب سے جوڑے گا تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ اس کے حق میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یہ دعا کعبۃ اللہ کے سائے میں قبول ہوئی ہے، اور دیکھئے اللہ تعالی نے اس علاقہ میں جامعہ اکل کوا کے عظیم مراکز قائم فرمائے ہیں، ان سے اور دیگر مدارس سے بھی فیض اٹھایئے۔ آپ کے قریب میں ہی ریاض العلوم انوا ہے، دارالعلوم جعفرآباد ہے، اس سائڈ پر جامعہ منہاج العلوم رنجنی اور ابوہریرہؓ بدناپور ہے، اور دعا بھی کریں کہ اللہ تعالی ہمارے حضرت مولانا غلام محمد صاحب وستانوی دامت برکاتہم کی عمر مبارکہ میں صحت وعافیت کے ساتھ برکتیں نصیب فرمائے، دعا فرمائیں اللہ تعالی مجھے

اور آپ کو دین کی خدمت کے لئے قبول فرمائے ، اس پروگرام کو ہم سب کی ہدایت کا ذریعہ بنائے ، اور دین کی اور علم کی نسبت پر جتنے ہمارے طلباء عزیز یہاں پہنچے ہیں اللہ تعالی ان کی تمام خدمات کو قبول فرمائے ۔ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد۔۔

وصلی اللہ وسلم علی سیدنا ومولانا محمد بن عبداللہ وعلی الہ واصحابہ اجمعین ۔

وآخردعوانا ان الحمدللہ رب العالمین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اقتباس

ایک مرتبہ ازرائیل ظالم نے ایڈوٹیریل قلم میں یہ بات لکھی تھی کہ جس دن سے مسلمان عشاء اور فجر میں اتنے جمع ہونا شروع ہو جائیں گے جتنے جمعہ کی نماز میں جمع ہوتے ہیں اس دن ہمارے ہاتھ سے فلسطین کی حکومت چلی جائیگی اسلام کبھی توپوں سے غالب نہیں آیا اسلام میزائل سے حکومتیں فتح نہیں کرتا ہے، اسلام بمباری سے حکومت فتح نہیں کرتا، اسلام آسمانی طاقت کو منا کر حکومتیں فتح کرتا ہے، اور آسمانی طاقت رات کے تیسرے حصہ میں اپنے قبضہ میں آجاتی ہے اس وقت اللہ سے جو کہو وہ ہو جاتا ہے اس لئے کہ وہ خود دینے آتا ہے آج ہم میں سے کون ہے جس نے اپنے رشتہ داروں کی یا اپنے داماد کے دین کی فکر کی ہو، ہم تو اسے سامان دیتے ہیں واشنگ مشین دیتے ہین فریج دیتے ہیں لیکن اصل محبت نہیں دیتے اور وہ دین ہے دین رہے گا تو آپ کی بیٹی کو لیکر جنت میں ساتھ رہے گا، پہلے تو اپنے لوگوں کو دین کی طرف موڑنا چاہیئے پہلے خویش پھر درویش والی کہاوت مشہور ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شہادت حسینؓ ہمیں کیا درس دیتی ہے

الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونومن بہ ونتوکل علیہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ ونشھد ان لاالہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ ونشھد ان سیدنا ومولانا وقائدناومرشدنا محمدا عبدہ ورسولہ صلی اللہ تبارک وتعالی علیہ وعلی اٰلہ واصحابہ وازواجہ وذریاتہ واھل بیتہ واھل طاعتہ وبارک وسلم تسلیما کثیرا اما بعد،فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم،بسم اللہ الرحمن الرحیم وَالتِّیۡنِ وَالزَّیۡتونِ وَطُورِ سِیۡنِیۡن وَھٰذَالۡبَلَدِ الۡاَمِیۡنِ لَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِ نۡسَانَ فِی اَحۡسَنِ تَقۡوِیۡم ثُمَّ رَدَدۡنٰہُ اَسۡفَلَ سَافِلِینَ اِلَّا الَّذینَ اٰمَنُو ا وَعَمِلُو الصَّالِحَاتِ فَلَھُمۡ اَجۡرٌ غَیۡرُ مَمۡنُون فَمَا یُکَذِّبُکَ بَعۡدُ بِا لدِّیۡنِ اَلَیۡسَ اللّٰہُ بِاَ حۡکَمِ الۡحَاکِمِیۡنَ صدق اللہ مولانا العظیم.

یہ خطاب حضرت والا کا شہر مومن آباد (مرکز مسجد) ضلع بیڑ میں ہوا تھا

معزز و قابل قدر علماء کرام، حفاظ عظام، طلبہ عزیز، بھائیو دوستو اور بزرگو۔
دل کی گہرائیوں سے شہر مومن آباد کے مسلمانوں کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ آپ نے مجلس علماء کے نام سے علماء کرام کی نگرانی میں دینی ملی سرگرمیوں کو ترقی دینے کے لئے ایک تنظیم قائم فرمائی حق تعالی شانہ اسی طرح امت کو علماء سے جڑنے کی اور علماء کو اپنے دلوں میں امت کی فکر پیدا کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین

سورج اور چاند گرہن کیا ہے

میرے بھائیو۔۔ اللہ تعالی نے اپنے نظام فضل سے ہم سب کو انسان بنایا اور انسان بنا کر بہت ساری ذمہ داریوں کا مکلّف بنایا، آدمی اگر اللہ تعالی کے احکامات کے مطابق زندگی گزارے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ ذمہ داری بر برادا کر رہا ہے۔ حضور اکرم ﷺ جو ہم سب کے آقا سید الکونین ہیں اللہ تعالی نے ان کے ذریعہ ہم تک اپنے دین کا پیغام پہنچایا۔ اور آزمائش سے اُنہیں دو چار ہونا پڑا۔ اہل دین کے ساتھ اس طرح کے معاملات پیش آتے رہتے ہیں۔
بہرحال مدینہ منورہ میں آپ ﷺ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا، اتفاق سے اس دن مدینہ منورہ میں سورج گرہن لگا ہوا تھا مدینہ کے لوگ زمانہ جاہلیت کے قریب تھے، اس لئے کچھ لوگوں نے یہ شوشہ چھوڑ دیا کہ حضور ﷺ کے بیٹے کے انتقال پر سورج نے بھی رونا شروع کر دیا، اور اس کو گرہن لگ گیا، عقیدہ پر زد آرہی تھی، ایمان اور یقین پر زد آرہی تھی، اس لئے حضور ﷺ فوراً منبر نبوی پر تشریف لے گئے، اور فرمایا کہ اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ اٰیَتَانِ مِنْ اٰیَاتِ اللّٰہِ

يُخَوِّفُ بِهِمَا للّٰهُ عِبَا دَهٗ حَيثُ يَشَآءُ لَا يَنكَسِفَانِ لِمَوتِ اَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهٖ فَاِذَا رَاَيتُمْ ذَالِکَ فَادْعُو اللّٰہَ وَ کَبِّرُوا وَتَصَدَّقُوْا وَصَلُّو ا کہ اے لوگو! سنو سورج اور چاند اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں ۔اللہ تعالی اپنی ان دونوں نشانیوں کے ذریعہ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے کہ دیکھو سنبھل جاؤ جس طرح آج سورج اور چاند بے نور ہو گئے ایسے ہی قیامت کا دن بھی تمہارے سامنے آنے والا ہے اس دن بھی سورج اور چاند کی روشنی ہم ختم کر دیں گے، اس دن سے ڈرنا چاہیئے اور نیک اعمال کی طرف راغب ہونا چاہیئے پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ سورج اور چاند گرہن نہ کسی کی موت کی وجہ سے ہوتے ہیں اور نہ کسی کی زندگی سے ان کا تعلق ہے جب تم سورج اور چاند گرہن دیکھو تو اللہ تعالی سے خوب دعا کرو اور اللہ تعالی کی بڑائی بیان کرو اور صدقہ خیرات کرو۔

داعی کے لئے ایک سبق

یہاں ایک بات یہ نوٹ فرمالیں کہ آپ ﷺ کی عادت شریفہ تھی کہ جب بھی قوم میں کوئی بگاڑ آتا آپ ﷺ منبر پر چڑھ جاتے اور لوگوں کو اس منکر عمل کے بارے میں نشاندہی فرماتے ۔آج کل ہمارا حال یہ کہ ہم علماء جمعہ کا نتظار کرتے ہیں اور ہمارے ساتھی ہفتہ واری اجتماع کا انتظار کرتے ہیں کیا بھروسہ ہے کہ جمعہ ملتا بھی ہے یا نہیں ۔اور پھر اس وقت تک جو گناہ زمین پر ہونگے اس کا کیا ہوگا اس لئے فورا نہی عن المنکر کرنا چاہیئے ۔

اللہ تعالی کی نشانیاں

اللہ تعالی کی بہت سی نشانیاں ہیں صرف یہی دونہیں، بلکہ یہ زمین آسمان ستارے، سیارے سب اللہ تعالی کی نشانیاں ہیں بلکہ ہم خود اللہ تعالی کی نشانی ہے اگر ہم اپنی ذات میں غوروفکر کرلیں تو اللہ ہمیں اپنے اندر ہی نظر آئے گا اسی کو اللہ تعالی نے قرآن پاک میں فرمایا کہ سَنُرِیْھِمْ اٰیَاتِنَا فِی الْاٰفَاقِ وَفِیْ اَنْفُسِھِمْ اَفَلا تُبْصِرُوْنَ ہم آفاق میں نشانیاں دکھلائیں گے اوران کی ذات میں بھی نشانیاں ہیں کسی فارسی کے شاعر نے کہا کہ

ہر ورقے دفتریست ازمعرفت کردگار

اورفارسی کا دوسرا شاعر کہتا ہے کہ

گیاہِ کہ از زمیں روید

وحدہ لاشریک لہ گوید

درخت کا ایک پتہ کاٹ لو، اس ایک پتہ میں انکار کرنے والے کے لئے اللہ تعالی کے وجود پر کروڑ ہا کروڑ دلیلیں مل جائیں گی کہ اس پتہ کو کس نے اگایا، کیا انسان کے بس میں اس کو اگانا ہے پتہ چلا کہ اس کے پیچھے کوئی ہستی ہے، اور وہ ہے اللہ تعالی کی ذات بابرکات، سورہ واقعہ میں اس کو بیان کیا گیا ہے۔

طائف کے گشت کی برکت

مسلمانوں !! خدائے پاک کی قسم کھاتا ہوں اوراس پر مسلم شریف کا حوالہ بھی دیتا ہوں کہ لَزَوَالُ الدُّنْیَا اَھْوَنُ عَلَی اللّٰہِ مِنْ قَلْبِ رَجُلٍ مُسْلِمٍ، کہ

پوری دنیا تباہ ہو جائے خدا کو اس کی کوئی پروا نہیں لیکن کسی مسلمان کا دل ٹوٹ جانا اللہ کو گوارہ نہیں، اس پر اللہ تعالی کا عرش ہل جاتا ہے، جب ادنی مسلمان کی اتنی قیمت ہے تو اعلی مومنین کا پوچھنا ہی کیا، اور جب اعلی مومنین کا خون قیمتی ہے تو پھر امام حسینؓ کے خون کی کتنی قیمت ہوگی اس لئے کہ وہ خون تو رسول اللہ ﷺ کا خون تھا تو کیا اللہ تعالی نبی کے خون کو ضائع ہونے دیں گے۔

نبی کا خون اتنا قیمتی ہوتا ہے کہ طائف کے سفر میں نبی کے قدم خون میں لہولہان ہوئے تھے، اس خون کی قیمت اللہ تعالی نے ایسے چکائی کہ آج مومن آباد میں یہ پورا مجمع بیٹھا ہوا ہے، وہ اسی طائف کے گشت کی برکت ہے، کیسے وہ اس طرح کہ یہ چلت پھرت، دعوت و تبلیغ ، مدارس مکاتب خانقاہیں اور اس کے علاوہ دین کے جتنے بھی شعبہ جات ہیں سب اللہ کے رسول ﷺ کے طائف کے سفر کے گشت کی برکت ہے، حضور ﷺ کے قدموں کو جب لہولہان کیا گیا تو آسمان کی قدرت بھی اس کو نہیں دیکھ سکی، اللہ تعالی نے فوری طور پر ملٹری بھیجی اور فرمایا کہ جاؤ اور میرے نبی کو پوچھو کہ کیا کرنا ہے، فرشتے آئے اور پوچھا کہ یارسول اللہ۔ اگر آپ حکم دیں تو ہم دونوں پہاڑوں کے درمیان اس قبیلہ ثقیف کو ختم کر دیں گے، تو حضور پاک علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ **لَعَلَّ اللّٰهَ اَنْ یَّخْرُجَ مِنْ اَصْلَابِهِمْ رَجُلًا** کہ اللہ ان کی نسلوں میں شاید کوئی ایک آدمی ایسا پیدا کر دے جو دنیا میں اسلام کو چمکانے کا ذریعہ بنے گا چنانچہ اسی قبلہ بنو ثقیف میں سے محمد بن قاسم الثقفی پیدا ہوئے جو سندھ کے راستہ سے ہندوستان آئے اور پورے ہندوستان میں اسلام کا بول بالا ہو گیا پتہ چلا کہ نبی کا خون ضائع نہیں جاتا، تو ہم اور آپ اسی گشت کی برکت سے بیٹھے ہیں۔

امام حسینؓ کا سبق

امام حسین کی شہادت دنیا کو ایک سبق دیتی ہے کہ۔

ہر گز نمیرد آنکہ دلش نزدہ شد بعشق

ثبت است بر جریدہ عالم دوام ما

وہ شخصیت کبھی بھی مرتی نہیں ہے جس کا دل اللہ کے عشق میں روشن ہو چکا ہو، اسی کو تو قرآن پاک نے فرمایا کہ وَلَا تَقُولُو لِمَنْ يُّقْتَلُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ، جو لوگ بھی اللہ کے دین کو بلند کرتے کرتے انتقال کر جاتے ہیں ان کے بارے میں یہ مت کہو کہ وہ مر گئے، بلکہ وہ اپنے کارناموں کے ساتھ دنیا میں زندہ ہیں، اور قبر میں ان کی ایک خصوصی حیات ہے، لیکن تم اس کو نہیں سمجھ سکتے ہو، اسی لئے آگے فرمایا کہ وَلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ عقل میں تو آ سکتا ہے لیکن شعور میں نہیں آئے گا۔

مفسرین نے لکھا ہے کہ شعور الگ ہے اور عقل الگ ہے، شعور کا تعلق ظاہر سے ہے اور عقل کا تعلق اندر سے ہے، اللہ تعالی جن لوگوں کی فراست کھولتے ہیں، اُنہیں شہداء کی زندگی سمجھ میں بھی آتی ہے۔ حسین رضی اللہ تعالی عنہ شہید تو ہو گئے، لیکن ہمیں سبق دے کر گئے کہ میری شہادت میں کوئی بوڈر کا چکر نہیں تھا، کوئی ملکی حصوں کا چکر بھی نہیں تھا، کسی خاندان کو خاندان کے اوپر نیچے دکھانے کا بھی کوئی چکر نہیں تھا، وہاں ایک ہی بات تھی کہ کلمہ باطلہ کے سامنے کلمہ حق نہ جھکے، امام حسین رضی اللہ عنہ نے تاریخ کا وہ جز پڑھ لیا تھا اور اس کو سمجھا بھی تھا کہ وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِينَ كَفَرُوا السُّفْلٰى وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا حق کبھی باطل کے سامنے جھک نہیں سکتا، حق حق ہوتا ہے باطل وقتی طور پر سر اٹھاتا ہے اقبال نے کہا تھا کہ۔

حباب بحر کو دیکھو کہ کیسے سر اٹھا تا ہے

تکبر وہ بری شی ہے جو فوراً ٹوٹ جا تا ہے

یعنی سمندر میں جو بھرتی آتی ہے وہ ہمیشہ نہیں رہتی ہے تھوڑی دیر رہتی ہے اور چلی جاتی ہے اور جانے کے بعد نقصان پہنچا کر جاتی ہے، زمین کو نقصان پہنچاتی ہے زمین کے اندر سوراخ کر دیتی ہے، کچرا پھینک کر جاتی ہے۔ باطل کا حال بھی یہی ہے باطل جب اٹھتا ہے تو سر اٹھا کر چلتا ہے، لیکن ہمیشہ نہیں چلتا، اسی کو تو قرآن پاک نے فرمایا کہ وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اور قیامت تک کا اٹل قانون سنایا کہ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا اے نبی قیامت تک آنے والے انسانوں سے کہہ دیجئے کہ حق دنیا میں آچکا اور باطل مٹ چکا اس لئے کہ باطل کی صفت ہی ہے مٹ جانا۔

باطل کب ختم ہوگا؟

باطل تو دنیا میں ختم ہونے کے لئے ہی آیا ہے لیکن ختم ہونے کے لئے کوئی ختم کرنے والا بھی چاہیئے اور بڑے دشمن کو مارنے کے لئے بڑا پہلوان چاہئے، چیونٹی کو مارنے کے لئے بندوق نہیں لی جاتی، چیونٹی مارنے کے لئے اگر بندوق لی جائے تو بیوقوفی ہوگی اور کوئی شیر کو ڈنڈے سے مارے تو اس کی بے وقوفی ہوگی اور چیونٹی کے لئے صرف ہاتھ ہی کافی ہے۔ باطل سر چڑھ کر ابھر رہا تھا اس لئے قیمتی خون بہانے کی ضرورت تھی۔ اور دنیا میں اس وقت امام حسین سے زیادہ کس کا خون قیمتی ہوگا؟ کسی کا نہیں اور شہادتِ حسین والی بات تو ہونے ہی والی تھی اس لئے کہ حضور اکرم ﷺ نے پیشین گوئی فرمائی تھی۔

صالحین اور لیڈروں میں فرق

اور ایک بات سنیئے کہ دنیا کی لیڈر شپ، اور انبیاء و صالحین کی نبوت میں یہ واضح فرق ہے کہ دنیا کے لیڈر (بروزن گیدڑ) جب مال بٹورنے کی باری آتی ہے تو میدان میں اترتے ہیں اور جب مار کھانے کی باری آتی ہے تو اپنے چیلوں کو آگے کرتے ہیں وقف کی زمینوں کو بھی ہضم کر جاتے ہیں، یتیموں، مظلوموں بے کسوں بے بسوں غریبوں، مسکینوں، بیواؤں کی زمینوں کو بھی ہضم کر جاتے ہیں۔لیکن نبی نے جو تعلیم دی ہے سبحان اللہ نبی کی نبوت دیکھو جب لینے کی باری آئی تو فرمایا کہ محمد ﷺ کی اولاد کے لئے صدقہ حرام۔محمد کی اولاد کے لئے زکوۃ حرام، بلکہ ایک مرتبہ جمعہ کے دن امام حسینؓ اور امام حسنؓ کی امی نے لال جوڑا پہنا کر تیار کیا تھا حضور ﷺ خطبہ دے رہے تھے جمعہ کے دن صدقہ کی کھجوریں آکر مسجد نبوی کے کونے میں تھیں، امام حسین نے ایک دو کھجوریں منہ میں ڈالیں تھیں کہ حضور اکرم ﷺ منبر پر سے اتر پڑے، اور حضرت حسین کے منہ میں انگلیاں ڈالیں اور حضرت حسین سے فرمایا کہ قے کرو، اس لئے کہ **اِنَّ الصَّدَقَةَ لَا تَحِلُّ لِاٰلِ مُحَمَّدٍ** ﷺ صدقہ ہمارے لئے حلال نہیں ہے، یہ خون قیمتی بننے والا ہے اگر اس خون میں صدقہ کا مال جائے گا تو خون کو خراب کردے گا۔**اِنَّمَا هِیَ اَوْسَاخُ اَمْوَالِ النَّاسِ** صدقہ اور زکوۃ لوگوں کے مال کا میل ہے۔

اور جب دینے کی باری آئی یا میدان جنگ میں لڑنے کی باری آئی تو اپنے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ تعالی عنہ کو داؤ پر لگا دیا۔جب دینے کی باری آئی تو اپنے لخت جگر

امام حسین کو داؤ پر لگا دیا جب دینے کی باری آئی تو اپنے پیارے صحابہ عمار بن یاسر حضرت سمیہ حضرت بلال حبشی حضرت ابو بکر صدیق سلمان فارسی جن سب کو حضور ﷺ نے اپنے اہل بیت میں سے ہونے کو کہا ہے ان سب کو میدان میں اتارا، حضرت علی رضی اللہ عنہ کو میدان میں اتارا، کون داماد کی قربانی دے سکتا ہے، لیکن جب ہجرت کا موقع آیا اور باہر قریش مکہ ننگی تلواریں لئے کھڑے تھے کہ حضور نکلے تو آپ پر نعوذ باللہ تلوار چلا دیں گے، اس وقت سب سے زیادہ خطرناک مسئلہ بستر پر سونے کا تھا اس وقت اپنے داماد حضرت علیؓ کو سلایا، اور حضور ﷺ چند آیات پڑھتے ہوئے نکل گئے جن آیتوں کی شان بان آن آج بھی باقی ہے۔ خطرناک دشمن بھی سامنے کھڑا ہو، اور ان آیتوں کو کوئی پڑھ لے تو خدائے پاک کی قسم اللہ اس کی آنکھوں میں دھول جھونک دیگا وہ آیت یہ ہے۔ **وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَيْنٰهُمْ وَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ** جس کا ترجمہ یہ ہے کہ اللہ تعالی نے ان کے آگے بھی آڑ بنا دی، اور ان کے پیچھے بھی آڑ بنا دی، اور ان کی آنکھوں میں دھول جھونک دی، وہ دیکھ ہی نہیں سکتے حضور ﷺ دور نکل کر چلے گئے اور اس رات حضور ﷺ نے اپنے بستر پر حضرت علیؓ کو سلایا تھا، تو نبی کے سامنے جب لینے کی باری آتی ہے تو نبی پیچھے ہو جاتا ہے۔ اور جب دینے کی باری آتی ہے تو آپ ﷺ نے اپنوں کو آگے فرمایا اور یہ سبق دیا کہ مسلمان کو بھی ایسا ہی ہونا چاہیئے۔

ہم حق ادا کرنے والے بنیں

ہمارا حال یہ ہے کہ ہم اپنا تو لیتے ہی ہیں دوسروں کے مال کے پیچھے بھی

پڑ جاتے ہیں کئی لوگ ایسے ہونگے جنہوں نے بہنوں کا حق نہیں دیا ہوگا کئی لوگ ایسے ہونگے جنہوں نے اپنے ماں باپ کا حق ادا نہیں کیا ہوگا اور کئی لوگ ایسے ہونگے جنہوں نے دادا کی میراث میں سے چچاؤں کو ان کا حق نہیں دیا ہوگا یاد رکھو ایسے مال میں کبھی برکت نہیں ہوتی ہے، دنیا میں آج جتنی آفتیں ہیں یہ ہماری خود کی پیدا کی ہوئی ہیں اللہ تعالی کو ہمیں سزا دینے میں کوئی مزا نہیں آتا اس نے تو پانچویں پارہ میں فرمادیا کہ مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ: اگر تم ایمان لاؤ اور شکریہ ادا کرو تو اللہ تعالی تمہیں عذاب دے کر کیا کرے گا اللہ نے تو تمہیں بڑی محبت سے پیدا کیا ہے قرآن پاک نے فرمایا کہ لَا اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ دین کے معاملہ میں کوئی زبردستی نہیں ہے۔ کسی مفسر نے لکھا ہے کہ زبردستی تو اس عمل کے ساتھ کی جائیگی جس کا تعلق ظاہر کے ساتھ ہو مثلا نماز پڑھنے پر زبردستی کرنا وغیرہ لیکن دل کے معاملہ پر کسی کی زبردستی نہیں چل سکتی اور ایمان کا تعلق دل سے ہے۔

امام حسین رکے کیوں نہیں؟

حضرت امام حسین کو منع کرنے والوں نے منع بھی کیا جب وہ مدینہ سے کوفہ کے لئے نکلے تو لوگ ان کی سواری کے آگے آگئے لیکن انہوں نے جواب یہ دیا کہ میں اس نانا کا نواسا ہوں جو ایک مرتبہ وردی پہن لیتے تو اتارتے نہیں تھے جب تک کہ اپنے آپ کو میدان جنگ میں نہ اتارے حضور اکرم ﷺ کے ساتھ بھی بالکل ایسا ہی ایک موقع پیش آیا تھا، غزوہ احد کا موقع تھا حضور اکرم ﷺ نے صحابہ کرام سے مشورہ لیا کہ دشمن کا مقابلہ باہر نکل کر کرنا چاہیئے یا دشمن کا مدینہ میں آنے کا انتظار کرنا

چاہیئے، صحابہ میں کچھ لوگوں نے یہ مشورہ دیا کہ باہر نکل جاؤ، اس لئے کہ بدر کی شہادت سے ہم لوگ محروم رہے ہیں تو کم ازکم احد کی شہادت حاصل کرلیں ،بعض لوگوں نے کہا کہ نہیں دشمن کو یہاں آنے دو،حضور اکرم ﷺ نے نوجوان صحابہ کے جذبات کوخاص طور پر بھانپ لیا اس لئے آپ ﷺ گھر میں تشریف لے گئے وردی پہن لی اور باہر آئے تو وہ صحابہ کرام کہنے لگے جنہوں نے باہر نکل کرلڑنے کا مشورہ دیا تھا کہ اللہ کے رسول ﷺ ہم نے آپ کو زبردستی نہیں کی تھی اگر آپ ابھی بھی منع کرتے ہیں تو رک جاتے ہیں باہر نہیں نکلیں گے۔حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ نبی ایک مرتبہ وردی پہن لیتا ہے تو اتارتا نہیں ہے جب تک کہ اپنے آپ کو میدان جنگ میں نہ اتار دے۔اس لئے امام حسینؒ نے فرمایا کہ میں نے اب ارادہ کرلیا اس کو میں ملتوی کرنے والا نہیں ہوں۔اس لئے امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ بھی نہیں رکے۔اور آپ جانے کے لئے تیار ہو گئے۔

عشق کا عین پیدا کرو

نبی ﷺ جیسی خوبصورت ترین مخلوق نہ اس دنیا میں آئی ہے اور نہ آئیگی خوبصورتی کی جتنی علامات تھیں اور تمام انبیاء میں جو جو خوبیاں تھیں وہ سب محمد رسول اللہ ﷺ کو عطا فرمائی گئی ،اسی لئے کہا گیا ہے کہ ؎

آنچہ خوباہمہ دارند تو تنہا داری۔

ہمیں اپنے اندر عشق نبی پیدا کرنا ہوگا حضرت تھانویؒ کی بات پرسوں میری نظر سے گزری فرماتے ہیں کہ شیطان کے اندر تین عین تھی ایک عین نہیں تھی جس کی بنا پر وہ

گمراہ ہوگیا،شیطان عالم تھا،عابد تھا،عاقل تھا،لیکن عاشق نہیں تھا عالم کا عین عابد کا عین عاقل کا عین تھا،لیکن عاشق کا عین نہیں تھا،اس لئے گمراہ ہوگیا حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ اگر کوئی عابد ہو،عالم ہو،عاقل ہو،لیکن محمد رسول اللہ ﷺ سے اس کو عشق نہ ہوتو وہ مومن نہیں ہوسکتا،اوراس راستہ میں تو عشق کی ضرورت ہے۔

نسب پر مت اترائیے

علامہ جامی نے لکھا ہے کہ

بندہ عشق شدی ترک نسب کن جامی

کہ دریں راہ فلاں ابن فلاں چیزے نیست

اے جامی عشق کا بندہ بن جا،نسب پر اترانا چھوڑ دے کہ میں فلاں شیخ کا بیٹا ہوں میں فلاں کا بیٹا ہوں اس لئے کہ اسلام کی راہ میں فلاں ابن فلاں کام نہیں کرتا یعنی نسب کام نہیں کرتا ہے،بعض لوگ کہتے ہیں کہ میرے ابا ہر سال چلہ لگاتے تھے ارے تو نے کتنے چلے لگوایا پچھلوں پر اترانا تو یہود کا طریقہ ہے کہ یہود پرانے لوگوں پر اتراتے تھے تو قرآن پاک نے ایک رکوع میں دو مرتبہ ان کو تھپڑ لگایا یہ کہہ کر کہ **تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ**: وہ ایک جماعت تھی جو گزر گئی **لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ** اس کے لئے اس کے اعمال اور تمہارے لئے تمہارے اعمال ہیں۔

نماز پڑھنا عشق حسین ہے

بعض لوگ کہتے ہیں کہ یا حسین ہم نہ تھے،ارے حسین نے تو تلوار کے

سایہ میں بھی نماز نہیں چھوڑی حسین کی محبت کا مظاہرہ کرنے والے امن کی پر سکون فضاؤں میں بھی نماز نہیں پڑھتے ہیں، محبوب کی منشاء کے مطابق چلنے کا نام عشق ہے، اوراس کی منشاء کے خلاف چلنے کا نام فسق ہے۔ایک عورت اگر روزانہ صبح سے شام تک شوہر کی محبت میں رٹ لگائے اور تسبیح لیکراس کے نام کا ورد کرتی رہے،لیکن اپنے شوہر کے منشاء کا خیال نہیں کرتی ہے،اس کے ساتھ وفا داری نہیں کرتی ،تو اس کا شوہر اس کو کبھی معاف نہیں کرے گا۔

لیلیٰ کا واقعہ

ایک مرتبہ لیلی نے اعلان کیا کہ میں آج دودھ بانٹنے والی ہوں جسے چاہیئے لائن میں کھڑا ہو جائے مجنوں صاحب تو کسی نہ کسی بہانے سے زیارت کے محتاج رہتے ہی تھے، لائن میں کھڑے ہو گئے لیلی سب کو پیالہ بھر بھر کر دے رہی ہے، لیکن مجنوں کی جب باری آئی تو سمجھ رہے تھے کہ میری محبت کی قدر کی جائیگی ،لیکن بجائے اس کے کہ لیلی مجنوں کے پیالے میں دودھ ڈالتی ، ہاتھ میں کا پیالہ چھین کر پھینک دیا تو لوگوں نے طعنہ مارنا شروع کر دیا کہ تو بہت کہتا تھا کہ لیلی میری محبوبہ ہے، یہ کیا ہورہاہے؟لیلی نے سن لیا کہ میرے مجنوں کو ڈانٹا جارہاہے،تو وہ میدان میں آئی،اور کہا کہ تم یہ سمجھتے ہو کہ میں نے میرے مجنوں کی توہین کی۔

میری نگاہیں اس کو برداشت نہیں کرسکی کہ میرا مجنوں بھکاریوں کی لائن میں کھڑا رہے، اس کے لئے تو پرائیویٹ ٹائم ہوتا ہے میں اس کو کٹورے میں دودھ دے کر واپس کروں اس کو میری غیرت برداشت نہ کرسکی اس کی محبت کا تقاضا تو یہ ہے کہ میں

اپنے ہاتھ سے اس کو دودھ پلاؤں۔سنو مومن آباد کے مسلمانوں! اللہ تعالی بھی اپنے عاشقوں کو پرائیویٹ ٹائم دیتے ہیں اور انکو اپنے ہاتھ سے دودھ پلانے کے لئے روزانہ اخیری رات میں ساتوں آسمان کے نیچے اترتے ہیں اور اعلان کرتے ہیں آؤ میرے پاس میں اپنے ہاتھ سے تم کو دودھ پلاؤں گا۔ میں تمہارے سر پر ہاتھ پھراؤں گا اور تمہارے طرف کسی نے اگر دشمنانہ نگاہیں اٹھائی تو تم کو میں آرام سے بٹھاؤں گا اور تمہارا بدلہ لینے کے لئے میدان میں میں آؤں گا لیکن اس کے لئے عاشق کو معشوق کے منشاء کے مطابق چلنا پڑتا ہے۔

صبح جلد بیدار ہو جایئے

رزق کی بے برکتی کا بڑا سبب یہ ہے کہ ہم لوگ فجر میں سوتے رہتے ہیں میرے بھائیو! زندگی اعمال پر لاؤ، تعویذ سے کچھ نہیں ہوگا، صبح کے وقت میں رزق کی برکت کے لئے تو ہمارے نبی ﷺ نے دعا مانگی ہے مسند احمد کی روایت ہے کہ حضور پاک ﷺ نے فرمایا کہ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لِاُمَّتِی فِی بُکُورِھَا اے اللہ میری امت کے لئے ان کے صبح کے وقت میں برکت عطا فرما۔ جو لوگ مدینہ گئے ہیں ان کو کسی بتانے والے نے بتایا ہوگا اور اگر نہ بتایا ہو اور اب جاؤ تو وہاں تحقیق کرنا اور مجھ کو دعا بھی دینا اور غور کرنا کہ صبح میں اٹھنے کا آنحضرت ﷺ کے یہاں کیسا ماحول تھا بہر حال جہاں حضور ﷺ کا کمرہ ہے یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا حجرہ مبارکہ۔ تو اگر آپ باب جبرئیل سے داخل ہوں سیدھے ہاتھ پر صفہ آئے گا جہاں حضور ﷺ کا مدرسہ چلتا تھا۔

بائیں ہاتھ پر گلی آئے گی کمرہ کی دیواریں اور مسجد نبوی کی دیوار، ان دونوں کے بیچ میں گلی ہے تھوڑا سا آگے بڑھیں گے تو حضرت عائشہ ؓ کا کمرہ اور اس کے بازو میں حضرت فاطمہ ؓ کا کمرہ ہے وہ اس لئے کہ حضور ﷺ کا کوئی بیٹا تو تھا نہیں جو سمجھنا ہے حضرت علی کو سمجھ لیجئے بیٹا مانو اس لئے کہ حضور ﷺ نے ہی ان کو بڑا کیا تھا بھائی مانو تو بھی درست اس لئے چچازاد بھائی تھے ہی، اور داماد تو تھے ہی۔ کوئی بھی ضروری کام ہوتا تو حضرت علیؓ وہاں ہوا کرتے تھے۔ گھروں میں یہ ماحول بنائیے جو میں امام حسین کے نانا کی سیرت سنا رہا ہوں بخاری شریف کی روایت میں آتا ہے کہ حضور ﷺ جب تہجد کے لئے اٹھتے تھے تو حضرت علی کو بھی جگانے کے لئے جاتے تھے حضرت فاطمہ ؓ کو بھی جگاتے تھے وہ لوگ نوجوان تھے اور جوانوں کو اٹھنے میں دیر لگتی ہے راوی حدیث خود حضرت علی ہے فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ ایک مرتبہ ہمیں جگا کر چلے جاتے تھے دو رکعت تہجد کی نماز پڑھ کر یہ محسوس کرتے تھے کہ ہم اٹھے نہیں ہیں وَكَانَ لَا يَسْمَعُ دَوِيَّ صَوْتِنَا آپ ﷺ ہماری آواز کی کوئی بھنبھناہٹ محسوس نہیں کرتے تو پھر تشریف لاتے کہ اٹھ جاؤ ایک مرتبہ حضور ﷺ حسب معمول جگانے کے لئے گئے تو حضرت علیؓ نے ناز میں جواب میں دیا کہ اِنَّمَا اَنْفُسُنَا بِيَدِ اللّٰهِ کہ ہماری جانیں اللہ کے ہاتھ میں ہے وہ ہمیں جب چاہے گا جگائے گا۔

حضور ﷺ یہ آیت پڑھتے ہوئے باہر نکلے کہ وَكَانَ الْاِنْسَانُ اَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا کہ انسان بحث ہی کرتا ہے خاموش رہتا ہی نہیں، اس واقعہ سے پتہ چلا کہ ہمیں نماز کی فکر کرنی چاہیئے امام حسینؓ کے ابا کو حضور ﷺ تہجد کے لئے جگاتے تھے،

ہم کم از کم فجر تو پڑھیں۔ آج سے ہی نیت کریں کہ انشاء اللہ ہم تہجد پڑھیں گے، ایک بات سن لیجئے کہ کوئی بھی آدمی ولی نہیں بن سکتا جب تک کہ وہ تہجد کی پابندی نہ کرے۔ ہمارے اسلاف سب تہجد گزار تھے اسی کو تو نیک بندوں کی صفات بیان کرتے ہوئے قرآن پاک نے فرمایا کہ كَانُوا قَلِيْلًا مِّنَ اللَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ۔ میرے نیک بندے رات میں کم سوتے ہیں اور اور تہجد کے وقت استغفار میں لگ جاتے ہیں اور پھر تہجد کے وقت ساری ملت اسلامیہ کے لئے دعا کرو انشاء اللہ انقلاب پیدا ہو جائیگا۔

حکومتیں فتح کرنے کا طریقہ

ایک مرتبہ اسرائیل ظالم نے ایڈوٹیریل قلم میں یہ بات لکھی تھی کہ جس دن سے مسلمان عشاء اور فجر میں اتنے جمع ہونا شروع ہو جائیں گے جتنے جمعہ کی نماز میں جمع ہوتے ہیں اس دن ہمارے ہاتھ سے فلسطین کی حکومت چلی جائیگی اسلام کبھی توپوں سے غالب نہیں آیا اسلام میزائل سے حکومتیں فتح نہیں کرتا، اسلام بمباری سے حکومت فتح نہیں کرتا، اسلام آسمانی طاقت کو منا کر حکومتیں فتح کرتا ہے، اور آسمانی طاقت رات کے تیسرے حصہ میں اپنے قبضہ میں آجاتی ہے اس وقت اللہ سے جو کہو وہ ہو جاتا ہے اس لئے کہ وہ خود دینے آتا ہے بات یہ چل رہی تھی کہ حضور اکرم ﷺ حضرت علی اور حضرت فاطمہ ؓ کو تہجد کے لئے جگانے جایا کرتے تھے۔ آج ہم میں سے کون ہے جس نے اپنے داماد کے دین کی فکر کی ہو، ہم تو اسے سامان دیتے ہیں واشنگ مشین دیتے ہین فریج دیتے ہیں لیکن اصل محبت نہیں دیتے اور وہ دین ہے

دین رہے گا تو آپ کی بیٹی کو لیکر جنت میں ساتھ رہے گا، پہلے تو اپنے لوگوں کو دین کی طرف موڑنا چاہیئے پہلے خویش پھر درویش والی کہاوت مشہور ہے۔

حضرتؒ جی کا مراقبہ

میں نے حضرت جی مولانا محمد انعام الحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا ہے کہ حضرت روضہ اطہر کے قریب بیٹھ کر مراقبہ فرماتے تھے، اور بھی اکابرین کو میں نے دیکھا ہے ایک مرتبہ تو میں نے حضرت مولانا محمد انعام الحسن صاحبؒ سے پوچھ بھی لیا تھا اس لئے کہ میرے ابا ان سے بیعت تھے، اور خصوصی تعلقات بھی تھے، اس لئے میرے ان کے مراسم تھے تو میں نے پوچھا کہ حضرت آپ حضور ﷺ کے چہرہ انور کی طرف کیوں نہیں بیٹھتے، قدموں کی طرف کیوں بیٹھتے ہو؟ تو حضرت جی نے آنسو بہاتے ہوئے فرمایا کہ یہ عاجز میں اتنی ہمت کہاں کہ میں سرکار کے چہرہ انور کی طرف رخ کر کے بیٹھوں میں تو سرکار کے قدموں پر گرنے کے لائق ہوں۔

آپ ﷺ کی خوبصورتی

ہمارے نبی ﷺ کتنے خوبصورت تھے کہ جنھوں نے براہ راست اللہ تعالی کا دیدار کیا اور بار بار آئے گئے تو بار بار اللہ تعالی کے حسن و جمال کا آپ ﷺ کے چہرہ انور پر پرتو پڑا ہوگا حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کبھی کبھی ہمیں سوئی میں دھاگا پرونا ہوتا تھا اندھیرے میں نظر نہیں آتا تھا حضور ﷺ سوئے ہوئے ہوتے تھے تو میں حضور ﷺ کے چہرہ انور کے پاس اس کو لیجاتی تھی اور ہم آرام سے سوئی کے اندر دھاگا پرو

لیتے تھے اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیھم اجمعین کے یہاں غلو نہیں ہوتا تھا وہ مبنی بر حقائق بات کیا کرتے تھے۔ حضور اکرم ﷺ جب آئینے کے سامنے کھڑے ہوتے تھے تو ایک دعا پڑھتے تھے کہ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ حَسَّنْتَ خَلْقِی فَحَسِّنْ خُلُقِی کہ اے اللہ تو نے میری بناوٹ کو تو درست بنایا ہے میرے اخلاق کو بھی سنوار دیجئے، سوال یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے یہ دعا کیوں تعلیم فرمائی جب کہ آپ ﷺ سے زیادہ خوبصورت انسان کوئی اس دنیا میں نہیں آیا؟ جواب اس کا یہ ہے کہ انسانیت کا صحیح معیار یہی ہے کہ انسان انسان بن کر زندگی گزارے، اپنی امت کو آنحضرت ﷺ نے یہ تعلیم دی ہے کہ صرف صورت کا اچھا ہو جانا انسان بننے کی علامت نہیں ہے بلکہ اچھے اخلاق والا ہونا انسان بننے کی علامت ہے۔ اچھے اخلاق والے کو ہی انسان کہا جائے گا۔ اس لئے دعا میں فرمایا کہ اے اللہ تو نے میری صورت کو تو چھا بنا دیا میرے اخلاق کو بھی درست بنا دیجئے۔ آمین

انسان میں دو خوبصورتیاں ہیں

قرآن پاک نے انسان کی دو خوبصورتیوں کو بیان فرمایا، ایک ظاہری خوبصورتی اور ایک باطنی خوبصورتی، ظاہری خوبصورتی تو یہ ہے کہ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِی اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ کہ ہم نے انسان کو خوبصورت بنایا اور باطنی خوبصورتی یہ ہے کہ وَلَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِی اٰدَمَ وَحَمَلْنٰھُمْ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰھُمْ مِّنَ الطَّیِّبَاتِ وَفَضَّلْنٰھُمْ عَلٰی کَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِیْلاً ترجمہ۔ اور ہم نے آدم کی اولاد کو باعزت بنایا اور ان کو خشکی اور تری میں سوار کیا اور انہیں عمدہ اور پاکیزہ غذائیں

دیں، اوران کو اپنی بہت سی مخلوق پر فضیلت عطا فرمائی۔

یہ انسان کی باطنی خوبصورتی کا ذکر ہے، یہ شرف ان لوگوں کو حاصل ہے جن کے اخلاق اچھے ہیں، لیکن جب انسان اپنے اخلاق بگاڑتا ہے اللہ تعالی کی نافرمانی کرتا ہے اپنے آپ کو قرآن وسنت سے دور کرتا ہے تو وہ انسان نہیں رہتا جس کو قرآن پاک نے فرمایا کہ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سَافِلِيْنَ کہ اگر وہ برے اعمال اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالی اس کو انسانیت کی سطح سے گرادیتے ہیں۔ اس لئے رسول اللہ ﷺ آئینے کے سامنے کھڑے ہوتے تھے تو پڑھتے تھے کہ اے اللہ تو نے میرا ظاہر اچھا بنایا اور مجھے خوبصورت انسان بنایا۔ میں تجھ سے دعا کرتا ہوں کہ میرے اخلاق کو درست فرما کر ایمان واعمال کی دولت سے سرفراز فرما کر میرے باطن کو بھی خوبصورت بنایئے، جو کہ اصل خوبصورتی ہے، تو انسان کو آئنہ دیکھتے وقت بطور خاص اس دعا کا خیال رکھنا چاہیئے۔

مسائل کا علم علماء سے حاصل کریں

میرے بھائیو!

حضور ﷺ اتنے خوبصورت تھے پھر بھی آئینے کے سامنے کم ہی کھڑے ہوتے تھے نَهٰى اَنْ يَّمْتَشِطَ اَحَدُنَا كُلَّ يَوْمٍ، کہ آنحضرت ﷺ نے ہر دن کنگی کرنے سے منع فرمایا ہے اور اس کی وجہ مُلّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے لکھی ہے کہ مرد کی مردانگی اس بات کے خلاف ہے کہ وہ اپنی ساری محنت بالوں کے پیچھے خرچ کرے آج کل تو کچھ لوگ نماز کے اندر بھی بال سیدھے کرتے ہیں یادرکھو نماز کے اندر عمل

کثیر ہوتو نماز فاسد ہو جاتی ہے اور عمل کثیر کا مطلب یہ ہوتا ہے جس میں دونوں ہاتھ کی ضرورت پڑے، اب جس کام میں دونوں ہاتھ کا استعمال کیا تو نماز فاسد ہو جائیگی ہمیں ان مسائل کا علم بھی جاننا ضروری ہے، زندگی کے جس شعبہ میں قدم رکھے اس شعبہ کے مسائل کا جاننا فرض عین ہے، اس لئے کہ مسائل کے علم پر عبادات کی صحت موقوف ہے۔ مسائل کا علم نہیں ہوگا تو عبادت صحیح نہیں ہوگی اور جب عبادت صحیح نہیں ہوگی تو خدا اس عبادت کو رد کر دے گا اور اس شہر میں تو الحمد للہ اللہ تعالی نے بہت علماء کرام دیئے ہیں اور مدرسہ کے علماء کرام ملالو تو اور زیادہ ہو جائیں گے تو مسائل ان علماء کرام سے حل کریں۔ مسلمانوں کی اکثریت ایسی ہے جسے سود کی حرمت کا پتہ نہیں فضول خرچی کی حرمت کا پتہ نہیں، اور اخلاقیات میں تو ہم لوگ بالکل پیچھے ہیں۔ اس لئے میرے بھائیو انسان بن کر زندگی گزارنے کی محنت کرنا ضروری ہے، اور انسان بن کر مرنے کی ضرورت ہے، اسی لئے تو قرآن پاک نے فرمایا کہ وَلَا تَمُوتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُسْلِمُوْنَ ۔ اے لوگو تم اسلام کے سوا کسی اور مذہب پر جان مت دینا حضور اکرم ﷺ نے کتنی پیاری دعا بتلائی کہ اَللّٰھُمَّ مَنْ اَحْیَیْتَهٗ مِنَّا فَاَحْیِهٖ عَلَی الْاِ سْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّیْتَهٗ مِنَّا فَتَوَفَّهٗ عَلَی الْاِیْمَانِ اے اللہ ہم سے جس کو بھی زندہ رکھ تو اسلام پر زندہ رکھ اور جس کو تو موت دے تو ایمان پر موت دے۔ آمین۔

امام حسینؓ کی شہادت سے سبق

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت ہمیں یہ سبق دیتی ہے کہ اگر میں

کامل انسان نہ ہوتا تو میں باطل طاقت کے سامنے جھک جاتا لیکن میں انسان ہوں اس لئے میں باطل کے سامنے نہیں جھکا طاقت کے سامنے جانور جھکتا ہے پنجرے میں بند جانور رہوتا ہے۔ یہی سبق حضرت امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ دے کر گئے ہیں حق تعالی شانہ ہم سب کو انسان بن کر زندگی گزارنے کی اور انسان بن کر مرنے کی توفیق نصیب فرمائے اس شہر کو دن دونی رات چوگنی ترقی نصیب فرمائے حق تعالی شانہ علماء کرام کی محنتوں میں برکتیں نصیب فرمائے اس مرکز کو اللہ تعالی ہدایت کا مرکز بنائے یہاں سے ہدایت کی شمعوں کو پوری دنیا میں عام فرمائے اور اس کے اطراف وجوانب میں چلنے والے مدارس کو اللہ تعالی خوب تقویت بخشے اِنہی چند کلمات پر اپنی بات ختم کرتا ہوں۔

وصلی وسلم علی سیدنا ومولانا محمد وعلی الہ واصحابہ اجمعین

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اقتباس

مسلم شریف کی روایت میں اللہ کے نبی ﷺ فرماتے ہیں،، اِنَّ اللّٰہَ یَقبَلُ تَوبَۃَ الْعَبْدِ مَا لَمْ یُغَرْغِرْ کہ جب تک بندے کی روح گلے تک نہیں پہنچتی ہے اللہ تعالی بندے کی توبہ قبول فرماتے ہیں، میرے بھائیو۔ ابھی ہمارے پاس وقت اور فرصت ہے اس وقت کے آنے سے پہلے ہم اس کو کام میں لائیں جب کہ صحت نہیں ہوگی اور ہم اللہ کے سامنے درخواست کریں گے کہ الہ العالمین ایک مرتبہ موقعہ دیدے لیکن اس دن صاف اعلان ہوگا کہ ھٰذَا یَوْمُ لَا یَنطِقُوْنَ وَلَا یُوْذَنُ لَھُمْ فَیَعْتَذِرُوْنَ کہ یہ وہ دن ہے جس میں نہ کسی کو بولنے کی اجازت ہے اور نہ کسی کو بہانہ بنانے کی اجازت ہے۔ ھٰذَا یَوْمُ الْفَصْلِ یہ فیصلہ کا دن ہے آج کے دن کسی کی نہیں سنی جائیگی آپ نے کرکٹ کے میدان میں دیکھا ہوگا کہ ایک مرتبہ امپائر کی انگلی اٹھ گئی اور آدمی اپنی ڈریسنگ روم میں چلا گیا اب چاہے غلط آؤٹ دیا ہو لیکن وہ واپس نہیں آسکتا، چاہے دنیا بھر کے امپائر کہیں کہ غلط آؤٹ دیا ہے، لیکن ان کی بھی نہیں سنی جائیگی، اور وہ امپائر بولر اور بیٹسمین دونوں کو سنبھلنے کا موقع دیتا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وقت کو غنیمت سمجھئے

الحمدہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونومن بہ ونتوکل علیہ ونعوذ با للہ من شرور انفسنا ومن سیات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھا دی لہ ونشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ ونشھد ان سیدنا ومولانامحمدا عبدہ ورسولہ ارسلہ اللہ تعالی الی کافۃ الناس بشیرا ونذیرا وداعیا الی اللہ با ذنہ وسراجامنیرا صلی اللہ تبا رک وتعالی علیہ وعلی اٰلہ واصحابہ وازواجہ وذریا تہ واھل بیتہ واھل طا عتہ وبا رک وسلم تسلیما کثیرا کثیرا اما بعد فاعوذ با للہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم ،وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِی خُسْرٍ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُو ا وَعَمِلُو الصَّالِحَاتِ وَتَوَاصَوْ ا بِا لْحَقِّ وَتَوَاصَوْ بِا لصَّبْرِ ،صدق اللہ العظیم وصدق رسولہ النبی الکریم ونحن علی ذالک لمن الشاھدین والشاکرین والحمد للہ رب العالمین

محترم علماء کرام، ائمہ کرام، مؤقر بزرگو اور عزیز نوجوانو۔ اللہ رب العزت کا بہت بڑا احسان ہے کہ اس نے ہمیں اپنی دی ہوئی نعمت یعنی وقت میں سے تھوڑا سا وقت اپنے اور اپنے رسول آل رسول اہل بیت رسول اور قرآن وحدیث کی نسبت پر خرچ کرنے کی سعادت سے ہمکنار فرمایا، اس وقت انسان سب سے زیادہ جس چیز کا رونا رو رہا ہے وہ وقت ہے، ہر ایک کہہ رہا ہے کہ میرے پاس وقت نہیں ہے، حالانکہ اگر انصاف کے ساتھ سوچا جائے تو پتہ چلے گا کہ سب سے زیادہ فرصت والا آج کا انسان ہے اس لئے کہ پہلے بوڑھوں کے پاس وقت کم ہوا کرتا تھا آج کا انسان پان اور گٹکا کھا کر تھوکنے کو وقت کی مشغولی سمجھتا ہے اخبار پڑھنے کو بھی مشغولی سمجھتا ہے اور کہتا ہے کہ میں بہت مصروف ہوں ایسے مصروف وقت میں اللہ تعالی نے مجھے اور آپ کو اپنے مقدس گھر میں بیٹھ کر وقت جیسی قیمتی نعمت کا صحیح استعمال کرنے کے لئے قبول فرمایا۔

وقت قیمتی چیز ہے

میرے بھائیو!

انسان کو دی جانے والی تمام نعمتوں میں اگر کوئی نعمت قیمتی ہے تو وہ انسان کا وقت اور اس کی عمر ہے، اسلام کو بھی انسان تب ہی اپناتا ہے جب اس کو عمر ملتی ہے، عبادت اسی وقت کرتا ہے جب کہ اس کو عمر ملتی ہے، اللہ کے اوامر کی پیروی اسی وقت کرتا ہے جب اس کو عمر ملتی ہے، اور اگر اس کو عمر ہی نہ ملے تو وہ نہ عبادت کر سکتا ہے نہ اللہ تعالی کے اوامر بجا لا سکتا ہے اسی لئے قرآن مجید کا مطالعہ کرنے کے بعد یہ بات

سمجھ میں آتی ہے کہ قرآن پاک نے کسی چیز کی اتنی اہتمام کے ساتھ قسم نہیں کھائی جتنی کہ وقت کی قسم کھائی، آپ تیسواں پارہ اٹھایئے، اس میں آپ کو نظر آئیگا کہ کہیں قرآن پاک چاشت کے وقت کی قسم کھاتا ہے،، وَالضُّحٰی،، کہیں سورج نکلنے کے وقت کی قرآن قسم کھاتا ہے، کہیں قرآن رات جب اپنا پردہ ڈالدیتی ہے اس وقت کی قسم کھاتا ہے،، وَاللَّیْلِ اِذَا یَغْشٰی،، اور جب سورج اپنی جلوہ افروزی کے ساتھ نیر تاباں بن کر طلوع ہوتا ہے اس وقت کی منظر کشی کرتے ہوئے قرآن قسم کھاتا ہے وَالنَّھَارِ اِذَا تَجَلّٰی، اور کہیں قرآن پاک پورے زمانہ کو سمیٹ کر قسم کھاتا ہے یہ کہہ کر کہ وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِی خُسْر،، کہیں قرآن رات و دن کی گردش کو عبرت آمیز اور سبق آمیز اور پوری انسانیت کی زندگی میں انقلاب پیدا کرنے والا واقعہ بنا کر کہتا ہے کہ،، وَھُوَ الَّذِی جَعَلَ اللَّیْلَ وَالنَّھَارَ خِلْفَةً لِّمَنْ اَرَادَ اَنْ یَّذَّکَّرَ اَوْ اَرَادَ شُکُوْرًا،، کہ اللہ کی ذات وہ عظیم المرتبت اور وہ رفیع القدرت ذات ہے جس نے رات اور دن کے آنے اور جانے کو نصیحت بنایا ہے ان لوگوں کے لئے جو نصیحت حاصل کرنا چاہتے ہیں یا اللہ کی دولت سے وہ سرشار ہونا چاہتے ہیں۔

نکتہ کی بات

ایک مفسر بڑی عجیب وغریب بات لکھتے ہیں کہ میں تفسیر لکھتے لکھتے یہ غور کر رہا تھا کہ قرآن پاک نے زمانہ کی قسم کھاتے ہوئے :وَالْعَصْرُ: کا لفظ کیوں استعمال فرمایا ہے جب کہ عربی زبان میں زمانہ کو :زمن: بھی کہا جاتا ہے وقت بھی کہا جاتا ہے دھر بھی کہا جاتا ہے عمر بھی کہا جاتا ہے اور عصر بھی کہا جاتا ہے اتنے سارے

الفاظ میں سے قرآن پاک نے قسم کھانے کے لئے لفظ عصر کا ہی انتخاب کیوں کیا؟
قرآن نے :و الزمن: وغیرہ کیوں نہیں کہا وہ لکھتے ہیں کہ میرے ذہن میں منجانب اللہ
یہ بات آئی کہ قرآن پاک نے اتنے سارے الفاظ کو چھوڑ کر :عصر: کا لفظ استعمال کیا
انسان کی حقیقت بتانے کے لئے اور یہ بتانے کے لئے کہ انسان کی کونسی زندگی صحیح ہے
اور کونسی غلط ہے اس بات کو بتلانے کے لئے قرآن پاک نے زمانہ کی قسم کھانے کے
لئے لفظ،عصر کا انتخاب کیا۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے مذکورہ مفہوم کیسے واضح ہوتا ہے؟
اس کا جواب یہ ہے کہ دیکھو عربی زبان میں عَصَرَ یَعۡصِرُ کے معنی ہوتے ہیں نچوڑنا
سعودیہ میں جیوس کے پیکٹ پر:عصیر: نام لکھا ہوا ہوتا ہے قرآن نے بھی کہا :اِنِّی
اَرَانِی اَعۡصِرُ خَمۡرًا ،،ایک شخص نے خواب دیکھا تھا کہ وہ شراب نچوڑ رہا ہے
بہر حال عصر کا معنی آتا ہے کسی چیز کو نچوڑنا وہ مفسر فرماتے ہیں کہ پھر میرے ذہن
میں یہ سوال آیا کہ زمانہ کو نچوڑنے والا کیوں کہا جاتا ہے؟ میں اپنے گھر میں بیٹھا ہوا تھا
ایک برف بیچنے والے کی لاری باہر سے گزری اور وہ کہہ رہا تھا کہ بھائی میں نے صبح
پچاس روپئے دیکر برف کی لادی خریدی تھی یہ فروخت نہیں ہو رہی ہے یہ پگھل رہا ہے
اسے لے لو، ورنہ میرا نفع تو کیا لگائی ہوئی پونجی بھی چلی جائیگی ،وہ مفسر فرماتے ہیں
اب میری آنکھ کھل گئی کہ مسئلہ حل ہو گیا۔

اس لئے کہ اس لفظ عصر میں نچوڑنا یعنی پگھلنے کا معنی پایا جا رہا ہے قرآن پاک
نے زمانہ کے لئے عصر کا لفظ لا کر اس طرف اشارہ کیا کہ اے انسان اپنی عمر کو اللہ

کے احکامات پر عمل کرنے میں رسول اللہ ﷺ کی سنتوں پر عمل کرنے میں آپ کے بتائے ہوئے نظام کے مطابق عمل کرنے میں استعمال کرلے، ورنہ اگر تو نے اس عمر کو ان کاموں میں استعمال نہیں کیا تو تیری یہ عمر نچوڑلی جائیگی تیری زندگی برف کے مانند پگھل جائیگی، نفع تو نہیں ملے گا، لیکن جو سرمایہ اور پونجی لگائی ہے وہ بھی ختم ہوجائیگی، اسی لئے عربی میں ایک کہاوت ہے،، **اِنَّ الْوَقْتَ کَالسَّیْفِ اِنْ لَّمْ تَقْطَعْہُ قَطَعَکَ**، کہ انسان کا ٹائم تلوار کے مانند ہے اگر تم اسے استعمال نہیں کروگے تو تمہیں استعمال کر کے چلا جائے گا مثلاً تلوار کو استعمال کرو، ورنہ وہ تمہارے خلاف استعمال ہوجائیگی۔ اور کسی شاعر کا شعر لکھا ہوا ہے کہ ؎

وقت کا ہر لمحہ یہ کہتا ہوا گزرا مجھ سے
ساتھ چلنا ہے تو چل میں تو چلا جاؤں گا

اور کسی نے کہا ہے کہ ؎

گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں
صدا دور دورہ دکھاتا نہیں

صحت اور وقت کو غنیمت جانئے

اپنے وقت کی قدر کریں، ترمذی شریف کی روایت میں جناب نبی اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ **نِعْمَتَانِ مَغْبُوْنٌ فِیْهِمَا کَثِیْرٌ مِّنَ النَّاسِ** کہ دو نعمتیں ایسی ہیں کہ دنیا بھر کے لوگ ان دو نعمتوں کے بارے میں دھوکہ میں پڑے ہوئے ہیں ایک تندرستی، اور دوسرے فرصت، ان دونوں کے بارے میں لوگ دھوکہ

میں پڑے ہوئے ہیں، تندرستی کی انسان کوئی قدر نہیں کرتا، وقت گزرتا جاتا ہے آدمی سوچتا ہے کل عبادت کریں گے آج کریں گے اور وقت نکل جاتا ہے۔

میرے بھائیو۔ ہمارے علماء میں حضرت مولانا مسیح اللہ خان صاحب نور اللہ مرقدہ حضرت تھانوی کے اجل خلفاء میں سے گزرے ہیں وہ فرماتے تھے کہ اللہ تعالی پہلے زمانہ کی بنسبت اس زمانہ میں کثرت اموات کے واقعات پیش کر رہے ہیں چلتے چلتے لوگ انتقال کر رہے ہیں ابھی پرسوں ہمارے دوست کا عجیب واقعہ ہوا وہ کہیں سے آیا تھا اس کی امی اس کو الوداع کرنے کے لئے بھروچ اسٹیشن پر گئی ہوئی تھی وہ ہمارا دوست شتابدی ٹرین میں سوار ہو رہا تھا اس کی امی کو وہیں قی ہوئی اور وہیں ان کا انتقال ہو گیا تو پہلے زمانہ کی بنسبت اس زمانہ میں زیادہ اموات ہو رہی ہے اس کی کیا وجہ ہے؟ اہم وجہ یہ ہے کہ ہم نے حضرت ﷺ کی دعائیں نہیں پڑھی جناب نبی اکرم ﷺ کی دعاؤں میں آتا ہے کہ نبی کریم ﷺ اکثر و بیشتر جن چیزوں سے پناہ مانگتے تھے ان میں سے ایک چانک موت سے پناہ مانگنا تھا :اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَعُوْذُبِکَ مِنْ فُجَآءَۃِ الْمَوْتِ ،اے اللہ میں اچانک کی موت سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں، صحابہ کرام نے سوال فرمایا کہ اللہ کے رسول آپ اچانک والی موت سے پناہ کیوں طلب کر رہے ہیں اس میں کیا نقصان ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اچانک کی موت انسان کو توبہ سے محروم کر دیتی ہے اور جو موت اپنی علامات اور نشانیاں دے کر آتی ہے تو اس میں کچھ نہ کچھ توبہ کی توفیق اور توبہ کے لئے اندر سے داعیہ بھی پیدا ہو جاتا ہے اللہ تعالی ہم سب کو صحت و عافیت سے نوازے، اگر کسی کو ڈاکٹر نے کہدیا

کہ اس کی گیارنٹی نہیں ہے تو اب یہ توبہ کرے گا اس لئے کہ اب اس کی موت اچانک نہیں آرہی ہے اس کے سامنے کچھ علامات آگئی لہذا وہ توبہ کرے گا اور اگر موت اچانک آگئی تو اس میں توبہ کی توفیق نہیں ہوتی اور مرتے وقت اگر توبہ کی جائے تو اللہ اس توبہ کو قبول نہیں فرماتے ہیں۔

اختیاری عبادت مقبول ہوگی

مسلمانوں! ایک بات یادرکھو، دو الگ الگ چیزیں ہیں اور ان دونوں پر اسلام نے الگ الگ حکم لگایا ہے ایک اختیاری چیز ہے، اور ایک اضطراری چیز ہے انسان اپنی طبیعت سے کوئی کام کرتا ہے زبردستی نہیں کرتا ہے، ایسی ہی عبادتوں کو شریعت قبول کرتی ہے اور وہ عبادتیں جو زبردستی کروائی جائیں جو کسی کے پریشر میں کی جائیں ایسی عبادتیں شریعت میں قابل قبول نہیں، ہیں اب آپ سمجھ گئے ہونگے زندگی میں انسان اپنی مرضی سے اعمال کرتا ہے اس لئے اس وقت کے اعمال قابل قبول ہیں لیکن مرتے وقت تو فرعون بھی ایمان لایا تھا اس نے کہا تھا کہ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا الَّذِیْ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْ اِسْرَائِیْلَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ، لیکن اس وقت کا ایمان معتبر نہیں، آدمی اس وقت توبہ کرے جب کہ موت کے فرشتے اس کو نظر آجائے تو کوئی توبہ اس کی قبول نہیں۔

توبہ کب تک قبول ہوگی

مسلم شریف کی روایت میں اللہ کے نبی ﷺ فرماتے ہیں، اِنَّ اللّٰهَ

يَقبَلُ تَوبَةَ العَبدِ مَا لَم يُغرغِر کہ جب تک بندے کی روح گلے تک نہیں پہنچتی ہے اللہ تعالی بندے کی توبہ کو قبول فرماتے ہیں، میرے بھائیو۔ ابھی ہمارے پاس وقت اور فرصت ہے اس وقت کے آنے سے پہلے ہم اس کو کام میں لائیں جب کہ صحت نہیں ہوگی اور ہم اللہ کے سامنے درخواست کریں گے کہ الہ العالمین ایک مرتبہ موقعہ دیدے لیکن اس دن صاف اعلان ہوگا کہ ھٰذا یَومُ لَا یَنطِقُونَ وَلَا یُوذَنُ لَھُم فَیَعتَذِرُونَ ،، کہ یہ وہ دن ہے جس میں نہ کسی کو بولنے کی اجازت ہے اور نہ کسی کو بہانہ بنانے کی اجازت ہے، ھٰذا یَومُ الفَصلِ یہ فیصلہ کا دن ہے آج کے دن کسی کی نہیں سنی جائیگی آپ نے کرکٹ کے میدان میں دیکھا ہوگا کہ ایک مرتبہ امپائر کی انگلی اٹھ گئی اور آدمی اپنی ڈریسنگ روم میں چلا گیا اب چاہے غلط آوٹ دیا ہو لیکن وہ واپس نہیں آسکتا، چاہے دنیا بھر کے امپائر کہیں کہ غلط آوٹ دیا ہے، لیکن ان کی بھی نہیں سنی جائیگی ، اور وہ امپائر بولر اور بیٹسمین دونوں کو سنبھلنے کا موقع دیتا ہے کہ تو تھوڑا سا سنبھل جا، اور تو صحیح دوڑ لگا، اگر وہ نہ مانیں اور صحیح دوڑ نہ لگائیں، تو نو بول کا اشارہ ہوتا ہے، اور اگر بیٹسمین کہے کہ میں سیدھا نہیں کھڑا تھا، اس لئے ایل بی ڈبلیو ہو گیا تو اس کی بھی نہیں سنی جائیگی۔

میرے بھائیو۔ قرآن پاک اسی چیز کی قسم کھاتا ہے جس کی اہمیت بتلانی ہو، یا جس کے ذریعہ اللہ تعالی کی قدرت بتلانا ہو، وقت کی اہمیت کو بتلانے کے لئے زمانہ، اور وقت کی قسم کھائی ہے تو اللہ تعالی نے وقت کی قسم کھا کر فرمایا کہ دنیا میں آنے کے بعد تمام انسان خسارہ اور نقصان میں ہیں اور اس نقصان اور خسارہ سے نکلنے کا طریقہ یہ

ہے کہ ایمان لائے نیک اعمال کرے اور اس دنیا میں حق کے ساتھ زندگی گزارے اور صبر کے ساتھ رہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اور آپ کو سنبھلنے کا موقعہ دیا ہے ہم اس وقت کو غنیمت جانیں، اور اللہ کی اطاعت وفرمانبرداری میں اپنی زندگی گزارے اللہ تعالیٰ ہم سب لوگوں کو اپنی مرضیات کے مطابق زندگی گزارنے کی توفیق نصیب فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

وصلی اللہ وسلم علی سیدنا ومولانا محمد وبارک وسلم

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اقتباس

انسان جب اپنی نعمتِ انسانیت کی ناقدری کرتا ہے تو اللہ تعالی اس سے انسانیت کو ختم فرمادیتے ہیں اسی لئے آپ نے دیکھا ہوگا کہ کبھی کبھی انسان اتنے نچلے کام کرتا ہے کہ شیطان کو بھی شرم آجاتی ہے آپ نے کبھی نہیں سنا ہوگا کہ جانوروں میں ذاتی واد ہوا، یا وہ مسلک اور علاقائیت کی بنیاد پر لڑ پڑے، انسان نے وہ حرکت کرلی جو جانور بھی نہیں کرتے ہیں، کبھی جانور اپنے پالنے والے کو نہیں بھولتا، لیکن انسان بھول گیا جانور روٹی سونگھ کر کھاتا ہے کہ یہ میرے لئے حلال ہے یا حرام ہے؟ لیکن انسان نہیں سونگھتا، اور نہ ہی اس کی تحقیق کرتا ہے، بلکہ جانوروں سے بھی گری ہوئی حرکتیں کرتا ہے یہ سب کیا ہے اللہ تعالی نے اس کی انسانیت کو ختم کردیا اور ایسے ایسے اعمال کرتا ہے آسمان وزمین سب اللہ تعالی کے یہاں اس کو ہلاک کرنے کی اجازت مانگتے ہیں، لیکن پروردگار اپنے فضل سے ان کو اجازت نہیں دیتا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نعمت باقی رکھنے کے لئے شرائط وضوابط ہوتے ہیں

الحمدللہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونومن بہ ونتوکل علیہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھا دی لہ ونشھد ان لا الہ الا اللہ ونشھد ان سیدنا ومو لانامحمدا عبدہ ورسولہ ارسلہ اللہ تعالی الی کافۃ الناس بشیرا ونذیرا وداعیا الی اللہ با ذنہ وسراجامنیرا صلی اللہ تبا رک وتعالی علیہ وعلی اٰلہ واصحابہ وازواجہ وذریا تہ واھل بیتہ واھل طا عتہ وبا رک وسلم تسلیما کثیرا کثیرا اما بعد فاعوذ با للہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم یٰٓاَیُّھَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّکَ بِرَبِّکَ الْکَرِیْم اَلَّذِی خَلَقَکَ فَسَوّٰکَ فَعَدَلَکَ فِی اَیِّ صُوْرَۃٍ مَّاشَآءَ رَکَّبَکَ صدق اللہ ومولانا العظیم

بھٹکے بندوں سے پیار بھرا خطاب

معزز بھائیو بزرگو اور دوستو۔

اللہ رب العزت نے انسان کو دنیا میں قیمتی ترین مخلوق بنا کر پیدا فرمایا، انسان سے بہتر اخلاق کے اعتبار سے بھی، اعمال کے اعتبار سے بھی اور شکل وصورت کے اعتبار سے بھی اس دنیا میں نہ کوئی مخلوق پیدا ہوئی ہے اور نہ پیدا کی جائیگی، لیکن جو چیز جتنی قیمتی اور خوبصورت ہوتی ہیں اس پر لاگو کی جانے والی پابندیاں اس کے ضوابط بھی دنیا اور آخرت میں اتنے ہی زیادہ ہوا کرتے ہیں، جو چیز لوہے کی بنی ہوئی ہو یا کسی عام چیز کی بنی ہو، اس کو ستعمال کرنے کے اصول اور ضوابط بیان نہیں کیئے جاتے ہیں لیکن جو چیز کانچ کی بنی ہو بھلے وہ چھوٹی ہو، نظر نہ آتی ہو۔

لیکن اس کو استعمال کرنے کے اصول وضوابط ہوتے ہیں ایسے ہی انسان کو اللہ تعالی نے بڑا قیمتی بنایا ہے اور جب وہ اپنی قیمت کھو بیٹھتا ہے اور وہ نہیں سمجھ پاتا ہے کہ میں کتنا قیمتی ہوں تو اللہ تعالی اس سے ایک سوال کرتے ہیں، **يَا أَيُّهَا الْإِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيمِ** اے میرے بندے تجھے تیرے رب سے کس چیز نے دھوکہ میں ڈال رکھا ہے۔ آجا میری میری طرف آجا بڑے پیار سے اللہ تعالی بلا رہے ہیں تو مجھ سے کیوں روٹھا ہوا ہے، چاہے تیرے گناہ آسمان کی حد کو چھو لے پھر بھی تو مجھے دل کی آواز سے ایک مرتبہ بھی پکارے گا تو میں **لَبَّيْكَ يَا عَبْدِی** کہہ کر تجھے گود لے لوں گا کہ اے میرے بندے میں حاضر ہوں میرے بھائیو! اللہ تعالی کی ذات بڑی غفور الرحیم ہے۔

صحیح خلقت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں

میرے بھائیو!

شکر ادا کریں اس بات پر کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں صحیح سلامت بنایا ورنہ دواخانوں میں جا کر دیکھو کیسے کیسے مریض پڑے ہوئے ہیں مجھے یہاں کے اسپیشل بچوں کے ہاسپٹل میں لیجایا گیا اور بتلایا گیا کہ یہاں ان بچوں کو لایا جاتا ہے جو جڑوا ہوتے ہیں اور کبھی دو بچوں کا سر ایک تو کسی کا پیر ایک ساتھ ملا ہوا ہوتا ہے ان کا یہاں علاج ہوتا ہے قرآن پاک نے سورہ اعراف میں اس منظر کو بیان کیا ہے، **هُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَاحِدَةٍ** ،اللہ کی ذات وہ ہے جس نے مجھ کو آپ کو سب کو ایک نفس یعنی حضرت آدمؑ سے پیدا کیا، **وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا**، اور حضرت آدمؑ سے ہماری اماں حضرت حواء کو بائیں پسلی سے پیدا فرمایا۔

عورت ٹیڑھی پسلی سے بنی ہے

اور بائیں پسلی ٹیڑھی ہوتی ہے اسی لئے امام رازیؒ نے لکھا ہے کہ عورت کو ٹیڑھی پسلی سے پیدا کیا گیا ہے وہ زیادہ تر ٹیڑھی ہی رہنے والی ہے جس کو رابعہ بصریہ بننا تھا وہ بن گئی اس زمانہ کی عورتوں کو اگر سیدھا کرنے جاؤ گے تو وہ ٹوٹ جائے گی اس کو ٹیڑھا رہتے ہوئی ہی نبھانا کمال کی بات ہے۔

شیطان کے مختلف نام ہیں

مشرکوں کی عادت تھی کہ مصیبت کے وقت اللہ کو پکارتے تھے اور مصیبت

ختم ہونے کے بعد پھر شرک کرنے لگتے تھے آج کل ہمارا حال بھی ایسا ہی ہو گیا مصیبت آئی تو صدقہ دیا، مصیبت آئی تو مصلی بچھایا، اور مشہور ہے کہ جب دیا صنم نے دھوکہ تو خدا یاد آیا، اور جب مصیبت دور ہوگئی تو پھر وہی مستی دوبارہ شروع ہو جاتی ہے، شیطان کے ہر آسمان پر الگ الگ نام ہیں کہیں اس کا نام عارف کہیں خاشع کہیں حارث اور عرش الٰہی پر اس کا نام ابلیس تھا ساتویں آسمان پر اس کا نام عزازیل تھا شیخ سعدی شیرازیؒ نے اسی نام کے ساتھ اس کو یاد کیا ہے فارسی کا شعر ہے کہ۔

تکبر عزازیل راخوار کرد

بزندان لعنت گرفتار کرد

کہ تکبر نے عزازیل کو رسوا کیا اور لعنت کے قید میں گرفتار کیا شیطان کو تکبر ہی نے تو رسوا کیا اور لعنت کے طوق میں گرفتار کر دیا۔

اعضاء کا برابر ہونا بھی نعمت ہے

میرے بھائیو۔ انسان کا صحیح سالم پیدا ہو جانا اللہ تعالی کی بہت بڑی نعمت ہے، تھوڑی دیر کے لئے ہم سوچیں کہ اگر ہمارے ان دونوں ہونٹوں میں سے ایک ہونٹ موٹا ہوتا، یا کان باریک ہوتے یا کوئی اور عیب ہوتا تو لوگ کہتے کہ یہ میڈ ین چائنا کہاں سے آ گیا، یہی تو اللہ تعالی نے اس آیت پاک میں فرمایا جو میں نے ابھی تلاوت کی ہے کہ اَلَّذِی خَلَقَکَ فَسَوّٰاکَ جس نے تجھے پیدا کیا اور صحیح سالم پیدا کیا اس کا شکر ادا کرو، بھروچ کے قریب ایک گاؤں ہے میں وہاں قرآن مجید حفظ کیا کرتا تھا وہاں ایک گھر میں ہمارے دادا کی جان پہچان تھی وہاں میں نے دیکھا کہ

ایک صاحب کو تین بچے ہیں لیکن وہ تینوں بھی کھڑے نہیں ہو سکتے تھے اس وقت مجھے اس نعمت کا بہت زیادہ احساس ہوا کہ یہی تو ہے فَسَوّٰکَ اے بندے تجھے ہم نے ٹھیک ٹھاک بنایا اس کے بعد فرمایا فَعَدَلَکَ ، تیرے اعضاء کو برابر بنایا فِی اَیِّ صُورَۃٍ مَاشَاءَ رَکَّبَکَ اللہ تعالی نے جو صورت ہمیں دینا چاہی اس صورت میں ہمیں پیدا فرمایا۔

دو بھائیوں میں فرق کیوں؟

اور عجیب بات ہے کہ ایک ماں باپ کے دو بچے ہوتے ہیں لیکن دونوں میں فرق ہے، ایک کالا اور ایک گورا ہوتا ہے، ایک گرم دماغ کا ہوتا ہے تو دوسرا ٹھنڈے مزاج کا ہے، ایک ہوشیار جنٹلمین ہوتا ہے تو دوسرا کند ذہن، آخر اس کی وجہ کیا ہے بہت سے لوگ اس پر سوچتے بھی ہیں کہ ایک ہی ماں کا دودھ دونوں نے پیا، تو ان میں فرق کیوں آیا؟

اللہ کے رسول ﷺ نے اس کی وجہ بیان کی کہ جب اللہ تعالی نے حضرت آدمؑ کو مٹی کے خمیر سے بنانا چاہا تو فرشتوں سے فرمایا تھا دنیا میں جتنی بھی قسم کی مٹیاں ہیں سب کو جمع کرو، اور دنیا میں جتنے بھی قسم کے پانی ہیں سب کو جمع کرو، اور ہم جانتے ہیں کہ دنیا میں مٹی الگ الگ قسم کی ہیں بہت سی مٹی نرم ہوتی ہے کھودو تو آرام سے کھد جاتی ہے اور بہت سی مٹی اتنی خطرناک ہوتی ہے کہ مشین مارتے رہو، لیکن وہ کھودی نہیں جاتی، کوئی مٹی کالی تو کوئی مٹی سفید ہوتی ہے، کوئی مٹی لال تو کوئی پیلی، یہی حال پانی کا بھی ہے کوئی پانی میٹھا ہوتا ہے تو کوئی کھارا ہوتا ہے کوئی کڑوا بھی ہوتا

ہے تو کوئی کڑک بھی ہوتا ہے جیسے بور کا پانی کافی سخت ہوتا ہے پتھری کے مرض والوں کو اس سے بچایا جاتا ہے۔ اور ندیوں نالوں کا پانی رفتار اور فیلٹر ہونے کی وجہ سے نرم ہوتا ہے، اس بات کی روشنی میں علماء کرام نے لکھا ہے کہ مٹی کا اثر انسان کے کلر پر اور پانی کا اثر اس کے مزاج پر پڑا، بس یہی وجہ ہے کہ باپ ایک ہوتا ہے ماں ایک ہوتی ہے لیکن ان کا کوئی بچہ کالا ہوتا ہے تو کوئی گورا کوئی ہوتا ہے، کوئی اچھے مزاج والا ہوتا ہے تو کوئی سخت مزاج والا ہوتا ہے، اس لئے کہ اس کی پیدائش ہی سخت اور کڑک پانی سے ہوئی ہے، اور جس کا مزاج نرم ہوتا ہے اس کی پیدائش ندی نالوں کے پانی سے ہوتی ہے۔

بقاءنعمت کے لئے شرائط ہیں

اللہ تعالی نے انسان کو پیدا تو کر دیا نعمت سے نواز دیا۔ یاد رکھو اللہ تعالی نعمت دینے کے وقت استحقاق کو نہیں دیکھتے، لیکن اس نعمت کے باقی رکھنے کے لئے استحقاق کو دیکھتے ہیں کہ یہ بندہ نعمت رکھے جانے کے مستحق ہے یا نہیں؟ اللہ تعالی جب کسی نعمت سے نوازنا چاہتے ہیں تو اپنے فضل یعنی احسان سے نواز دیتے ہیں، لیکن وہ نعمت اس کے پاس باقی رکھنے کے لئے اللہ تعالی کی شرائط پر پورا اترے تو وہ نعمت اس کے پاس باقی رہتی ہے، ناقدری کرے تو وہ نعمت اس کے پاس سے چھین لی جاتی ہے۔ میرے بھائیو! اللہ تعالی نے تو ہمیں انسان بنا کر پیدا تو فرمایا یہ اس کا فضل ہے اور انسان بنانا یہ ایک نعمت ہے اس وقت اس نے فضل سے کام لیا تھا لیکن اگر ہم نے اس انسانیت کی قدر نہیں کی اور زندگی میں اللہ تعالی کی ناشکری کی تو اللہ تعالی پھر صفت

عدل سے کام لے گا جس کا مطلب میں نے یہ بیان کیا کہ نعمت کو باقی رکھنے کے لئے اللہ تعالی شرائط کو دیکھتا ہے اگر ہم شرائط پر اترے، اور جیسی زندگی گزارنے کے لئے اس نے کہا ہے ویسی زندگی ہم نے گزاری تو وہ ہمارے اندر انسانیت کو باقی رکھے گا ورنہ چھین لے گا، اعا ذنا اللہ منھا و ایا کم۔

گرے ہوئے انسان کی حرکت

انسان جب اپنی نعمت کی ناقدری کرتا ہے تو اللہ تعالی اس سے انسانیت کو ختم فرما دیتے ہیں اسی لئے آپ نے دیکھا ہوگا کہ کبھی کبھی انسان اتنے نچلے کام کرتا ہے کہ شیطان کو بھی شرم آجاتی ہے آپ نے کبھی نہیں سنا ہوگا کہ جانوروں میں ذاتی واد ہوا، یا وہ مسلک اور علاقائیت کی بنیاد پر لڑ پڑے، انسان نے وہ حرکت کر لی جو جانور بھی نہیں کرتے ہیں، کبھی جانور اپنے پالنے والے کو نہیں بھولتا، لیکن انسان بھول گیا جانور روٹی سونگھ کر کھاتا ہے کہ یہ میرے لئے حلال ہے یا حرام ہے؟ لیکن انسان نہیں سونگھتا اور نہ ہی اس کی تحقیق کرتا ہے، جانوروں سے بھی زیادہ گری ہوئی حرکتیں کرتا ہے یہ سب کیا ہے اللہ تعالی نے اس کی انسانیت کو ختم کر دیا اور ایسے ایسے اعمال کرتا ہے آسمان وزمین سب اللہ تعالی کے یہاں اس کو ہلاک کرنے کی اجازت مانگتے ہیں، لیکن پروردگار اپنے فضل سے ان کو اجازت نہیں دیتا۔

نیک انسان کا حال

اور جب انسان نیک بنتا ہے تو فرشتوں سے بھی اوپر جاتا ہے نبی اکرم

ﷺ انسان ہی تھے لیکن اتنے اوپر گئے کہ جبرئیل امین بھی وہاں نہ جا سکے حضور ﷺ نے فرمایا تھا آپ آگے چلیئے ،مگر جبرئیل امین نے کہا کہ

اگر یک موئے برتر روم

فروغ تجلی بسوزد پرم

کہ اگر میں ایک قدم بھی آگے جاؤں گا تو تجلی کی تاب نہ لا کر میرے پر جل جائیں گے ، انسان کو علامہ اقبال نے سمجھایا ہے انہوں نے اپنے شعر میں انسان کو پرندہ کہا ہے اور پرندہ اوپر جاتا ہے اقبال نے کہا تھا کہ۔

اے طائرلاہوتی اس رزق سے موت اچھی

جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی

پرندے کی دوقسمیں ہیں ، ایک ہوتا ہے طائرناسودی ، اور ایک ہوتا ہے طائرلاہوتی ، ناسودی کا مطلب ہوتا ہے زمین کے پرندے ، اس میں سب آگئے ،لیکن جب اس انسان میں اللہ کی صفت آجاتی ہے جس کو لاہوت کہا جاتا ہے، تو اس کی پرواز اوپر کی جانب ہوتی ہے، ایسے ہی اس انسان کا وجود تو زمین پر ہوتا ہے، لیکن اس کی سوچ آسمان پر ہوتی ہے، اس کی غذائیں عمدہ ہوتی ہیں ، وہ حرام کی نہیں کھاتا ، ایسے ہی نیک انسان کبھی بھی حرام کا مال نہیں کھاتا ، حلال کمائی کے بغیر طائرلاہوتی نہیں ہوگا تو اپنے آپ کوانسان بناتو اڑتا ہی چلا جائے گا اسی کوتو فرمایا کہ **اِلَیۡهِ یَصۡعَدُ الۡکَلِمُ الطَّیِّبُ وَالۡعَمَلُ الصَّالِحُ یَرۡفَعُهٗ** اللہ تعالی کی طرف نیک اعمال چڑھتے ہیں جب نیک اعمال چڑھتے ہیں تو اللہ تعالی نیک عمل کرنے والے کی پرواز کو بھی بلند کردیتے ہیں

قرآن کا یاد کرنا آسان ہے

جیسے ہم لوگ مدرسوں میں بچوں کو سمجھاتے ہیں کہ حافظ بن جانا آسان ہے لیکن قرآن پاک کی نعمت کو اپنے سینوں میں باقی رکھنا بہت مشکل ہے، اس لئے حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب ہردوئی ؒ کے ملفوظات میں ملتا ہے حضرت فرماتے ہیں کہ میں اس بات کو مانتا ہی نہیں ہوں کہ کوئی کہے کہ مجھے دنیا میں قرآن پاک یاد نہیں ہوتا اس لئے کہ قرآن پاک کی سورہ قمر میں اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا کہ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ اس میں اللہ تعالی قسم کھا کر بیان فرماتے ہیں اور بار بار فرماتے ہیں کہ قسم خدائے پاک کی ہم نے قرآن پاک کو یاد کرنے کے لئے آسان بنا دیا نصیحت حاصل کرنے کے لئے بھی آسان بنا دیا دونوں ترجمے ہوتے ہیں علماء نے کتنی پیاری بات لکھی کہ قرآن کو یاد کرنا بھی آسان، اور قرآن پر عمل کرنا بھی آسان۔

یہ اس وقت ہے جب ہم سیدھے چل رہے ہو، اگر ہم ہی الٹے چلیں تو کون کیا کرے گا اس کو سیدھا کرنا مشکل ہوتا ہے جو خود سے ٹیڑھا چل رہا ہو، طبیعت خراب ہوگئی ہو، بخار آ گیا ہو تو بریانی کا مزا بھی کڑوا لگتا ہے، اس میں بریانی اور بریانی بنانے والے کا قصور نہیں، جس کی جیسی نظر اس کو ویسا ہی نظر آئے گا، بہت سے لوگ کہتے ہیں کہ اس زمانہ میں اللہ والے نظر ہی نہیں آتے ہیں، وہ اس لئے کہ تیری نظر ہی ویسی بن گئی، حضرت حکیم اختر صاحب فرماتے ہیں کہ دنیا میں کبھی ایسا نہیں ہوسکتا کہ اللہ والے نہ ہو، اس لئے کہ اللہ تعالی کا خود حکم ہو رہا ہے سچوں کے ساتھ رہو، اور ایسا نہیں

ہوسکتا اللہ تعالی ایک چیز کا حکم دے، اور دنیا میں اس کا وجود ہی نہ ہو، پتہ چلا کہ اللہ والے ہر زمانہ میں موجود رہیں گے، جب دنیا سے نیک لوگ ختم ہو جائیں گے،تو دنیا کا نظام بھی ختم ہو جائے گا۔قرآن پاک یاد کرنا بھی آسان اوراس پر عمل کرنا بھی بہت آسان ہے۔

ایک خواب اوراسکی تعبیر

ہمارے ترکیسر میں ایک مرتبہ سالانہ جلسہ تھا اچانک حضرت مولانا غلام حبیب نقشبندی صاحب تشریف لائے اس مجمع میں اور بھی بڑے بڑے علماء کرام اور اہل اللہ موجود تھے، مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ اس وقت ہمارے استاذ حضرت مولانا یعقوب صاحب ؒ گورانے ایک خواب دیکھا کہ ترکیسر کے سالانہ جلسہ میں حضور اکرم ﷺ اور حضرت ابو بکر صدیق ؓ وحضرت عمر بن خطاب ؓ تشریف لائے سب لوگ تعجب کر رہے تھے کہ کتنا مبارک جلسہ ہے۔تو مولانا عبداللہ صاحب نے یہی تعبیر نکالی کہ خواب بالکل سچا ہے کہ حضور ﷺ اور آپ کے خلفاء تشریف لائے مطلب ان کے نہج پر چلنے والے تشریف لائے۔

جیسے ہی مولانا غلام حبیب صاحب کی بیان کی باری آئی تو انہوں نے قرآن پاک ہاتھ میں لیا اور قرآن ہاتھ میں لیکر فرمانے لگے:اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ، مسلمان کیوں ہو پریشان ،جس کے ہاتھ میں ہو قرآن، وہ انسان کس کام کا انسان، جو نہ رکھتا ہو نظام قرآن، اور ایسی ہی کچھ عبارت انہوں نے بیان کی تھی جس کا مفہوم یہ نکلتا ہے کہ انسان شریعت پر عمل نہ کرے یہ ہو ہی نہیں سکتا، اس لئے کہ قرآن کا ایک نظام ہے

کہ لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا اللہ انسان کوکسی ایسی چیز کا حکم ہی نہیں دیتا جو اس کی طاقت سے باہر ہو، تو ہم لوگ کہتے ہیں کہ قرآن یاد کرنا آسان ہے۔

قرآن باقی رکھنا مشکل ہے

لیکن اس کو سینوں میں بچا کر رکھنا مشکل ہے اس لئے کہ نسائی شریف کی روایت میں آیا کہ اللہ رب العزت کی ذات بڑی غیور ہے غیرت کا مطلب سمجھا تا ہوں کہ اگر کسی نے بڑے پیار محبت سے بیوی کو لایا ہو، اور اس کو ہر قسم کی نعمت دی ہو، لیکن وہ اس کی نافرمانی کرے اس کے ساتھ خیانت کرے تو بات ان کی بگڑ سکتی ہے اللہ رب العزت تو غیوروں کا غیور ہے وہ کبھی بھی برداشت نہیں کرتا کہ میں نے فلاں کے سینہ میں قرآن رکھدیا اور وہ گناہوں پر اتر جائے وہ میری ناشکری کرے، میں نے تو اس کا انتخاب کیا تھا اپنی نعمت کے لئے، لیکن اس نے اپنے اندر خرابی پیدا کرلی جس کی وجہ سے اللہ تعالی اس نعمت کو واپس لے لیتے ہیں۔

حدیث پاک میں اس کی مثال سمجھائی گئی ہے کہ قرآن پاک اتنی تیزی سے بھاگنے والا ہے جیسے کہ آپ کے گھوڑے کی رسی ہو یا اونٹ کی رسی ہو، آپ نے اس کو باندھ دیا ،لیکن باندھنے کے بعد اس کو بار بار دیکھنا پڑتا ہے کہ کہیں بھاگ تو نہیں گیا اور اس کے پاس سے گندگی کو دور کرنا پڑے گا اور اس کو اس کی چراگاہ میں لیجا کر چرانا اور اس کو اس کی طبیعت کے مطابق رکھنا پڑے گا اس کے لئے سائبان بنانا پڑے گا اور اگر آپ نے اس کی طرف توجہ نہیں دی تو ایک وقت وہ آئے گا کہ وہ اونٹ خود بخود اپنی رسی توڑ کر بھاگ جائے گا اور مالک کو پتہ بھی نہیں چلے گا کہ میرا اُونٹ کہاں چلا گیا۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی کے سینہ میں قرآن پاک رکھتے ہیں لیکن وہ اس کو سنبھالتا نہیں ہے، اس کی حفاظت نہیں کرتا اس کا خیال نہیں کرتا تو وہ سویا ہوا ہوتا ہے اور اچانک اس کے سینہ سے قرآن پاک کو واپس لے لیا جاتا ہے، اور اس کو پتہ بھی نہیں چلتا **نعوذ باللہ من ذالک**: دنیا میں ایسے واقعات ہوئے ہیں لوگوں نے حفظ کیا لیکن ایسے بھول گئے کہ ان کو پتہ ہی نہیں کہ ہم نے کچھ یاد کیا تھا میں یہ کہہ رہا تھا کہ قرآن پاک کا یاد کرنا آسان ہے لیکن پوچھو کہ یہ آیت کس سورۃ میں ہے تو نہیں بتلا پاتے ہیں اس کی وجہ ہمارے گناہ ہے۔ **كَصَاحِبِ الْاِبِلِ الْمُعَقَّلَةِ**: عقل کہتے ہیں باندھنے کو عرب والے جو سر پر کالے کلر کا پٹہ باندھتے ہیں اس کو عِقال کہتے ہیں اور عقل کو عقل اس لئے کہتے ہیں کہ وہ آدمی کو غلط کام کرنے سے باندھ دیتی ہے چنانچہ سمجھ لیجئے کہ جن لوگوں کی عقل اُنہیں غلط کام کرنے سے نہ روکتی ہو، ان کو عقلمند نہیں بلکہ عقل بند کہا جائے گا۔

امام شافعی کو ان کے استاذ کی نصیحت

امام شافعیؒ کے ایک استاذ تھے ان کا نام تھا امام وکیع، امام شافعیؒ نے ان کے پاس شکایت کی حضرت میرا حافظہ کمزور ہو رہا ہے، آج کل کا کوئی آدمی ہوتا تو کہتا کہ ٹھہرو تمہیں ایک تعویذ دیتا ہوں، انہوں نے فرمایا کہ گناہ کا کام بند کر دو، نیکی کے کام پر آجاؤ حافظہ مضبوط ہو جائے گا، اس لئے کہ علم اللہ کا نور ہے اور گناہ کے کام اندھیرے ہیں اور نور اور اندھیرا دونوں ایک ساتھ جمع نہیں ہو سکتے اس کو کسی عربی شاعر نے یوں کہا ہے کہ۔

شَکَوُتُ اِلٰی وَکِیعٍ سُوْءَ حِفُظِی

فَاَوُصَانِی اِلٰی تَرُکِ الُمَعَاصِی

فَاِنَّ الُعِلُمَ نُورٌ مِّنَ اِلٰهِی

وَنُورُ اللّٰهِ لاَ یُعُطٰی لِعَاصِی

ترجمہ وہی جواوپر گزر چکا۔

فضل اور عدل کا مطلب

میں یہ سمجھانا چاہ رہا تھا کہ اللہ تعالی کسی نعمت سے نواز دیتے ہیں تو اپنے فضل کا معاملہ فرماتے ہیں لیکن اس نعمت کو باقی رکھنے کے لئے عدل کا معاملہ فرماتے ہیں فضل کا مطلب ہوتا ہے کہ بغیر حق کے کوئی نعمت دیدی جائے جیسے روزی کو قرآن کریم نے کئی جگہوں پر فضل کے لفظ سے تعبیر کیا ہے ایک جگہ فرمایا کہ فَاِذَا قُضِیَتِ الصَّلٰوۃُ فَانۡتَشِرُوا فِی الۡاَرۡضِ وَابۡتَغُوا مِنۡ فَضۡلِ اللّٰهِ: جب جمعہ کی نماز ختم ہوجائے تو زمین میں پھیل جاؤ، اور اللہ کا فضل یعنی روزی تلاش کرو، یہاں روزی کے لئے فضل کا لفظ آیا ہے، حج کے موقع پر روزی تلاش کرنے کی اجازت قرآن کریم نے دی ہے اس میں بھی اللہ تعالی نے روزی کے لئے فضل کا لفظ استعمال فرمایا ارشاد ہے لَیۡسَ عَلَیۡکُمۡ جُنَاحٌ اَنۡ تَبۡتَغُوا فَضۡلًا مِّنۡ رَّبِّکُمۡ اگر تم اپنے حج کے سفر کے دوران اپنے رب کی مقرر کی ہوئی روزی تلاش کرنا چاہو تو تم پر کوئی حرج نہیں ہے بشرطیکہ تمہارا مقصد حج کرنا ہو سفر حج کا ہے لیکن اگر اس کے ضمن میں روزی تلاش کر رہا ہے تو کوئی حرج نہیں، کوئی گناہ نہیں ہوگا اور عدل کا مطلب ہوتا ہے جتنا کیا اتنا ہی دینا جتنا گناہ کیا سزا اتنی ہی ہوگی۔

روزی ڈگری پر موقوف نہیں ہے

ہمارے علماء کرام نے لکھا ہے کہ روزی کے لئے فضل کا لفظ استعمال کر کے یہ عظیم اشارہ ملا کہ روزی کا دارومدار اللہ کی چاہت پر موقوف ہے، انسان کی صلاحیت پر نہیں ہے کہ اس نے اتنا پڑھا ہے اس لئے اسکو زیادہ روزی دی جائیگی اور اس نے کم پڑھا ہے اس کو روزی کم دی جائیگی، ایسا نہیں ہے، کچھ لوگ دن بھر محنت کرتے ہیں لیکن کم کماتے ہیں، اور کچھ لوگ تھوڑا سا سودا کر لیتے ہیں اور لاکھوں کما لیتے ہیں۔

بغیر دستخط کا بادشاہ

ہندوستان میں ایک وزیر عظم تھے تو وہ بیٹھے بیٹھے سو بھی جاتے تھے، اور ایک مرتبہ تو تقریر کرتے کرتے بھی سو گئے تھے، اندر دیکھ کر وہ پڑھ رہے تھے تو انہوں نے ایک جھونکا بھی مارا، اور جب ان کی وہاں نیند پوری نہیں ہوئی تو کرسی پر جب بیٹھے تو بیٹھے بیٹھے بھی جھونکے مار رہے تھے، باہر کے آئے ہوئے مہمان تقریر کر رہے تھے بعد میں ملک بدنام ہوا کہ یہ کیسا ملک ہے جس کا وزیر اعظم لکچر دیتے دیتے بھی سوتا ہے، اور بیٹھے بیٹھے بھی سوتا ہے، اس ملک کا نظام ہی کیسے چلے گا، پھر اس وزیر اعظم کا سروے آیا تو پتہ چلا کہ ان کو تو اپنا دستخط بھی نہیں آتا تھا، پتہ چلا کہ قابلیت پر رزق موقوف نہیں ہے۔ اگر قابلیت پر رزق موقوف ہوتا تو اس وزیر اعظم کو وزارت کیسے ملی؟ پتہ چلا کہ قابلیت پر رزق موقوف نہیں ہے بلکہ اللہ تعالی کی مشیت پر روزی کا دارومدار ہے۔

اللہ تعالی کو کبھی نیند نہیں آتی

بادشاہ کو تو وہاں نیند نہیں آنی چاہیئے ، احکم الحاکمین کو تو کبھی بھی نیند نہیں آتی ،لَا تَاخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّلَا نَوْمٌ کہ اللہ کو کبھی جھونکا بھی نہیں آتا اور دوسری جگہ اس کی وجہ بیان فرمائی کہ اِنَّ اللّٰہَ یُمْسِکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا اللہ تعالی نے تو آسمانوں اور زمینوں کو اپنے ہاتھ میں پکڑ کر رکھا ہے کسی چیز کو پکڑا جائے اور نیند آجائے تو وہ چیز گر جائے گی اور پھر فرمایا کہ وَلَئِنْ زَالَتَا اِنْ اَمْسَکَھُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْ بَعْدِہٖ اور پھر کس کی طاقت ہے جو آسمان اور زمین کو اپنے قبضہ میں لے سکے گا۔

قابلیت اور مقبولیت میں فرق ہے

حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی ؒ فرمایا کرتے تھے کہ قابلیت الگ ہوتی ہے اور مقبولیت الگ ہوتی ہے، ہم نے بھی مدرسوں میں دیکھا ہے کہ کچھ بچے بہت ہوشیار ہوتے تھے ،ایک مرتبہ کوئی بات سن لی تو ان کو پکا یاد ہو جاتا تھا، لیکن اللہ تعالی نے قابلیت کے ساتھ مقبولیت نہیں دی تو وہ کسی کام کے نہیں رہے ،اور کچھ بچے مدرسے میں ایسے آتے ہیں کہ ان کو کوئی کسی بھی مد کا نہیں سمجھتا تھا ، نہ خیرات کا ، نہ زکوۃ کا ، اُنہیں کسی بھی مد کا نہیں سمجھا جاتا تھا ، لیکن انہوں نے اپنے اساتذہ کی خدمت کی ، وہ اللہ تعالی کی طرف متوجہ رہے، اللہ تعالی نے ان کو پوری سر زمین پر چمکا دیا، اور انہوں نے بہت بڑے بڑے کام کیئے ،تو انسان اپنی قابلیت پر فخر نہ کرے جب تک فضلِ الٰہی نہیں ہوتا تب تک اس کا کوئی بھی کام نہیں ہوتا۔

اچھے اور برے خواب کی وجہ

زندگی بھی دو طرح کی ہوتی ہے ایک عمر ربانی، ایک عمر حیوانی، انسان جب سوتا ہے تو اسکی ایک روح باقی رہتی ہے لیکن دوسری روح آسمان کی طرف جاتی ہے اور دنیا کا چکر لگاتی ہے اور اسی سے خواب کا مسئلہ حل ہو گیا کہ آپ سو رہے ہیں لنڈن میں، اور خواب میں دیکھ رہیں کعبۃ اللہ کا طواف کرتے ہوئے، اللہ تعالیٰ ہمیں ایسے ہی خواب دکھلائے، ہم سوتے ہیں ہندوستان میں لیکن دیکھتے ہیں خواب میں اپنے آپ کو حضور اکرم ﷺ کے روضہ اطہر کے سامنے، روح حیوانی اس کے جسم میں باقی رہتی ہے، لیکن روح ربانی اللہ تعالیٰ کے عرش کو سلام کرنے جاتی ہے، اگر وہ روح اچھی ہے تو اس کو آنے دیا جاتا ہے ورنہ اس کو نیچے پھینک دیا جاتا ہے۔

پھر انسان برے خواب دیکھتا ہے، کسی کے ساتھ بد عملی کرتے ہوئے دیکھتا ہے مارتے دھاڑتے دیکھتا ہے سمجھ لو کہ اس روح کو اللہ تعالیٰ کے یہاں سجدہ کی اجازت نہیں ملی صبح میں اگر اس کو بیدار کرنا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس روح کو واپس فرماتے ہیں ورنہ دوسری کو بھی بلا لیا جاتا ہے، اس کو اللہ تعالیٰ نے چوبیسویں پارہ میں فرمایا کہ اَللّٰہُ یَتَوَفَّی الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِھَا وَالَّتِیْ لَمْ تَمُتْ فِیْ مَنَامِھَا فَیُمْسِکُ الَّتِیْ قَضٰی عَلَیْھَا الْمَوْتَ وَیُرْسِلُ الْاُخْرٰی اِلٰی اَجَلٍ مُّسَمًّی کہ اللہ جانوں کو قبض کرتا ہے موت کے وقت اور اس روح کو بھی جو اس کی نیند کا سبب ہے جس کی موت کا فیصلہ ہوتا ہے تو روح ربانی کو بھی اپنے پاس رکھ لیتا ہے اور جس روح کی زندگی باقی رہتی ہے اس کی روح ربانی واپس آتی ہے۔

سونے اور اٹھنے کی دعا پڑھیئے

اسی سے وہ حدیث بھی سمجھ میں آجائے گی جس میں حضور ﷺ نے فرمایا کہ اَلنَّوْمُ اَخُ الْمَوْتِ، کہ نیند موت کا بھائی ہے اسی لئے سوتے وقت یہ دعا پڑھتے ہیں اَللّٰھُمَّ بِاِسْمِکَ اَمُوْتُ وَاَحْیٰی کہ اے اللہ تیرے نام سے میں مر رہا ہوں اور کل صبح زندہ ہو جاؤں گا۔ سوال یہ ہے کہ یہاں کیسے موت ہو رہی ہے جب کہ نہ کفن ہے نہ کچھ ہے تو اس کا جواب یہی ہے کہ سو جانا مرنے کے برابر ہے، اس لئے اٹھنے کی دعا بھی اسی انداز کی پڑھوائی اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِی اَحْیَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَیْہِ النُّشُوْر تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے ہمیں زندہ کیا مرنے کے بعد اور اسی کی طرف ہم سب کو لوٹ کر جانا ہے۔

اسی لئے حدیث پاک میں فرمایا کہ تَوَضَّأْ وَارْقُدْ، باوضو سویا کرو، دائیں کروٹ سو جاؤ، اسی حالت میں موت آگئی تو فرشتے اس روح کو عزت کے ساتھ آسمان پر لے جائیں گے، اس لئے کہ پاک روح ہے اسی لئے حدیث پاک میں آیا کہ اللہ کے رسول ﷺ کو رات میں جنابت کا غسل کرنے کی ضرورت پڑتی تھی تو اللہ کے رسول ﷺ دیر نہیں لگاتے تھے، فوراً غسل فرماتے تھے اور بیہقی کی ایک روایت میں آیا کہ اس گھر میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے جس گھر میں تین چیزیں ہوں، جاندار کی تصویر، کتا، یا کوئی جنبی انسان، غسل کر کے دعا پڑھ کر سو جانا چاہیئے ورنہ اس حالت میں موت آئی تو رحمت کے فرشتے نہیں آئیں گے آپ کے اس ملک میں تو اس کی سہولت بھی ہے ہمیشہ گرم پانی ہے اور اگر کبھی مجبوری کی وجہ سے غسل نہیں کر سکتا تو کم از کم وضو

تو کر کے سونا ہی چاہیئے اس لئے کہ وضو کو آدھا غسل بتایا گیا ہے اور اس وضو میں بھی خاص کر ناک منہ میں پانی ڈالنا ہے بہر حال بات یہ چل رہی تھی اللہ تعالی نے اتنی نعمتوں سے نوازا ہے ہمیں صحیح سالم بنایا ہمارا ابھی فرض ہے کہ ہم اس کے بتائے ہوئے طریقہ پر عمل کریں اسی میں انسانیت ہے اسی میں کامیابی ہے اللہ تعالی ہم لوگوں کو اپنے احکامات پر عمل کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔

وصلی اللہ علی النبی الکریم وعلی الہ واصحابہ اجمعین

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اقتباس

نذر و نیاز صرف اللہ تعالی ہی کا حق ہے لیکن اس نذر و نیاز میں قربانی کے دنوں میں توحید کی ہی دعا پڑھائی، جو جانور کو ذبح کرتے وقت پڑھی جاتی ہے اِنَّ صَلٰوتِی وَنُسُکِی وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِی لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِینَ لاَ شَرِیکَ لَہٗ وَبِذَالِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِینَ، قربانی ان دنوں میں جائز ہے لیکن ان کے علاوہ کے ایام میں اگر مخصوص نہ کرے تو جائز ہے، ورنہ ناجائز ہے، مثلاً آپ ربیع الثانی کی کسی ولی کی پیدائش یا ان کی وفات کے دن کو مخصوص کرلیں تو جائز نہیں ہوگا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شرک بہت بڑا گناہ ہے

الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونومن بہ ونتوکل علیہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ ونشھد ان لا الہ الا اللہ ونشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ ارسلہ اللہ تعالی الی کافۃ الناس بشیرا ونذیرا وداعیا الی اللہ باذنہ وسراجامنیرا صلی اللہ تبارک وتعالی علیہ وعلی اٰلہ واصحابہ وازواجہ وذریاتہ واھل بیتہ واھل طاعتہ وبارک وسلم تسلیما کثیرا اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم وَاِذْقَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِہٖ وَھُوَ یَعِظُہٗ یٰبُنَیَّ لَاتُشْرِکْ بِاللّٰہِ اِنَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ صدق اللہ العظیم وصدق رسولہ النبی الکریم :

مقصد دنیا توحید ہے

محترم بھائیو بزرگو اور دوستو۔

حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو جو نصیحت کی ہے اس میں اہم اور

بنیادی نصیحت یہ ہے کہ اے میرے بیٹے اللہ کے ساتھ کبھی کبھی کسی کو شریک مت کرنا اس لئے کہ شرک بہت بڑا ظلم ہے اللہ تعالی نے انسانیت کو توحید کے لئے پیدا فرمایا ہے بلکہ جتنے انبیاء کرام دنیا میں تشریف لائے ہیں تمام انبیاء کرام کا مقصد دنیا کو توحید سکھانا تھا اللہ تعالی چودھویں پارے میں ارشاد فرماتے ہیں کہ وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ کہ ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیجا اور ہر رسول کو یہی پیغام دے کر بھیجا کہ ایک اللہ کی عبادت کرو اور اللہ کے علاوہ دوسروں کی عبادت سے اپنے آپ کو دور رکھو۔

تین لوگ اللہ کو ناپسند ہیں

حدیث پاک میں اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تین قسم کے لوگوں سے اللہ کو بہت محبت ہے، اور تین قسم کے لوگوں سے اللہ تعالی کو بہت نفرت ہے نمبر ایک بوڑھا زانی، اللہ تعالی کو اس سے بہت نفرت ہے، نعوذ باللہ، چاہے بدنظری کے ذریعہ ہو، یا عورتوں کی باتیں کر کے ہو، اللہ کو بہت غصہ آتا ہے کہ اس عمر میں بھی یہ حرکت کر رہا ہے، دوسرا وہ شخص جس کے پاس کچھ نہیں ہے، فقیر ہے لیکن پھر بھی گھمنڈی بن کر گھومتا ہے، کچھ اِس مزاج کے بھی ہوتے ہیں کہ چمڑی جائے پر دمڑی نہ جائے، اس کے پاس کچھ نہیں ہے پھر بھی تکبر کرتا ہے، مطلب یہ ہے کہ ایک چیز بھی نہیں رکھتا ہے لیکن تکبر کرتا ہے وہ برا ہے، انسانیت اور خودداری کا اس کو پورا حق ہے اور تیسرا وہ شخص جو اپنا سامان جھوٹی قسم کھا کر بیچتا ہے یعنی کہ مال ہے انڈیا کا اور بیچتا ہے جرمنی کا کہکر، مال ہے سورت کا اور بیچتا ہے جاپان کا کہکر، اور اس وعید میں یہ

بات بھی شامل ہے کہ ڈگری کم ہے لیکن بڑی ڈگری بتلا کر پوسٹ حاصل کرتا ہے، اللہ تعالی کو ایسے تین لوگ بالکل ناپسند ہے۔

تین لوگ اللہ تعالی کو بہت پسند ہیں

اور تین لوگ اللہ تعالی کو تین لوگ بہت پسند ہیں نمبر ایک وہ شخص جو رات کے اس حصہ میں نفل نماز پڑھے جب کہ پوری دنیا سوئی ہوئی ہو، حدیث پاک کے الفاظ ہیں کہ ایک آدمی رات میں اٹھ کر اللہ کے ساتھ چاپلوسی کرتا ہے تو اللہ تعالی کو بہت پسند آتا ہے، چاپلوسی کرنا دنیا میں برا ہے، کچھ لوگ تو چاپلوسی کرنے والوں کو انعام بھی دیتے ہیں، اور انہی لوگوں کو آگے بڑھاتے ہیں تو یہ دنیا میں برا ہے لیکن اللہ تعالی کے ساتھ کوئی چاپلوسی کر کے اس کو منائے، مثلا یوں کہے کہ اے اللہ میرا تیرے علاوہ کون ہے، تو ہی میری مدد کر سکتا ہے یہ قابل تعریف ہے۔

دوسرا شخص جو اللہ تعالی کو بہت پسند ہے وہ ہے کہ ایک آدمی کسی جگہ مانگنے آیا اور لوگوں نے اس کی کوئی مدد نہیں کی وہ واپس جانے لگا ایک شخص یہ سب دیکھ رہا تھا وہ اس کے پیچھے پیچھے گیا اور گاؤں سے دور جا کر تنہائی میں اس نے اس کی مدد کی جس کو اللہ کے علاوہ کوئی دوسرا نہیں جانتا ہو تو ایسا آدمی بھی اللہ تعالی کو بہت پسند ہے، لیکن اس کی شرط یہ ہے کہ وہ اس کا رشتہ دار نہ ہو، اگر وہ اس کا رشتہ دار ہوتا ہے تو اتنا زیادہ اہم نہیں ہوگا اور تیسرا آدمی جو اللہ تعالی کو بہت پسند ہے وہ ہے جو اپنی ضرورتوں میں اللہ کے علاوہ کسی کو نہ پکارتا ہو۔

زکوۃ دینے میں عزتِ نفس کا خیال کیجئے

ضرورت مند کو ضرورت مند بن کر رہنا چاہیئے اور مالدار زکوۃ دینے والے کو بھی چھپ کر اس کی عزت کو پامال نہ کرتے ہوئے زکوۃ دینا چاہیئے بلکہ میں آپ کو ایک مسئلہ بتلاتا ہوں کہ اگر آپ کو معلوم ہے کہ فلاں شخص زکوۃ کا مستحق ہے آپ اس کو زکوۃ کا پیسہ ہدیہ بولکر بھی دیں گے تو زکوۃ ادا ہو جائیگی عزتِ نفس کا اسلام نے خیال کیا ہے بہت سے لوگ عزت دار ہوتے ہیں زکوۃ لیتے وقت وہ یہ تصور کرتے ہیں کہ یار میرے اوپر کیسا وقت آ گیا آج میں زکوۃ کا مستحق ہو گیا ہوں اس لئے ہمارے علماء نے یہ مسئلہ بتایا ہے یہ اصول آپ یاد رکھئے کہ جس کی مدد کی جائے اس کی عزت کا پورا پورا خیال رکھا جائے اور یہ حضور ﷺ کا طریقہ ہے لیکن اس کے لئے یہ شرط ہے کہ انکوائری پوری پوری کرنی ہوگی۔

نیکیاں ضائع مت کیجئے

یہاں ایک بات اور سن لیجئے کہ کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ وہ لوگوں کو دکھانے کے لئے پیسہ خرچ کرتے ہیں مثلاً چار لوگوں میں اپنی واہ واہ کرانے کے لئے زکوۃ دی یا صدقہ دیا تو اس کے لئے تو نہ کوئی ثواب ہے اور نہ کوئی جزاء ہے بلکہ ثواب برباد گناہ لازم ہے، اس لئے کہ ریا کا گناہ تو ملے گا اور کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ صدقہ خیرات تو کرتے ہیں لیکن بعد میں احسان جتلاتے ہیں یا تو زبان سے کہہ کر، یا نظروں سے دیکھ کر، ان کا مطلب ہوتا ہے کہ ہم نے دیا تب تو نے پہنا اور کھایا، ایسے

لوگوں کو بھی ثواب نہیں ملتا بلکہ گناہ لازم ہوتا ہے آپ تیسرا پارہ پڑھیئے سبحان اللہ قرآن پاک کہتا ہے کہ: یَا اَیُّھَا الَّذِینَ اٰمَنُو ا لاَ تُبطِلُو اصَدَقَاتِکُم بِا لْمَنِّ وَ الْاَ ذٰی: اے ایمان والو! اپنے صدقات وعطیہ کو احسان جتلا کر باطل مت کرو، ثواب اس کو ملتا ہے جو احسان کر کے بھول جاتا ہے۔

دودھ کی طرف نسبت کرنے پر پکڑ

بات میری یہاں سے شروع ہوئی تھی کہ حضرت لقمان حکیمؒ نے اپنے بیٹے کو پہلی نصیحت یہ کہ لَاتُشْرِکْ بِاللّٰہِ. اللہ کے ساتھ کسی کو شریک مت کرنا میرے بھائیو۔توحید ہمارا اصل سرمایہ ہے، انسان لاکھوں کروڑوں نیکیاں لیکر آخرت میں جائے لیکن اس کے پاس توحید نہیں ہوگی تو اس کے تمام اعمال اس کے چہرہ پر مار دیئے جائیں گے ایک بہت بڑے بزرگ تھے ان کا انتقال ہوا، اللہ تعالی نے پوچھا کیا لیکر آئے ہو، انہوں نے کہا اے اللہ توحید لیکر آیا ہوں میں نے تیری ذات کے علاوہ کبھی کسی کو نہیں پکارا، اللہ تعالی نے کہا دودھ کی رات کو یاد کرو انہوں نے کہا کیا مطلب؟ اللہ تعالی نے کہا کہ ایک رات تمہارے پیٹ میں درد تھا تم نے کہا تھا کہ رات میں دودھ زیادہ پی لیا تھا اس لئے درد ہو رہا ہے، اللہ تعالی نے کہا تم نے درد کی نسبت دودھ کی طرف کی تھی، تم کیا توحید لے کر آئے ہو؟ تم کو معلوم تھا کہ کرنے دھرنے والی ذات صرف اور صرف اللہ تعالی کی ہی ہے، ان کی پکڑ ہوگئی آپ کہو گے ،ایسا تو دنیا میں ہوتا ہے دودھ کی وجہ سے درد ہوا تو آدمی کہتا ہی ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ کپڑا اگر سفید ہو تو اس میں پانی کا داغ بھی دھبہ لگتا ہے، حالانکہ پانی ہے لیکن وہ بھی سفید کپڑے پر صحیح نہیں ہے، وہ اللہ والے تھے اور ان کا مقام اونچا تھا، ان کے

اعتبار سے درد کی نسبت دودھ کی طرف غلط تھی، میں اور آپ اس طرح کہیں تو شاید ہماری پکڑ نہیں ہوگی، اس لئے کہ ہمارے کپڑے اتنے سفید نہیں ہیں، اس کو یوں سمجھو کہ راستہ چلنے والی عورت نے غلط نظر ڈالی تو آپ کو تکلیف نہیں ہوگی لیکن اگر کسی کی بیوی نے غلط نظر ڈالی تو غصہ آئے گا اس لئے کہ یہ تو اس کی بیوی تھی، تو اپنوں کی طرف سے تھوڑی بھی غلطی شدید تکلیف کا باعث بنتی ہے، مقرباں رابیش بود حیرانی جو جتنا قریب ہوتا ہے اس کو اتنا ہی سنبھل کر رہنا پڑتا ہے۔

نبی نے شہر سے نکال دیا

ایک اللہ والے مدینہ منورہ گئے، انہوں نے وہاں دہی کھایا اور کہا دہی بڑا کھٹا ہے رات میں اللہ کے رسول ﷺ خواب میں تشریف لائے اور فرمایا کہ ہمارے شہر کے دہی کو تم نے نام رکھا، صبح ہونے سے پہلے ہمارے شہر سے نکل جاؤ، ان کی اتنی زیادہ پکڑ کیوں ہوئی بات وہی ہے کہ ان کے کپڑے بہت سفید تھے پتہ چلا میرے بھائیو کہ توحید کو بہت سنبھالنا پڑتا ہے ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ہم ایک اللہ کی عبادت کرتے ہیں اور اعمال میں لگے رہتے ہیں لیکن نا جانے توحید میں کتنی خرابیاں ہو جاتی ہیں، عقیدے کہاں سے کہاں جا رہے ہیں کچھ مخفی طور سے درگاہ وغیرہ پر جا کر نذرانے اور نیاز چڑھاتے ہیں کچھ لوگوں کے دلوں میں ایسا ہے کہ فلاں سیٹھ کے پاس کام کر رہے ہیں اسی لئے پیٹ بھر رہا ہے سلام کرنے میں بھی لوگ جھکتے ہیں نوابی سلام ہوتا ہے گھر کے بوڑھے ابا یا بوڑھی ماں کو جھک کر سلام کیا جاتا ہے یہ جائز نہیں ہے سلام کر سکتے ہو، لیکن جھکنا جائز نہیں ہے۔

مجدد الف ثانی کا واقعہ

مجدد الف ثانیؒ کا واقعہ یاد کیجئے پنجاب کے سرہند میں جن کا مزار ہے میں اس علاقہ میں گھومنے گیا ہوں بہت بابرکت اور بہت پرنور علاقہ ہے وہاں جانا چاہیئے لیکن اسپیشل مزار کی نیت سے جانا جائز نہیں ہے یہ بھی مسئلہ سن لیجئے مثال کے طور پر آپ اجمیر کسی کام سے گئے تو طبیعت کہتی ہے کہ خواجہ صاحب کو سلام کر کے ہی جائیں گے تو یہ جائز ہے اور ان کو کیوں نہ سلام کیا جائے جن کے طفیل میں پورے ہندوستان کو اسلام ملا ہے، لیکن اسپیشل مزار پر حاضری کی نیت سے صرف رسول اللہ ﷺ کے مزار کی حاضری درست ہے دوسروں کی نہیں، تو مجدد الف ثانی حضرت عمر بن خطاب کے خاندان سے ہیں۔

اکبر بادشاہ کے زمانہ کے تھے اکبر نے نئے دین کو ایجاد کیا تھا، اس نے ایک کلمہ بھی بنایا تھا: **لاالہ الا اللہ اکبر خلیفۃ اللہ**: اس کے دربار میں جانے کے لئے سلام کرتے ہوئے آدھا جھک کر جانا شرط تھا، جس کو اردو میں قدم بوسی کہتے ہیں ایک مرتبہ اس کا دماغ پھر گیا تو اس نے مجدد صاحب کو بلایا اور اس کو یہ بھی معلوم تھا کہ مجدد صاحب میرے سامنے جھکنے والے نہیں اس لئے اس نے فوراً اپنے دیوان خانہ کے دروازے کو کم کر دیا تاکہ اندر جھک کر داخل ہو سکے، اور تاکہ اکبر دوسروں کے سامنے کہے کہ دیکھا کہ مجدد صاحب بھی آج جھک گئے مجدد صاحب تو مومن تھے اور مومن کا دماغ اللہ چلاتا ہے، وہ تو ہم اور آپ اپنا دماغ نہیں چلاتے ہیں، اگر دماغ چلانا شروع کریں گے تو دنیا میں انقلاب آسکتا ہے، دنیا انتظار کر رہی ہے کہ امت محمدیہ

کب اس دنیا کی قیادت اپنے ہاتھ میں لے گی، جب دنیا کی قیادت ان کے ہاتھ میں جائے گی اسی دن دنیا کو امن وسکون ملے گا، بہرحال مجدد صاحب تشریف لائے تو دیکھا کہ دروازہ کچھ اس انداز کا ہے کہ جھک کر جانا پڑے گا تو بیٹھ گئے اور بیٹھ کر سرین کے بل داخل ہوئے لیکن جھکے نہیں۔

طلوع اور غروب کے وقت نماز کیوں نہیں؟

شیطان قسم کے لوگ ایسے وقت کا فائدہ اٹھاتے ہیں سورج جب غروب ہوتا ہے، اور جب سورج طلوع ہوتا ہے تو اس وقت نماز پڑھنا جائز نہیں ہے کیوں بھائی؟ چاہے اس وقت شیطان کو لوگ سجدہ کرتے ہو، لیکن مومن تو صرف اللہ ہی کو سجدہ کرتا ہے وہ سورج کی طرف نہیں بلکہ صرف اللہ کی طرف رخ کرتا ہے، اور نماز پڑھتا ہے پھر کیوں منع ہے؟ اس کی وجہ خود حضور ﷺ نے ارشاد فرمادی کہ اِنَّ الشَّمْسَ تَبْلُغُ بَیْنَ قَرْنَیِ الشَّیْطَانِ کہ ان وقتوں میں شیطان سنگھ لگا کر کھڑا ہوتا ہے وہ اس طرح کھڑا ہوتا ہے کہ اس کے دونوں سنگھ کے درمیان سورج ہوتا ہے اب اگر کوئی اس وقت نماز پڑھتا ہے تو شیطان کہتا ہے دیکھا مجھ کو ہی سجدہ کر رہا ہے اس لئے منع ہی فرمادیا۔

احتیاطی تعلیم

اسی لئے یہ تعلیم بھی ارشاد فرمادی کہ جب قبرستان جاؤ تو قبر کی طرف رخ کر کے دعا بھی مت کرو بلکہ قبلہ رخ ہو کر دعا کرو مثلاً تمہیں وہاں کہنا ہے کہ اے اللہ

میں نے جو پڑھا ہے اس کا ثواب اس قبر والے کو پہنچا دیجئے تو یہ دعا بھی قبلہ رخ ہو کر کرنی چاہیئے ورنہ توحید کے خلاف ہو جائے گا اسی لئے مدینہ منورہ میں جب روضہ اطہر پر سلام پیش کرنے کے لئے جاتے ہیں اور صلوۃ وسلام پیش کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں تو پولس کہتا ہے حاجی اُدھر رخ کر کے دعا کرو بھلے آپ کی نیت یہی ہے کہ میں اللہ تعالی سے ہی مانگ رہا ہوں لیکن دیکھنے والا یہی سمجھے گا کہ قبر والے سے ہی مانگ رہا ہے اس لئے اس شبہ کو ختم کرنے کیلئے فرمایا کہ ایسا کرو ہی مت۔

جہاں نیت صاف رکھنا ضروری ہے وہیں ایسا طریقہ اختیار کرنا بھی ضروری ہے کہ دیکھنے والے کو غلط فہمی نہ ہو، اسی لئے ہمارے بزرگوں نے لکھا ہے کہ میت کی زیارت قبلہ کی طرف پیٹھ کر کے قبر کے درمیان میں کھڑے ہو کر کی جائے تا کہ میت کا چہرہ سامنے آجائے اور اللہ تعالی مرحوم کو قبر میں ادراک عطا فرماتے ہیں کہ کون آیا تھا کس نے ایصال ثواب کیا وغیرہ وغیرہ تو اسطرح کھڑے رہنے میں وہ بھی دیکھ لے گا لیکن جب پڑھ کر فارغ ہو جائے تو قبلہ کی طرف گھوم جائے اور دعا کرے کہ اے اللہ اس کی مغفرت فرما وغیرہ وغیرہ لیکن اگر کوئی قبر کی طرف ہی رخ کر کے دعا کرے تو دیکھنے والے کو قبر والے سے مانگنے کا شبہ ہو سکتا ہے۔ جیسا کہ ہندوستان میں ایک مضمون ابھی کچھ دنوں پہلے آیا تھا کہ مسلمانوں اور غیر مسلموں میں کیا فرق ہے ہندو کھڑی کو پوجتے ہیں اور مسلمان اڑی کو پوجتے ہیں مطلب یہ ہے کہ ہندو کھڑی مورت کو اور مسلمان اڑی یعنی قبر کو پوجتے ہیں نعوذ باللہ تو اس طرح کے شکوک

وشبہات پیدا ہو جاتے ہیں اسلام نے اس کو دور فرما دیا۔اسی لئے اسلام نے نکاح کھلے عام کرنے کا حکم دیا ہے تا کہ لوگوں کو نکاح کا علم ہو جائے اور جب وہ میاں بیوی ساتھ گھومیں تو کوئی تہمت نہ لگائے ،اس لئے فرمایا کہ نکاح کا اعلان کیا کرو،اسی لئے بزرگوں نے لکھا ہے کہ مسجد قبرستان میں نہ بنائی جائے اگر بنائی جائے تو قبروں سے بہت دور بنانا چاہئیے اسی لئے ہمارے بزرگوں نے لکھا ہے کہ اگر قبر ہو،اور وہاں مسجد بنانی ہوتو بیچ میں قبر نہ آنے دیں۔

نماز جنازہ میں رکوع سجدہ کیوں نہیں؟

کیا آپ نے کبھی غور کیا کہ جنازہ کی نماز میں رکوع سجدہ کیوں نہیں ہے؟ حالانکہ اس کا نام بھی نماز ہے اور سجدہ نماز کی اصل ہے تو اسمیں رکوع سجدہ کیوں نہیں ہے؟ بات وہی ہے کہ دیکھنے والا کہیں یہ نہ سمجھ لے کہ جناز کو سجدہ کر رہا ہے اس لئے رکوع سجدہ نہیں رکھا گیا خلاصہ کلام یہ ہے کہ توحید کو سنبھالنا بہت ضروری ہے اس لئے صبح وشام کلمہ طیبہ پڑھتے رہنا چاہئیے ۔ **اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ.**

قربانی میں بھی توحید سکھلائی

نذر ونیاز صرف اللہ تعالی ہی کا حق ہے لیکن اس نذر ونیاز میں قربانی کے دنوں میں توحید کی ہی دعا پڑھائی ،جو جانور کو ذبح کرتے وقت پڑھی جاتی ہے اِنَّ صَلٰوتِی وَنُسُکِی وَمَحیَایَ وَمَمَاتِی لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِینَ لاَ شَرِیکَ لَہٗ

وَبِذَالِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ ،قربانی ان دنوں میں جائز ہے لیکن ان کے علاوہ کے ایام میں اگر مخصوص نہ کرے تو جائز ہے، ورنہ ناجائز ہے،مثلاً آپ ربیع الثانی کی کسی ولی کی پیدائش یا ان کی وفات کے دن کو مخصوص کرلیں تو جائز نہیں ہوگا۔

صحابہ کا سجدہ کی اجازت مانگنا

پیشانی بہت قیمتی چیز ہے اس کو صرف اللہ تعالی کے سامنے جھکایا جائے گا دوسروں کے سامنے نہیں صحابہ کرام نے حضور ﷺ سے سجدہ کی اجازت طلب کی حضور ﷺ نے منع فرمادیا کہ اسلام میں یہ جائز نہیں ہے ہم لوگ ایک مرتبہ اپنے اساتذہ کے سامنے کچھ زیادہ ہی ادب کے ساتھ کھڑے تھے تو منع فرمادیا کہ اس طرح کی تواضع صرف اور صرف اللہ کا حق ہے،ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونے کا حق صرف اللہ کے سامنے ہے کسی اور کے سامنے نہیں۔

حضور ﷺ کی دعا

اللہ کی ذات میں بھی وہ اکیلا ہے اور صفات میں بھی اکیلا ہے، ذات تو آپ جانتے ہی ہیں اللہ کی ذات ہے،اور اس کا ذاتی نام اللہ ہے،اور اس کے بہت سے صفاتی نام ہیں،ننانوے تو ہم کو بتلائے گئے ہیں لیکن اس کی بہت ساری صفات ہیں،اور کچھ صفاتی نام تو ہمیں بتلائے بھی نہیں گئے جو قیامت کے دن ظاہر ہونگے ان ناموں کے طفیل میں اللہ کے رسول ﷺ نے دعا فرمائی ہے۔اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْئَلُکَ بِکُلِّ اِسْمٍ ھُوَ لَکَ سَمَّیْتَ بِہٖ نَفْسَکَ اَوْ اَنْزَلْتَہٗ فِی کِتَابِکَ

اَوْ عَلَّمْتَهُ اَحَدًا مِّنْ خَلْقِكَ اَوِ اسْتَاثَرْتَهُ فِی عِلْمِ الْغَیْبِ عِنْدَکَ ،اے اللہ میں تجھ سے دعا کرتا ہوں ہر نام کے طفیل جو تو نے اپنے لئے رکھا ہو، یا اس نام کے طفیل جو تو اپنی کتاب میں اتار چکا ہو، یا اس نام کے طفیل جو تو نے اپنی مخلوق میں سے کسی کو سکھایا ہو، یا اس نام کے طفیل جو تو نے اپنے پاس علم الغیب میں چھپا رکھا ہو، پتہ چلا کہ اللہ تعالی کے بہت سے نام علم الغیب میں ہیں۔ اللہ تعالی ہم سب لوگوں کا خاتمہ توحید کے ساتھ فرمائے ،جس کے پاس توحید ہوتی ہے اللہ تعالی اس کے گناہوں کو معاف فرما دیتے ہیں، حدیث پاک میں اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مَنْ قَالَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ دَخَلَ الْجَنَّۃَ کہ جس کے پاس توحید ہوتی ہے اس کے مرتے ہی اللہ تعالی اس کو جنت میں داخل کر دیتے ہیں، میرے بھائیو! صرف کلمہ پڑھ لینے سے توحید مکمل نہیں ہوتی ،اعمال سے جڑنے کی ضرورت ہے اللہ تعالی ہماری توحید کی حفاظت فرمائے۔

اللہ کی محبت میں شرکت نا قابل قبول

انسان یہ سمجھتا ہے کہ صرف مزار پر سجدہ کرنا ہی شرک ہے یہ تو شرک ہے ہی لیکن اس کے ساتھ شرک کی بہت ساری قسمیں ہیں انسان سمجھ بھی نہیں پاتا ہے اور وہ مشرک بن جاتا ہے نعوذ باللہ، ان میں سے ایک ہے شرک فی المحبۃ ،یعنی دنیا میں اللہ تعالی سے جتنی محبت کرنی چاہئیے اتنی محبت دنیا میں کسی اور سے کرنا اس کو شرک فی المحبۃ کہتے ہیں چاہے وہ محبت والدین کے ساتھ ہو، یا بیوی کے ساتھ ہو یا بچوں کے ساتھ ہو، قرآن کریم دوسرے پارہ میں کہتا ہے کہ وَمِنَ النَّاسِ

مَنۡ یَّتَّخِذُ اَنۡدَادًا یُحِبُّوۡنَهُمۡ کَحُبِّ اللّٰهِ کہ لوگوں میں سے کچھ لوگ ایسے ہیں جنہوں نے اللہ کے علاوہ بہت سے معبود بنا رکھے ہیں اور ان کے ساتھ ایسی محبت کرتے ہیں جیسی محبت اللہ تعالی کے ساتھ کرنی چاہیئے اور اس کے بعد اللہ تعالی ارشاد فرماتے ہیں کہ وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا اَشَدُّ حُبًّا لِلّٰهِ جو ایمان والے ہیں وہ زیادہ محبت اللہ تعالی سے ہی کرتے ہیں۔ وہ اللہ کو سب سے مقدم رکھتے ہیں، اور اللہ ہی کا حکم ان کے آگے ہوتا ہے۔

بال بچوں سے محبت منع بھی نہیں ہے

یہاں یہ بات یاد رکھیں کہ بیوی بچوں سے اعزاء سے محبت کرنا منع نہیں ہے بلکہ اسلام نے تو ان سے محبت کرنے کا حکم دیا ہے اس سے پہلے کے بیانات میں آپ سن چکے ہیں کہ آپ ﷺ نے اپنے نواسوں سے بہت محبت کی ہے، ان کے لئے منبر سے نیچے اتر گئے، اور ایک بچہ کا بوسہ لیا تو ایک شخص نے کہا کہ میں نے آج تک کسی بچہ کا بوسہ نہیں لیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ بچوں سے محبت نہ کرنا دل کی سختی کی بات ہے یہاں اس محبت کا ذکر ہے جس محبت میں فنائیت ہوتی ہے جس محبت میں آدمی اوپر سے کودنے کے لئے مرجانے کے لئے تیار ہوجاتا ہے یعنی انتہائی محبت وہ صرف اور صرف اللہ کے لئے ہی ہونی چاہیئے، بال بچوں سے محبت کی حیثیت دوسری ہے، اور اللہ تعالی سے محبت کی حیثیت دوسری ہے۔

نماز میں بچے سامنے آجائے تو کیا کریں؟

اسلام بال بچوں سے محبت کرنے کو منع نہیں کرتا ہے بلکہ اسلام نے تو یہاں

تک کہا ہے کہ اگر آپ نماز پڑھ رہے ہو، اور بچے سامنے آجاتے ہوں، تو ان کو ایک ہاتھ سے ہٹانا بھی جائز ہے، حضرت زینبؓ کی ایک بیٹی تھی حضرت اُمامہ جن کا نام تھا حضور ﷺ جب نماز پڑھنے کے لئے آتے تھے تو امامہ جو آپ ﷺ کی نواسی تھی وہ حضور ﷺ کا پیچھا نہیں چھوڑتی تھی، پیچھے ہی آتی تھی، تو حضور ﷺ ان کو اپنے کندھے پر بٹھا دیتے تھے، اور جب رکوع اور سجدہ میں جانا ہوتا تھا تو ان کو ہاتھ سے ایک طرف بٹھا دیتے تھے پھر جب رکعت پوری ہوجاتی تھی تو ہاتھ سے پھر بٹھا لیتے تھے، حدیث میں دونوں باتیں ہیں، ایک حدیث میں اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بچوں کو مسجد میں لایا کرو، اور دوسری حدیث میں اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بچوں کو مسجد سے دور رکھو تو محدثین نے مطلب یہی بیان کیا ہے کہ اگر بچے نمازیوں کے لئے خلل نہ کرتے ہو، پیشاب پاخانہ نہ کرتے ہوں، بلکہ نماز سیکھتے ہو تو ان کو مسجد میں لانا چاہیئے، اور جو بچے پیشاب پاخانہ وغیرہ کرتے ہوں، ان کو نہیں لانا چاہیئے۔

ایک مثال سے وضاحت

زبان سے کہنا تو بہت آسان ہے کہ میں صرف اللہ تعالی سے ہی محبت کرتا ہوں لیکن اس وقت سمجھ میں آتا ہے جب کوئی کام ایسا پیش آئے کہ اس میں اللہ تعالی کچھ اور چاہتا ہے اور رشتہ دار کچھ اور چاہتے ہیں اس وقت سمجھ میں آتا ہے کہ یہ کس سے محبت کرتا ہے مثلاً گھر میں شادی ہے ایک طرف اللہ تعالی کا حکم ہے کہ نکاح کو آسان کرو، فضول خرچی مت کرو، ہلدی مہندی مت کھیلو، بڑا شامیانہ مت لگاؤ، ڈی

جے مت بجاؤ، ناچ گانے سے پرہیز کرو، بے پردگی مت کرو، اور دوسری طرف رشتہ داروں کے تقاضے ہیں، ایسے موقعہ پر آدمی کی محبت کا امتحان ہوتا ہے کہ کس کی محبت کو آگے رکھ کر وہ کام کرتا ہے، اس موقعہ پر وہ رشتہ داروں کی محبت کو آگے رکھتا ہے اور ان کے اشارے پر کام کرتا ہے تو سمجھ میں آ گیا کہ وہ اللہ تعالی کی محبت کے مقابلہ میں بال بچوں کی اور بیوی کی اور رشتہ داروں کی محبت کو آگے بڑھاتا اور اسے ترجیح دیتا ہے شادیوں میں ایسا بہت ہوتا ہے کہ مرد دھوم دھام سے شادی کو منع کرتا ہے لیکن عورتیں نہیں مانتی ہیں تھوڑی بہت باتیں ہوتی ہیں اور اللہ کے مقابلہ میں وہ عورت کی سن لیتا ہے اسے کہتے ہیں محبت میں شرک کرنا۔

اس شرک پر وعید قرآنی

اور ایسے لوگوں کے لئے بڑی خطرناک وعیدیں ہیں قرآن پاک نے دسویں پارے میں ارشاد فرمایا کہ قُلْ اِنْ کَانَ اٰبَاءُ کُمْ وَاَبْنَاءُ کُمْ وَاِخْوَانُکُمْ وَاَزْوَاجُکُمْ وَعَشِیْرَتُکُمْ وَاَمْوَالُ نِ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ کَسَادَهَا وَمَسَاکِنُ تَرْضَوْنَهَا اَحَبَّ اِلَیْکُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِیْ سَبِیْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰی یَاْتِیَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ قرآن پاک نے اس آیت میں محبت کے بارے میں دھمکی دی ہے کہ اے نبی آپ کہہ دو کہ اگر تمہارے باپ دادا تمہاری اولاد تمہاری بیوی تمہارا بزنس اور تمہارے مکانات تمہارے محلات کی محبت تمہارے دلوں میں اللہ اور اس کے رسول سے زیادہ ہے تو پھر تم اللہ کے عذاب کا انتظار کرو۔ میرے بھائیو! بہت زیادہ ڈرنے کا مقام ہے۔

اہل ایمان کا حال

صحابہ کرام کے سامنے جب اللہ اور اس کے رسول کا معاملہ آیا تو صحابہ کرام نے اپنے مال اور اپنی جائداد کو حتی کہ اپنی آل اولاد کو سب کو دو نمبر پر رکھا ایک نمبر پر اللہ اور اس کے رسول کو رکھا سورہ مجادلہ میں اللہ تعالی نے ایک بات اور بتائی ہے **لَا تَجِدُ قَوۡمًا یُّؤۡمِنُونَ بِا للّٰہِ وَرَسُولِہٖ یُوَادُّونَ مَنۡ حَآدَّ اللّٰہَ وَرَسُولَہٗ وَلَو کَانُو اآبَاءَ ھُمۡ اَوۡ اَبۡنَا ءَ ھُمۡ.** بہت پیاری آیت ہے ایمان کی مہر ہم اور آپ اپنے دل میں لگانا چاہتے ہیں یا نہیں (جی ہاں) اگر ہم ایمان کا سکہ لگانا چاہتے ہیں اور یہ چاہتے ہیں کہ فرشتوں کی دعاؤں میں ہمارا شمول ہو تو اس آیت کو اپنایئے اس میں اللہ تعالی ارشاد فرماتے ہیں کہ اے نبی آپ ایمان والوں کو دیکھیں گے، وہ اللہ کے دشمنوں کو دوست نہیں سمجھتے ہیں، چاہے وہ اللہ کے دشمن ان کے باپ ہو، یا ان کی اولاد ہو، یا ان کے قریبی رشتہ دار ہو، وہ ان کو اپنا دوست نہیں بناتے ہیں، اللہ رب العزت ان کے اوپر ایمان کی مہر لگا دیتے ہیں۔

میرا دین سب سے آگے رہے

اسی لئے بخاری شریف کی حدیث میں اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ **لَا یُؤۡمِنُ اَحَدُکُمۡ حَتّٰی یَکُونَ ھَوَاہُ تَبۡعًا لِمَا جِئۡتُ بِہٖ** کہ تم میں سے کسی کا ایمان کامل نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ اپنی خواہشات میری شریعت کے تابع نہ کردے، ایک اور حدیث میں اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ، **لَا یُؤۡمِنُ**

اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُونَ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِینَ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے کوئی کامل مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس کے دل میں میری محبت اس کے والد سے اس کے بیٹوں سے اس کے تمام رشتہ داروں سے زیادہ نہ ہوجائے اگر اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ کی جانے والی محبت میں ہم نے کسی دوسرے کو شریک کیا تو یہ بھی ایک شرک ہے، سماج چاہے ناراض ہوتا ہو لیکن ہم کہیں گے کہ دنیا کے تقاضے ایک طرف، اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی خاطر ہم سب کو ناراض کرنے کے لئے تیار ہیں، ایسے لوگوں کے لئے اللہ تعالی کی مدد نازل ہوگی، اور ایسے ہی لوگوں کو اللہ تعالی جنت میں داخل فرمائیں گے۔ اور اللہ سے محبت کرنے کے لئے قرآن پاک نے نبی اکرم ﷺ کی محبت کو شرط قرار دیا ہے ارشاد ہے، قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِی یُحْبِبْکُمُ اللّٰهُ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوبَکُمْ اے نبی ﷺ آپ فرما دیجئے کہ اے لوگو! اگر تم اللہ سے محبت کرنا چاہتے ہو تو میری پیروی کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہوں کو معاف فرمائے گا۔

خواجہ معین الدین چشتیؒ کا واقعہ

خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ نے اس کام کو اپنایا اللہ تعالی نے ان کو اپنا محبوب بنا لیا اور للہ تعالی جس سے محبت فرماتے ہیں اس کی تمام خواہشوں کو پورا فرماتے ہیں خواجہ صاحب جب ہندوستان تشریف لائے تو ان کا مقابلہ ہوا، راج نامی بادشاہ سے، خواجہ صاحب نے اسی وقت اپنی کرامت سے تالاب کے اندر کے پانی کو اپنے پیالے میں جمع فرما کر کہا کہ آج تیرا راج ہے کل میرا ہوجائے گا جب ان کے

ہاتھ سب آ گیا تو انھوں نے کہا آج میرا ہے یعنی میرا راج ہے اسی سے اجمیر کا نام پڑ گیا یعنی آج میرا ہے، اجمیر آج میرا کا شاٹ کٹ ہے۔

شرک کی دوسری قسم

ایک شرک ہوتا ہے شرک فی الا طاعت ،شرک فی الا طاعت کا مطلب ہوتا ہے کسی کی بات ماننے میں اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا ،یعنی بلا کسی چوں چرا کے بغیر دلیل مانگے اللہ تعالی کی بات کو قبول کرنا اور ماننا، اگر کسی کو اس کی والدہ نے کہا کہ تو اللہ تعالی کی نافرمانی کر ،اور وہ کہے کہ ماں کا حکم ہے اور کرے تو اس کو شرک فی الا طاعت کہتے ہیں ،اگر ہمارے کسی بڑے نے کہا کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے حالانکہ اسلام میں وہ حلال حرام نہیں ہے،صرف اس کے بڑے ہونے کی وجہ سے اس کو مانا ہے تو یہ شرک فی الا طاعت ہے۔

حضرت عدی کا سوال

دسویں پارے میں اللہ تعالی نے فرمایا جس کا خلاصہ یہ کہ عیسائیوں نے اپنے پادریوں کو ارباب بنالیا تھا اللہ کے علاوہ رب بنالیا تھا عدی بن ابی حاتم رضی للہ عنہ ایک صحابی تھے وہ نصرانیت میں رہ کر آ چکے تھے انہوں نے کہا کہ اللہ کے رسول ﷺ قرآن نصاری کے بارے میں جو کہتا ہے کہ انہوں نے اپنے پادریوں کو رب بنا یا ہے میں نے تو نہیں دیکھا کہ کسی کو انھوں نے رب بنایا ہو، پھر قرآن پاک کی اس آیت کا مطلب کیا ہے؟ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا وہ لوگ جن چیزوں کو حلال کہتے تھے تم ان کو حلال نہیں سمجھتے تھے؟ وہ لوگ جن چیزوں کو حرام کہتے تھے تم ان کو حرام نہیں

سمجھتے تھے کہا کہ ہاں ایسا تو سمجھتے تھے فرمایا اسی کا نام ہے رب بنانا، آپ کہو گے کہ اسلام میں بھی ہم اپنے اکابرین کے بتائے ہوئے طریقوں پر عمل کرتے ہیں؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہمارے علماء اور فقہاء جو کہتے ہیں وہ اپنی مرضی سے نہیں کہتے بلکہ وہ قرآن وسنت کے بتائے ہوئے طریقوں کے مطابق ہی کہتے ہیں ان کے پاس ہر چیز کے لئے قرآن وحدیث کی کتابیں ہوتی ہیں یہ تو صرف نقل کرتے ہیں اور جو بھی کہتے ہیں قرآن وحدیث کی روشنی میں ہی کہتے ہیں، لہذا یہ شرک نہیں ہوا۔

حضرت علیؓ کا واقعہ

حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کے ابا کا نام ابو طالب تھا ابو طالب نے حضور ﷺ کی پرورش کی آپ ﷺ کی مدد کی آپ ﷺ کی دعوت وتبلیغ کی راہوں میں آنے والی رکاوٹوں کو دور کیا لیکن جب ان ک انتقال ہوا، اور حضرت علیؓ کو پتہ چلا تو انہوں نے اللہ کے رسول ﷺ کے پاس آکر کہا کہ یارسول اللہ آپ کے گمراہ چچا کا انتقال ہو گیا میں کیا کروں حضور ﷺ نے فرمایا ان کو گاڑ دو، اور پھر میرے پاس آنا حضرت علی فرماتے ہیں کہ میں گیا اور میں نے اپنے باپ کی لاش کو زمین میں گاڑ دیا اور جب میں آیا تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ غسل کرو اس لئے کہ وہ مشرک تھے، اور مشرک کا جنازہ ناپاک ہوتا ہے، یہ بھی نہیں فرمایا کہ دفن کر دو، اس لئے کہ دفن کے لفظ میں ایک طرح کی عزت ہے، اور حضرت علیؓ نے یہ بھی نہیں کہا کہ میرے ابا کا انتقال ہوا، اس کی وجہ یہی تھی کہ اللہ کی محبت غالب تھی اس لئے کہ اس باپ نے اپنے آپ کو نبی کا متوالا نہیں بنایا تھا اس باپ نے اپنے آپ کو شریعت کا تابع نہیں بنایا تھا۔

مرتے ہی آدمی ناپاک ہوتا ہے

ایک بات یہ سن لیجئے کہ آدمی مرتے ہی ناپاک ہوجاتا ہے اسی لئے فوراً غسل کا انتظام کرنا چاہئیے ، نماز جنازہ کو دیر لگے تو لگے لیکن غسل فوراً دیدینا چاہئیے ، اس لئے کہ رحمت کے فرشتے ناپاکی کے پاس نہیں آتے ہیں انسان کے بدن میں کچھ اعضاء ایسے ہیں جن میں زندگی نہیں ہے تو ان میں موت بھی نہیں آتی ، جس جانور کا کھانا حلال نہیں ہے وہ مرنے کے بعد بھی حرام ہی رہتا ہے لیکن اس کے دانت اور اس کا چمڑہ حلال رہتا ہے یعنی پاک رہتا ہے اس لئے کہ دانتوں میں خون نہیں ہے اس لئے اسمیں موت بھی نہیں ہے ، بالوں میں خون نہیں ہے اس لئے اس کو بھی موت نہیں آتی ، چمڑہ پر خون نہیں آتا ، اس لئے اس کو بھی موت نہیں ہے ، زندگی نام ہے خون کا اور جن اعضاء میں خون نہیں ہے تو اس میں زندگی بھی نہیں ہے ۔

مردار حلال نہ ہونے کی وجہ

بکرے کو لیجئے ۔ بکرا اگر قدرتی موت مرجاتا ہے تو حرام ہوجاتا ہے مکہ کے لوگ بھی کہتے تھے کہ مسلمان اپنے ہاتھ کے مرے ہوئے (ذبح کئے ہوئے) بکرے اور جانور کو تو حلال کہتے ہیں اور اللہ کے مرے ہوئے جانور کو حرام کہتے ہیں ، اللہ تعالی نے اس کا جواب دیا کہ ہاتھ سے ذبح کرنا اور خود مرنا حلال اور حرام ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہے ، اصل بدن میں جو خون دوڑتا ہے اس خون میں جراثیم یعنی کیڑے مکوڑے ہوتے ہیں ، اگر جانور کو ذبح کیا جائے تو پورا خون نکل جاتا ہے ، جراثیم نکل جاتے ہیں

پھر کسی بیماری کا اندیشہ نہیں ہے، اور اگر خود مر گیا ہے تو خون نہیں نکلتا ہے بلکہ پورے بدن میں خون گھوم جائے گا جس کی وجہ سے جراثیم گوشت میں پھیل جائیں گے اور بیماریاں عام ہونگی، اس لئے مردار کو حرام فرمایا، ہم سمجھتے ہیں کہ اسلام بالکل سیدھا سادھا مذہب ہے اس میں باریکی نہیں ہے، ارے میرے بھائیو! جانور کی بوڈی تک کا حضور ﷺ نے ریسرچ فرمایا ہے، چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا انسانی بدن میں تین نسیں ایسی ہیں جن میں سب سے زیادہ خون ہوتا ہے، ان تین نسوں کو ذبح کرنا پڑے گا، آدمی اگر دوسری نس کاٹے تو نہیں چلے گا، اونٹ کو بھی شروع میں قابو میں کرنے کے لئے برچھا مارا جاتا ہے، لیکن جب وہ قابو میں آجاتا ہے تو پھر ذبح ہی کیا جاتا ہے یہ تو مردار کے حرام ہونے کی ایک وجہ تھی۔

دوسری وجہ علامہ مہائمیؒ نے یہ بیان کی ہے کہ ذبح کے وقت انسان **بسم اللہ اللہ اکبر** پڑھتا ہے تو **بسم اللہ اللہ اکبر** کی برکت سے وہ جانور حلال ہوتا ہے اور جو جانور اپنی موت مرتا ہے وہ بغیر **بسم اللہ** کے مرتا ہے، اس لئے وہ ناپاک ہے میں یہ عرض کر رہا تھا کہ خرابی خون میں ہے لیکن جب بال میں چمڑے میں اور دانت میں خون نہیں ہے اس لئے مردار بکرے کی ان مذکورہ چیزوں کو آپ استعمال کر سکتے ہیں بات یہ چل رہی تھی ہم اس دنیا میں اللہ کے غلام ہیں ہم اُنہی چیزوں کو حلال سمجھیں گے جو اللہ تعالی نے حلال کی ہے اور اُنہی چیزوں کو حرام سمجھیں گے جن کو اللہ تعالی نے حرام فرمایا اگر ہم نے دنیا کی بتائی ہوئی چیزوں کو حلال سمجھ لیا اور دنیا کی بتائی ہوئی چیزوں کو حرام سمجھا جبکہ شریعت میں اس کا کوئی ثبوت نہیں تھا تو ہم نعوذ باللہ شرک کے درجہ میں آجائیں گے۔

شرک کی تیسری قسم

اور ایک ہوتا ہے **شرک فی العمل** اس کا مطلب ہوتا ہے اخلاص میں کسی کو شریک کرنا اس کو شرک مخفی تو ہمارے علماء نے لکھا ہی ہے مثال کے طور پر کوئی سجدہ میں گیا اور دل میں سوچا کہ کوئی مجھے دیکھ رہا ہے اس لئے اس نے سجدہ لمبا کیا کہ لوگ مجھے صوفی صاحب کہیں تو یہ **شرک فی الاخلاص** ہو گیا اسی لئے اللہ کے رسول ﷺ نے رشاد فرمایا کہ اے لوگو! خبر دار رہو، اس لئے کہ شرک تمہارے اندر ایسے دوڑتا ہے جیسے کہ چیونٹی دوڑتی ہے، چیونٹی جب چلتی ہے تو پتہ ہی نہیں چلتا جب وہ کاٹتی ہے تب پتہ چلتا ہے کہ چیونٹی آئی ہے، صحابہ کرام نے کہا اللہ کے رسول ﷺ یہ کونسا شرک ہے جو اس طرح آتا ہے حضور ﷺ نے فرمایا وہ ریا کاری ہے۔

ریا کاری شرک ہے اس لئے کہ آدمی کو لمبی نماز پڑھنا چاہیئے صرف اللہ کو دکھانے کے لئے، آدمی کو صدقہ خیرات کرنا چاہیئے صرف اللہ کو دکھانے کے لئے، انسان کوئی بھی نیک کام کرے تو صرف اللہ تعالی کو خوش کرنے کے لئے، اب وہاں اگر تھوڑی نیت یہ بھی ہو جائے کہ فلاں مجھے دیکھ رہا ہے اس لئے میں یہ کر رہا ہوں تو یہ شرک ہو جائے گا اور ایک نئی بات بھی سن لیجئے کہ کسی کے ڈر سے نماز چھوڑ دینا بھی شرک ہے مثلاً آپ کو کوئی دیکھ رہا ہے اور آپ کہے کہ وہ مجھے دیکھ رہا ہے وہ کہے گا کہ مجھے دکھانے کے لئے ہی نماز پڑھ رہا ہے، اس ڈر سے آپ نے نماز نہیں پڑھی یہ بھی شرک ہے امام غزالیؒ نے یہ مسئلہ لکھا ہے۔ ایسے وقت میں ہم نماز پڑھیں لیکن دل میں صرف اللہ کی نیت ہو نہ کسی کی ریاء کاری کے الزام کا ڈر ہو، نہ کسی کے لئے ریاء کاری ہو،

شرک بڑا ظلم ہے

اور آگے قرآن پاک کہتا ہے کہ اِنَّ الشِّرکَ لَظُلمٌ عَظِیمٌ کہ بے شک شرک بڑا ظلم ہے ظلم عربی زبان میں کہ جاتا ہے ایک چیز کو اس کی جگہ کے علاوہ دوسری جگہ پر رکھنا اللہ تعالی کو اس کے مقام سے اتار کر مخلوق کے مقام پر لے آنا یہ بھی شرک ہے، اور کسی مخلوق کو اس کے مقام سے اٹھا کر اللہ تعالی کے درجہ تک لیجانا یہ بھی شرک ہے یعنی ایک کو اس کی جگہ کے علاوہ میں رکھنا ظلم ہے ،انگلینڈ میں میں نے ایک صاحب کو دیکھا کہ کونے میں ایک کرسی ہے اور اس پر کوئی بیٹھا بھی نہیں ہے اور وہ اس کے ہاتھ پیر دبا رہے ہیں تو میں نے ان سے پوچھا کہ آپ کرسی کے ہاتھ پیر کیوں دبا رہے ہیں دبانا ہے تو والدین کے ہاتھ پیر دبائیے تو انہوں نے کہا کہ حضور ﷺ یہاں تشریف لاتے ہیں یہ اُنہی کی کرسی ہے۔

دیکھیئے ! یہ کتنا بڑا شرک ہے ہم نے حضور ﷺ کو حاضر و ناظر سمجھ لیا ہر جگہ حاضر ہونا صرف اور صرف اللہ تعالی ہی کو حاصل ہے نبی اکرم ﷺ تو مدینہ منورہ میں ہیں آپ نہ کہیں جاتے ہیں اور نہ کہیں آتے ہیں اگر کسی کے مقدر میں اللہ تعالی نے لکھدیا ہو تو اللہ تعالی پردے ہٹا کر اس کو زیارت کروا دیتے ہیں، اللہ تعالی مجھے اور آپ کو نصیب فرمائے آمین ،اللہ تعالی ہمیں حضور ﷺ کی زیارت دنیا میں بھی نصیب فرمائے اور آخرت میں بھی نصیب فرمائے آمین تو ہر جگہ حاضر ناظر کا درجہ صرف اللہ تعالی ہی کا ہے اسی طرح اگر ساتوں زمین کے نیچے کوئی مخلوق چلتی ہو تو اس کو صرف اور صرف اللہ ہی جانتا ہے، اگر ہم یہ عقیدہ کسی مخلوق کے بارے میں رکھیں تو گویا کہ ہم نے مخلوق کو دوسری جگہ پر رکھا ایسے ہی خالق کو مخلوق کی جگہ لانا یہ بھی شرک ہے۔

عبدیت والے نام رکھیں!

اسی لئے ہمارے بزرگان دین نے لکھا ہے کہ اللہ تعالی کے بہت سے نام ہیں جن کو عبد لگائے بغیر استعمال کرنا جائز نہیں جیسے صمد یہ خدا کا نام ہے اگر آپ نے کسی کا نام رکھا تو عبد الصمد ہی کہنا پڑے گا اور کچھ نام اللہ تعالی کے ایسے ہیں جو بندوں کے بھی رکھے جا سکتے ہیں جیسے رؤوف اور رحیم یہ دونوں نام اللہ تعالی نے حضور ﷺ کو بھی دیئے ہیں اس لئے علماء نے لکھا ہے کہ کسی آدمی کا نام رؤوف ہو تو اس کو عبدالرؤوف پکارنا بہتر ہوگا ورنہ صرف رؤوف بھی پکار سکتے ہیں، کسی کا نام عبدالرحیم ہے آپ اس کو رحیم بھی کہیں تو جائز ہے۔

لیکن اگر وہ نام جو بندوں کا نہیں ہے صرف اللہ تعالی ہی کا ہے تو اس کو عبد کے بغیر نہیں پکارا جائے گا جیسے عبد الصمد ہے اس نام کو صمد پکارو گے تو ناجائز ہو جائیگا اس لئے کہ صمد اس کو کہتے ہیں کہ پوری دنیا کو اس کی ضرورت پڑے اور اس کو کسی کی ضرورت نہ پڑے، ایسا دنیا میں کوئی نہیں ہے صرف اللہ ہی ہے کہ اس کو کسی کی ضرورت نہیں پڑتی خلاصہ کلام یہ ہے کہ جن ناموں میں خدا تعالی کی شان خداوندی ٹپکتی ہو اس کا استعمال غیر اللہ کے لئے جائز نہیں ہے، میرے بھائیو! اپنے ایمان کو ٹٹولتے رہنا چاہئیے کہ ہماری کسی بات اور کسی کلمہ کی وجہ سے ایمان رخصت نہ ہو جائے اللہ تعالی ہم سب کو توحید کی حفاظت کی توفیق نصیب فرمائے۔

اعتکاف میں خوب عبادت کریں

ایک بات کہنا چاہوں گا کہ ابھی مجھے بتلایا گیا کہ الحمد للہ بائیس ساتھی اعتکاف میں بیٹھے ہیں میرے بھائیو! اعتکاف میں ہم زیادہ سے زیادہ عبادت کا اہتمام کریں، عبادت کرنے کا جی نہ ہوتو سوجائیں، اس لئے کہ عتکاف والے کا سونا بھی عبادت ہے باتیں نہ کریں اس سے نیکیاں ضائع ہوجاتی ہیں اورفون پر زیادہ دیر نہ رہیں، آپ اپنی حقیقت کو سمجھئے کہ اعتکاف کرنے والا اللہ تعالی کے دروازہ پر یہ کہہ کر بیٹھتا ہے کہ جب تک میری مغفرت نہ ہوگی میں ہٹنے والانہیں ہوں اور ایک بات کہنا چاہوں گا بری لگےتو معاف کرنا کہ اذان ہونے کے بعد جماعت کھڑی ہونے تک میں نے دیکھا ہے کہ بڑی عمر کے لوگ بھی باتیں کرتے ہیں اس سے بچنا چاہیئے یہ قیامت کی نشانی ہے قیامت کی نشانی ہم نہ بنیں۔ اللہ تعالی ہم سب کو قبول فرمائے عافیت کے ساتھ عمر کی درازگی دیکر ایمان پر خاتمہ نصیب فرمائے اپنے فضل وکرم سے اپنے اسماء حسنی کے صدقہ طفیل ہماری تمام دعاؤں کو قبول فرمائے آمین۔

وصلی اللہ وسلم علی سیدنا ومولانا محمد وبارک وسلم

وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اقتباس

آخرت انسان کا اصلی گھر ہے وہاں اس کو حساب کتاب دینا ہے قرآن کریم نے تین عقائد پر ہی زور ڈالا ہے ایک تو اللہ کے ایک ہونے پر دوسرے نبیوں کے برحق ہونے پر اور تیسرا آخرت کے عقیدہ پر، آخرت کے عقیدہ کا مشرکین مکہ انکار کرتے تھے، اللہ تعالی نے ان کو بڑا زبردست جواب دیا کہ قُلْ كُونُوا حِجَارَةً أَوْ حَدِيدًا أَوْ خَلْقًا مِّمَّا يَكْبُرُ فِي صُدُورِكُمْ کہ پتھر بن جاؤ یا لوہا بن جاؤ، یا ایسی مخلوق بن جاؤ کہ تمہاری نظر میں جس کو زندہ کیا جانا محال ہو، پھر بھی ہم تمہیں زندہ کریں گے تو کہیں گے کہ ہمیں دوبارہ کس نے پیدا کیا اور اللہ تعالی نے اس کو سمجھایا بھی ہے، هَلْ أَتَىٰ عَلَى الْإِنسَانِ حِينٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُن شَيْئًا مَّذْكُورًا انسان پر ایک زمانہ ایسا بھی آیا ہے کہ اس کا کوئی تصور بھی نہیں تھا قابلِ ذکر چیز بھی نہیں تھا لیکن إِنَّا خَلَقْنَا الْإِنسَانَ مِن نُّطْفَةٍ أَمْشَاجٍ ہم نے اس کو نطفہ سے پیدا کیا جب اتنا سب اللہ تعالی کر رہا ہے تو اس کو دوبارہ کیوں نہیں پیدا کر سکتا؟

بسم الله الرحمن الرحیم

قیامت کا وقوع اور اس کے دلائل

الحمد لله رب العالمین و الصلوة و السلام علی رسوله لكريم اما بعد فاعو ذ بالله من الشیطان الرجيم بسم الله الرحمن الرحیم عَمَّ یَتَسآءَ لُونَ عَنِ النَّبَاِ الْعَظِیم اَلَّذِی هُمْ فِیْهِ مُخْتَلِفُونَ.

محترم بھائیو بزرگو اور دوستو!

قیامت کا تذکرہ

اسلام عقائد کے بارے میں بڑا سخت مزاج رکھتا ہے ان عقائد میں سے ایک عقیدہ یہ ہے کہ انسان کو مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا ہے اور اپنے مالک کے سامنے کھڑے ہو کر حساب و کتاب دینا ہے اور اس کے بعد جنت اور جہنم کا فیصلہ ہوگا اسی کا نام قیامت ہے جتنے اہتمام سے تیسویں پارے میں قیامت کے تذکرہ کو بیان کیا گیا ہے اتنا کسی اور پارے میں ذکر نہیں کیا گیا قسمیں کھا کر اور قیامت کی نشانیوں کا تذکرہ فرما کر پوری تفصیل اور تفسیر تیسویں پارے میں ذکر کر دی گئی ہے، نَبَا، عربی زبان میں بڑی اور اہم خبر کو کہا جاتا ہے۔ نبی کو نبی اسی لئے کہتے ہیں کہ وہ بڑی چیزوں کی خبریں دیتا ہے، عَمَّ یَتَسَآءَ لُونَ عَنِ النَّبَاِ الْعَظِیم : وہ لوگ پوچھتے ہیں قیامت کے دن کے بارے میں کچھ لوگ ایسا سمجھتے تھے کہ انسان پیدا ہوتا ہے دنیا میں

کھاتا کماتا ہے اور پھر ایک وقت آتا ہے کہ دنیا سے چلا جاتا ہے بس اس کا کھیل ہوگیا اور آج بھی دنیا میں بہت سے لوگ اس حقیقت کو نہیں مانتے ہیں کہ آدمی دنیا سے مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کیا جائے گا ،مشرکین مکہ اور آج کے کافر زبان سے انکار کرتے ہیں کہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ نہیں ہونا ہے۔اور ہم لوگ زبان سے تو انکار نہیں کرتے ہیں لیکن ہمارا حال یہ ہے کہ ہمیں مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے کا کوئی تصور نہیں ہے دنیا کی لالچ بڑے بڑے عہدے حاصل کرنا اور لمبی لمبی امیدیں باندھنا یہ سب بتلا رہا ہے کہ ہمیں ہمیشہ یہیں رہنا ہے۔

مشرکین کا نظریہ

میرے بھائیو۔اس مضمون کو قرآن پاک نے بار بار بتلایا ہے مشرکین کہا کرتے تھے کہ وَقَالُو اِنْ هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوتُ وَنَحْيٰى وَمَا يُهْلِكُنَا اِلَّا الدَّهْرُ جس کا مفہوم یہ ہے کہ مشرکین کہا کرتے تھے کہ یہ دنیا کی زندگی ہی سب کچھ ہے اور مرنے کے بعد کچھ نہیں ہے (نعوذ باللہ) اور ابوجہل ایک مرتبہ بوسیدہ اور پرانی ہڈی لیکر جناب نبی کرم ﷺ کے پاس آیا اور کہا مَنْ يُحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ اس ہڈی کو کون زندہ کرے گا جب کہ وہ بوسیدہ ہوگئی ہے۔

جواب ۔قرآن پاک نے ابوجہل کی اس بات کا جواب دیا کہ،قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِىْ اَنْشَاَهَا اَوَّلَ مَرَّةٍ: کہ اے نبی آپ کہیئے جس ذات نے اس کو پہلی مرتبہ پیدا کیا وہی ذات اس کو دوبارہ زندہ کرے گی ،پہلی مرتبہ جب انسان کچھ نہیں تھا اس وقت اللہ نے اس کو پیدا کیا اب جب وہ کچھ بن گیا اور تھوڑا سا اس کے اندر خرابی آ گئی

وہ بند ہو گیا تو اس کو دوبارہ پیدا کرنا کونسا مشکل کام ہے؟ گھڑی کا دنیا میں وجود نہیں تھا اس کو کسی نے ایجاد کیا اب اگر وہ گھڑی بند ہو گئی تو اس کو سیدھا کرنا کونسا مشکل کام ہے، اس لئے للہ تعالی نے فرمایا کہ اس کو وہی ذات پیدا کرے گی جس نے اس کو پہلی مرتبہ پیدا کیا، پتہ چلا کہ آخرت کا ہونا یقینی ہے۔

عقلی دلائل

قیامت کے قائم ہونے پر بے شمار دلائل ہیں، ان میں سے ایک دلیل یہ ہے کہ شوہر اپنی بیوی کو خرچ کے لئے پیسے دیتا ہے، تو اس کو ڈر ہوتا ہے کہ مجھ سے حساب لینے والا میرا شوہر ہے، اور اس کو شوہر کا خوف ہوتا ہے، انسانی عقل خود کہتی ہے کہ حساب کتاب لینے والا کوئی ہوتا ہے اگر حساب لینے والا کوئی نہ ہو تو بیوی اس کے خرچ کا ستیاناس کر دیتی ہے، اور اگر نوکر کو اپنے سیٹ کے پاس حساب نہ دینا ہو تو اس دوکان کا بیڑہ غرق ہو جاتا ہے، اور اپنے ماتحتوں سے بھی حساب لینا پڑتا ہے کہ اتنی رقم کا تم نے کیا کیا؟ اس کے علاوہ اور بھی بہت سی باتیں ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ بندوں کے اعمال کا حساب و کتاب لینے کا ایک وقت طے ہے اور وہ قیامت ہے اسی طرح ظالموں کو ان کے ٹھکانے تک پہنچانے کے لئے ضروری ہے کہ قیامت قائم ہو، ورنہ ان دادا گری کرنے والوں کو سزا کب ہو گی، اسی طرح اور بھی عقلی دلائل ہیں کہ بال کاٹو تو دوبارہ نکل آتے ہیں، ناخن کاٹو تو دوبارہ نکل آتے ہیں، گھاس پھوس کاٹو تو دوباہ اُگتے ہیں، جب یہ چیزیں دوبارہ اُگ سکتی ہیں تو اللہ تعالی انسان کو دوبارہ کیوں نہیں پیدا کر سکتا۔

بیوی کو دو طرح کا خرچ دیں

یہاں لگے ہاتھ ایک بات سن لیجئے کہ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ نے فرمایا کہ بیوی کو دو طرح کا خرچ دینا چاہئیے ایک کا حساب کبھی مت لو، اور ایک خرچہ کا حساب ہمیشہ لیتے رہو، کبھی آپ سفر میں جاؤ یا مہینہ پورا ہو جائے تو تنخواہ پر بیوی کو کچھ رقم ہدیہ دیدو، اس لئے کہ جیسے آپ اپنے بھانجے بھتیجوں کو اپنے رشتہ داروں کو کچھ رقم دیتے ہو، ایسے ہی عورت کے بھی رشتہ دار ہیں وہ اپنے رشتہ داروں کو ہدیہ وغیرہ دے اس لئے کچھ رقم دیدو، اور اس کا حساب مت لو، اور دوسری رقم گھر خرچ کی ہے اس کا حساب لیتے رہو، پتہ چلا کہ عورت کو ہدیہ دینا چاہئیے اس لئے کہ اسلام کی نظر میں عورت بہت قیمتی ہے، قرآن پاک نے نعمت کے انداز میں انسان کے سسرالی خاندان کو یاد کیا ہے ارشاد ہے، وَهُوَ الَّذِى خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَـرًا فَجَعَلَهُ نَسَبًا وَّصِهْرًا: وہی وہ ذات ہے جس نے انسان کو پیدا کیا اور اس کو نسبی اور سسرالی خاندان والا بنایا، معاف کیجئے ذرا میں صاف کہنے کا عادی ہوں ہمارے معاشرہ میں اگر کوئی اپنے سسرال میں پانچ پچیس پاؤنڈ دیتا ہے اور اس کے گھر والوں کو خبر ہوگئی تو پھر اس کی قیامت آجاتی ہے۔

بیٹی سب سے بڑا تحفہ ہے

ہمارے استاذ حضرت مولانا سید ذوالفقار صاحبؒ نے ہمیں ایک مرتبہ سنایا تھا کہ ایک اللہ والے تھے تو ان کے خسر نے کہا کہ بیٹا تم میرے داماد ہو تمہاری پسند کیا

ہے بتلا دو، تا کہ میں تمہیں وہ لا کر دوں تو انہوں نے کہا کہ سب سے بڑا تحفہ جو اللہ نے آپ کو دیا تھا آپ نے اس بیٹی کی پرورش کی اس کو چھوٹے سے بڑا کیا اور اب میرے حوالہ کیا اس سے بڑھ کر اور کیا احسان ہو سکتا ہے؟ جو لوگ اس طرح کا مزاج رکھتے ہیں نہ تو ان کا بیوی کے ساتھ جھگڑا ہوتا ہے اور نہ سسرال والوں کے ساتھ، اور اگر کسی کو بد مزاج عورت ملتی ہے تو اس پر صبر کیا کرو ممکن ہے اسی عورت کی تکلیف کی بنا پر اللہ تمہارے گھر میں نیک صالح اولاد عطا فرمائے، عَسٰى اَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ (امید ہے کہ بہت سی وہ چیزیں جن کو تم ناگوار سمجھتے ہو وہ تمہارے لئے بہتر ہو) کا مطلب یہی ہے۔

خدا تعالیٰ کا دوسرا جواب

آخرت انسان کا اصلی گھر ہے وہاں اس کو حساب کتاب دینا ہے قرآن کریم نے تین عقائد پر ہی زور ڈالا ہے ایک تو اللہ کے ایک ہونے پر دوسرے نبیوں کے برحق ہونے پر اور تیسرا آخرت کے عقیدہ پر، آخرت کے عقیدہ پر مشرکین مکہ انکار کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے ان کو بڑا زبردست جواب دیا کہ قُلْ كُونُوا حِجَارَةً اَوْ حَدِيدًا اَوْ خَلْقًا مِّمَّا يَكْبُرُ فِي صُدُوْرِكُمْ کہ پتھر بن جاؤ یا لوہا بن جاؤ یا ایسی مخلوق بن جاؤ کہ تمہاری نظر میں جس کو زندہ کیا جانا محال ہو پھر بھی ہم تمہیں زندہ کریں گے تو کہیں گے کہ ہمیں دوبارہ کس نے پیدا کیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کو سمجھایا بھی ہے هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَّذْكُوْرًا انسان پر ایک زمانہ ایسا بھی آیا ہے کہ اس کا کوئی تصور بھی نہیں تھا قابلِ ذکر چیز بھی نہیں تھا لیکن

اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ ہم نے اس کو نطفہ سے پیدا کیا جب اتنا سب اللہ تعالی کر رہا ہے تو اس کو دوبارہ کیوں نہیں پیدا کر سکتا۔

عجب الذنب زندہ رہتا ہے

انسان کو چاہے جلا دیا جائے پانی میں بہا دیا جائے یا دفن کیا جائے قبر اس کو کھالے لیکن انسان میں ایک ہڈی ایسی ہے کہ نہ پانی اس کو ختم کر سکتا ہے نہ آگ اس کو ختم کر سکتی ہے، جو ریڑھ کی ہڈی کے بالکل اخیر میں ہے کمر سے پہلے اس کو عجب الذنب کہا جاتا ہے وہ نہ کبھی مڑ سکتی ہے، نہ کبھی ٹوٹ سکتی ہے، اس کو یوں سمجھو کہ ہوائی جہاز میں ایک بلائنڈ بوکس آتا ہے جب نعوذ باللہ کوئی جہاز کریش کر جاتا ہے گر جاتا ہے پورا جہاز ختم ہوتا ہے لیکن وہ بلائنڈ بوکس ختم نہیں ہوتا تو ریسرچ کرنے والے اس کو ڈھونڈھتے ہیں اور جب وہ بلائنڈ بوکس ملتا ہے تو اس میں آوازوں کو ڈھونڈھتے ہیں اور یہ تلاش کرتے ہیں کہ پائیلیٹ نے آخر میں کیا کہا تھا، جس سے وہ حادثہ کی تہہ تک پہونچنے کی کوشش کرتے ہیں، اللہ رب العزت نے میرے بھائیو ہمارا بلیڈ بوکس پیچھے رکھا ہے جو کبھی ختم نہیں ہوتا، اللہ تعالی اسی عجب الذنب والی ہڈی کو قیامت کے دن فرمائیں گے قُمْ بِاِذْنِ اللّٰہِ، اللہ کے حکم سے کھڑا ہو جا اور انسان پورا مکمل بن کر کھڑا ہو جائیگا بہر حال قیامت برحق ہے اس کا انکار کرنے والا کافر ہے اور اس کو ماننے والا مومن ہے۔ اللہ تعالی ہم سب کے ایمان کی اسلام کی حفاظت فرمائے ایمان پر خاتمہ نصیب فرمائے۔ آمین

وصلی اللہ علی النبی الکریم وعلی الہ واصحابہ اجمعین۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اقتباس

جو دوستی اور محبت اللہ تعالی کی نسبت پر کی جائے وہ کبھی ختم نہیں ہو گی اس لئے کہ اللہ ختم ہونے والے نہیں ہے تو اللہ کی نسبت پر ہونے والی محبت بھی ختم نہ ہو گی ، اس کو ایک اور مثال سے یوں سمجھو کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ عورت سے نکاح چار چیزوں کی بنیاد پر کیا جاتا ہے اس کے مال کی بنا پر، اس کے حسب نسب کی بنا پر، اس کی خوبصورتی کی بنا پر، اور دین داری کی بنا پر، پہلی تین چیزوں کو بنیاد بنا کر شادی کرنے والوں کے درمیان کبھی محبت نہیں رہتی ہے، اس لئے کہ وہ ختم ہو جاتی ہیں، بنیاد بنایا تھا مالداری کو مال ختم ہو گیا تو جھگڑے شروع ہو جائیں گے، یہ تینوں چیزیں ملنے والی ہے، اور ملنے والی چیز پر کھڑا ہونے والا بھی ہل جائے گا ، لیکن دین کبھی ختم نہیں ہوتا بلکہ بڑھتا ہی رہتا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تہذیب اسلامی خوبصورت تہذیب ہے

الحمد للہ وحدہ والصلوۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ امابعد فاعوذ با للہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم مَاآتَا کُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَانَهَاکُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا .صدق اللہ العظیم وصدق رسولہ النبی الکریم،

سنتوں کے فوائد

اللہ تعالی نے انسانیت کی ہدایت کے لئے انبیاء کا سلسلہ شروع فرمایا جن لوگوں نے ان کی بات کو مانا وہ کامیاب ہوئے اور جن لوگوں نے ان کی بات کا انکار کیا وہ ناکام ہوئے، نبی اکرم ﷺ کی وہ عادات اور وہ طریقے جن کو آپ ﷺ نے عبادت کے طور پر کیا ہو، اس کو اسلام میں سنت کہا جاتا ہے، سنتیں ہماری زندگیوں میں ہونا بہت ضروری ہے، سنتوں کے اپنانے سے زندگی میں سکون آتا ہے، چہرہ پر روحانی انوارات نظر آتے ہیں۔ اور آج کا میڈیکل اس نتیجہ پر پہنچا ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ کی سنتوں کے اپنانے میں جسمانی فائدہ بھی بہت زیادہ ہے، اللہ تعالی

کے یہاں ثواب تو ملے گا ہی، لیکن اس کی صحت بھی اچھی رہے گی، مثلاً دائیں کروٹ لیٹ کرسونا آپ ﷺ کی سنت ہے، اس کو جس نے کیا اس کوثواب تو ملے گا ہی، لیکن دنیا میں بھی اس کو یہ فائدہ حاصل ہوگا کہ وہ کبھی غفلت کی نیند نہیں سوئے گا، صبح میں جلد بیدار ہوجائے گا اس لئے کہ دل غفلت میں نہیں ہے، اور ایک فائدہ یہ ہے کہ اس کو رات میں قلبی حملہ نہیں ہوگا انشاء اللہ اس لئے کہ سیدھی کروٹ کے سونے میں دل اوپر لٹکا ہوا ہوتا ہے جس میں خون نہیں جمتا ہے، فوراً گشت کر کے نکل جاتا ہے، اسی طرح بہت سے فائدے ہیں سب کے بتلانے کا وقت تو نہیں ہے لیکن بڑی زبردست بات یاد آرہی ہے وہ بتلا دیتا ہوں۔

ایام بیض کے روزوں کی حکمت

ہمارے بہت سے بھائی ہیں جو الحمد للہ ایام بیض کے روزے رکھتے ہیں ایام بیض یعنی ہر مہینہ کی تیرہ، چودہ، پندرہ، اردو تاریخ کو کہتے ہیں ان ایام میں روزے رکھنا سنت ہے، اور اس کی وجہ بھی بڑی اچھی ہے آپ ﷺ کو سیٹلائٹ کا بہت قوی علم تھا کہ ان دنوں میں آں حضرت ﷺ روزے رکھا کرتے تھے، اس کی وجہ یہ ہے کہ سورج اور چاند گردش کرتے ہیں تو گردش کرتے کرتے جب وہ ان ایام کی تاریخ میں آتے ہیں تو اس وقت ان کی گردش کا اثر انسانی بدن پر ہوتا ہے جس کی وجہ سے انسانی بدن میں خون کی رفتار تیز ہوجاتی ہے جس کی وجہ سے شیطانیت شہوت اور بہیمیت زیادہ ہوجاتی ہے اس لئے آنحضرت ﷺ نے ان دنوں میں روزہ رکھنے کا معمول بنایا تھا تاکہ خون میں جو شہوت آئی ہے وہ بھوکا پیاسا رہ کر برابر ہوجائے۔

دیکھو ہمارے سرکار کسی یونیورسیٹی میں نہیں گئے تھے ان کو تو آسمان والا سکھا رہا تھا، دنیا میں جتنے بھی علوم ہیں سائنس، معدنیات، نباتات، جمادات سب اسلام نے ہی جنم دیئے ہیں آج بھی عمر بن خطاب کی زندگی کا دور کالجوں اور یونیورسیٹیوں میں پڑھایا جاتا ہے۔

ایام بیض کے روزوں کا ثواب

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایے کہ جو شخص مہینہ کے ان تین دنوں میں روزہ رکھے گا اس کو زندگی بھر روزہ رکھنے کا ثواب ملے گا اور وہ اس لئے کہ ایک نیکی کا ثواب دس نیکیوں کے برابر ہے اور ایک روزہ رکھے گا تو دس روزوں کا ثواب پائے گا دو روزے رکھے گا تو بیس کا ثواب، اور تین روزے رکھے گا تو تیس روزوں کا ثواب ملے گا، اور میں نے مدینہ منورہ میں پابندی سے دیکھا ہے کہ اہل عرب اس پر عمل کرتے ہیں اور آج کل تو اس حدیث پر عمل کرنا ہمارے لئے بہت ضروری ہو گیا ہے اس لئے کہ ہماری طبیعتوں پر شہوت کا غلبہ ہو گیا ہے، اور شیطان انسان کے بدن میں ایسا دوڑتا ہے جیسے خون انسان کے بدن میں دوڑتا ہے۔

روزہ دافع شہوت ہے

روزہ شہوت کو دبانے کا علاج ہے چنانچہ ایک مرتبہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے نو جوانوں کی جماعت! تم میں سے جو بیوی کا نان نفقہ برداشت کر سکتا ہو وہ فوراً شادی کرے، اس لئے کہ نکاح کرنا نگاہوں کو نیچی رکھنے

اور شرمگاہ کی حفاظت کے لئے مددگار ہے، روزہ میرے بھائیو ڈھال ہے، نفلی روزوں کا ہمیں خوب اہتمام کرنا چاہئیے، اس لئے کہ اس میں آدمی اللہ تعالی سے جڑا ہوا رہتا ہے اس میں تلاوت کرتا ہے اس میں جھوٹ نہیں بکتا ہے۔ اس میں کسی کا حق نہیں مارتا ہے اس میں اللہ کا ذکر کرتا ہے۔

تین چیزوں میں تاخیر نہ کریں

تین چیزوں میں دیر نہ کرنے کا اسلام میں حکم ہے نمبر ایک نماز کا وقت ہو جائے تو نماز پڑھ کر فارغ ہو جاؤ، ابھی پڑھتا ہوں جب پڑھتا ہوں نہ کرے اس میں ٹائم بہت خراب ہو جاتا ہے اور پھر جب نماز کا ٹائم نکلتا ہے تب وہ جلدی جلدی نماز پڑھتا ہے جس کو حدیث پاک میں منافق کی نماز کہا گیا ہے جبکہ ایک حدیث پاک میں اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ **لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِحُضُوْرِ الْقَلْبِ** کہ وہ نماز قبول ہی نہیں ہوتی جس میں آدمی کا دل بھٹکتا رہتا ہو۔

نمبر دو۔ لڑکی جب بالغہ ہو جائے تو فوراً اس کا نکاح کرا دو، چاہے غریب کا ہی رشتہ کیوں نہ آئے، اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تمہارے پاس ایسا رشتہ آئے جس کے دین پر اور جس کے اخلاق پر تمہیں اعتماد ہے، تو جلدی شادی کروا دو اگر تم نے دنیا داری کا انتظار کرتے ہوئے دیر لگائی اور اتنے وقت میں زمین میں بگاڑ عام ہو گیا تو گنہگار آپ بھی ہونگے۔

اور تیسرے نمبر پر فرمایا کہ گر جنازہ تیار ہے تو فوراً اس کی نماز جنازہ پڑھ لو اس کا انتظار ہو رہا ہے اُس کا انتظار ہو رہا ہے، یہ غلط ہے، صرف ذمہ دار کے نتظار کی گنجائش

ہے، مثلاً اگر باپ کا جنازہ ہے تو بیٹے کا انتظار کیا جا سکتا ہے، اس لئے کہ مسلمان کا جنازہ قبر میں جانے کے لئے تڑپتا ہے، قبر اس کی ماں ہے، اور ماں کے پاس جانے کے لئے کون نہیں تڑپتا ہے۔

خلق خدا کی فکر سعادت ہے

ایک اور آیت کریمہ آج کی مجلس کی مناسبت سے یاد آرہی ہے کہ مَنْ ذَالَّذِی یُقْرِضُ اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا فَیُضٰعِفَہٗ لَہٗ اَضْعَافًا کَثِیْرَۃً ،ترجمہ یہ ہے کہ کون ہے جو اللہ تعالی کو قرض حسنہ دے پھر اللہ تعالی اس کو چار پانچ گنا زیادہ کر کے دیگا، دنیا میں کسی کا گھر بنا دینا کسی کی مدد کرنا کسی کے قرض کی ادائیگی کی فکر کرنا کسی کے بقاء کے لئے انتظام کرنا بہت بڑا ثواب ہے ،حدیث قدسی میں آتا ہے کہ اللہ تعالی قیامت کے دن فرمائیں گے بندے میں بیمار ہوا تھا تو میری عیادت کے لئے نہیں آیا میں برہنہ تھا میرے پاس کپڑوں کا انتظام نہیں تھا تو نے مجھے کپڑے کیوں نہیں پہنائے ، میں بھوکا اور پیاسا تھا تو نے مجھے کھانا پانی نہیں دیا تو بندہ کہے گا۔ الہ العالمین تمام انتظامات کرنے والے تو آپ ہی ہیں ہم آپ کو کہاں کپڑے پہنا سکتے ہیں تو اللہ تعالی فرمائیں گے میرے بندوں کے لئے تم نے یہ انتظام کیا ہوتا تو مجھے وہاں پاتے بیمار کی عیادت کرتے تو اس کے پاس مجھے پاتے کسی بھوکے کو کھانا کھلاتے تو مجھے وہاں پاتے میں دیکھتا ہوں کہ الحمد للہ ہم حسب توفیق خداوندی اس پر عمل کرتے ہیں، مجھے بتلانا یہ ہے کہ اللہ کے بندوں کی نصرت واعانت کرنے پر خدا مل جاتا ہے تو خدا کے گھر کی نصرت ومدد کرنے پر اللہ کیوں نہیں ملے گا۔

موت کی نفرت دور کرنے کا نسخہ

سورہ بقرہ میں مذکور ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ انسان کے دو رکاوٹیں ہیں ایک تو یہ کہ وہ موت کو ناپسند کرتا ہے، اور دوسرا مال کے ختم ہونے کو ناپسند کرتا ہے چنانچہ موت کی نفرت کو دور کرنے کے لئے اللہ کے راستہ میں اپنی جان کی بازی لگانے کا حکم دیا اور مال کی محبت ختم کرنے کے لئے اللہ تعالی نے اپنے راستہ میں مال لگانے کا حکم فرمایا مال کی تشکیل فرمائی، مَنْ ذَالَّذِي يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗ اَضْعَافًا كَثِيْرَةً کون ہے جو اللہ تعالی کو قرضہ حسنہ دے گا۔

اللہ تعالی کو قرض حسنہ دینے کا ثواب

اور قرض حسنہ کا مطلب ہوتا ہے، دل کی خوشی سے کسی کو قرض دینا اور اس کی طرف سے بدلہ کی نیت نہ کرنا اللہ تعالی نے فرمایا کہ کون ہے جو اللہ کو قرضہ حسنہ دے لیکن یہ نہیں فرمایا کہ بدلہ نہیں ملے گا بلکہ فرمایا کہ بدلہ میں وہ مال بہت زیادہ ہو کر ملے گا ہمارے علماء نے بہت پتہ کی بات لکھی ہے کہ ایک طرف اللہ کے راستہ میں خرچ کرنے کا ثواب سات سو گنا زیادہ بتایا گیا ہے لیکن اللہ تعالی کو قرض دینے کے بارے میں قرآن نے فرمایا کہ اس کو لامحدود ثواب ملے گا اللہ کے راستہ کا ثواب سات سو گنا ہے تو اللہ کے قرض دینے کا ثواب تو شمار ہی نہیں کیا جا سکتا میں آپ سے کہتا ہوں کہ آج بھی اللہ ہی کی پکار ہے کہ کون ہے جو اس مسجد کا تعاون کرے، یہ مدینہ مسجد کی پکار نہیں ہے بلکہ اللہ تعالی کی پکار ہے، اور آج شب قدر بھی ہے اور شب قدر میں اللہ تعالی کی پکار پر لبیک کہنے سے بڑھ کر کیا سعادت ہو سکتی ہے۔

مسجد سے دو نعمتیں پھوٹتی ہیں

اور ایک بات یاد رکھیں کہ یہ آپ کے لئے سعادت اور خوش نصیبی کی بات ہے کہ اللہ تعالی نے آپ کو دور دراز کے مما لک میں بھیج کر مسجد مدرسوں کی خدمت کے لئے قبول فرمایا حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ فرمایا کرتے تھے کہ دنیا میں گجراتی قوم جہاں جاتی ہے چار چیزیں اپنے ساتھ لیکر جاتی ہے پاپڑ سموسہ اور مسجد مدرسہ، مسجد جتنی پختہ ہوگی مسجد جتنی بلند ہوگی اتنی ہی اللہ تعالی کی طرف سے ہدایت اور برکت ہوگی مسجد سے یہ دو نعمتیں پھوٹتی ہیں قرآن سے دلیل لے لو قرآن پاک نے فرمایا کہ اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِی بِبَکَّۃَ مُبَارَکًا وَھُدًی لِّلْعَالَمِین : ترجمہ: بے شک خدا تعالی کا پہلا گھر جو لوگوں کے لئے مکہ مکرمہ میں تعمیر کیا گیا با برکت ہے اور ہدایت کا ذریعہ ہے دنیا جہاں والوں کے لئے، دو صفتیں اللہ تعالی کے گھر کی یہاں بیان ہوئی ہے برکت اور ہدایت، پتہ چلا کہ مسجد کی خدمت کرنے والوں کو یہ دونوں نعمتیں ملتی ہیں آج کل ہماری روزی میں برکت نہیں ہے، اور زندگی میں ہدایت نہیں ہے، مسجد کی خدمت کرو، روزی میں برکت ہوگی اور روزی میں برکت ہوگئی تو دنیا بن جائیگی اور اور زندگی میں ہدایت آگئی تو آخرت بن جائیگی۔

مسجد خوبصورت ہونی چاہئے

آپ کہو گے مسجد اچھی اور بلند کیسے ہونی چاہئے اس کا جواب بھی قرآن پاک سے لے لو، کعبۃ اللہ کی تعمیر کے لئے قرآن پاک نے بلندی کا لفظ استعمال فرمایا

ہے،وَاِذْ یَرْفَعُ اِبْرَاهِیْمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ وَاِسْمَاعِیل. ترجمہ یہ ہے کہ وہ وقت یاد کرو جب ابراہیم اور اسماعیل علیہما الصلوٰۃ والسلام دیواروں کو بلند کر رہے تھے اور حضور ﷺ میناروں اور گنبد کی بلندی کو دیکھ کر ہی یہ فیصلہ فرماتے تھے کہ یہاں کوئی مسلم بستی آباد ہے۔

غصہ سے متعلق ایک اور حدیث پاک سن لیجئے۔

غصہ سے پرہیز کیجئے

عَنْ بَهْزِبْنِ حَكِيْمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جده رضی اللہ عنہ قال قال رسول الله ﷺ اِنَّ الْغَضَبَ لَيُفْسِدُ الْاِيْمَانَ كَمَا يُفْسِدُ السَّبِعُ الْعَسَلَ او كما قال رسول الله ﷺ.

جناب رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ غصہ ایمان کے مزے کو اس طرح بگاڑ دیتا ہے جیسے کڑوی دوا شہد کے مزے اور اس کی مٹھاس کو ختم کر دیتی ہے اس لئے غصہ سے پرہیز کرنا چاہیئے اس لئے کہ غصہ ایمان کے مزے کو خراب کر دیتا ہے، اور جب ایمان کا مزا خراب ہوتا ہے تو اس کو صحیح راستہ نہیں دکھاتا ہے۔

ایمان کی مٹھاس تین چیزوں میں ہے

دیکھو میرے بھائیو! ایمان میں بھی ایک مٹھاس ہوتی ہے ایمان میں بھی ایک لذت ہوتی ہے حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيْهِ وَجَدَ بِهِنَّ حَلَاوَةَ الْاِيْمَانِ اَنْ يَّكُوْنَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِمَّا

سِوَاهُمَا وَاَنْ یُّحِبَّ الْمَرْاَ لَا یُحِبُّہُ اِلَّا لِلّٰہِ وَاَنْ یَّکْرَہَ اَنْ یَّعُوْدَ فِی الْکُفْرِ کَمَا یَکْرَہُ اَنْ یُّقْذَفَ فِی النَّارِ ،جن لوگوں میں تین چیزیں ہوتی ہیں وہ ایمان کی لذت اور مٹھاس کو محسوس کرتے ہیں نمبر ایک ۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت انسان کے دل میں تمام چیزوں سے زیادہ رچ بس جائے ،اور تمام چیزوں سے زیادہ اس کے دل میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت آجائے دوسری چیز کسی آدمی سے محبت صرف اور صرف اللہ کے لئے ہی کرے ،اور تیسری چیز یہ کہ کفر اور نافرمانی کی طرف لوٹنا اس کو اتنا ہی ناگوار گزرے جتنا اس کو آگ میں ڈالا جانا ناگوار گزرتا ہے

واقعہ

ایک صحابیہ کے بارے میں آتا ہے کہ ان کے دس بیٹے اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ کسی غزوہ میں تشریف لے گئے تھے ،اور اللہ کا کرنا کہ دس بیٹے اللہ کے راستے میں شہید ہو گئے وہ عورت اپنی سہیلیوں کے ساتھ مدینہ سے باہر آئی آنے والے لشکر نے یہ سمجھا کہ اپنے بچوں کی شہادت کس طرح ہوئی اس کی حقیقت پوچھنے کے لئے آرہی ہو گی ، جیسے ہی اسلامی لشکر آیا اس صحابیہ نے سب سے پہلا سوال یہ کیا کہ اللہ کے رسول ﷺ سلامت ہے یا نہیں ، پہلے مجھے یہ بتاؤ ،لوگوں نے کہا کہ الحمد للہ وہ سلامت ہے بس اس نے مدینہ منورہ کی طرف واپس قدم ڈال دیئے ،تو لشکر میں سے کسی نے کہا کہ آپ کے دس بیٹوں کی شہادت کا آپ کو علم ہو گیا ؟ کہا کہ ہاں علم ہو گیا تھا ،اور اللہ تعالی نے یہ دس بیٹے مجھے اسی لئے تو دیئے تھے ، اللہ اکبر ، اور کہا کہ اللہ

اگر مجھے آئندہ سو بیٹے دے تو میں ان کو بھی اللہ کے راستہ میں شہید کر دوں گی۔

حدیث پاک کا مطلب یہ ہے کہ اللہ اور اس کا رسول دنیا کی تمام چیزوں سے زیادہ محبوب ہو جائے، یہ محبت ہم میں کم ہے معاف کرنا ہم مصلحت کی طرف چلے گئے دنیا کے کچھ لوگ بظاہر گنہگار معلوم ہوتے ہیں لیکن جب سلمان رشدی کا معاملہ آیا تھا جس نے آپ ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کی تھی اسی طرح ڈینمارک کا مسئلہ آیا تھا تو ان لوگوں نے اپنی جان کی بازی لگانے کا اعلان کیا تھا اور ڈینمارک کے لئے سزاؤں کا اعلان بھی کیا تھا یہ محبت انسان کو بہت آگے بڑھا کر لے جاتی ہے۔

عرش کے سائے میں ہونگے

وَاَنْ یُّحِبَّ الْمَرْاَ لا یُحِبُّہٗ اِلَّا لِلّٰہِ ، کہ انسان دوسرے انسان سے محبت صرف اور صرف اللہ کی نسبت پر کرنے لگے کسی کے مال وجائداد کو دیکھ کر نہیں، اللہ کے رسول ﷺ کی مجلس لگی ہوئی تھی تو ایک صاحب وہاں سے گزرے تو حضور ﷺ کی مجلس میں موجود ایک شخص نے کہا کہ یارسول اللہ میں ان جانے والے صاحب سے بے حد محبت کرتا ہوں حضورﷺ نے فرمایا تم نے ان کو بتلایا انہوں نے کہا نہیں، حضور ﷺ نے فرمایا کھڑے ہو کر ابھی بتلا دو، اور جواب بھی سکھایا کہ جب کوئی کہے کہ میں آپ سے اللہ کی نسبت پر محبت کرتا ہوں تو وہ کہے کہ وہ ذات بھی آپ سے محبت کرے جس کی نسبت پر آپ مجھ سے محبت کرتے ہیں، اور پھر جب انہوں نے کھڑے ہو کر بتلایا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے مجھے کہا کہ میں تمہیں بتلا دوں کہ میں سے اللہ کی خاطر محبت کرتا ہوں تو اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ تم دونوں اللہ کے عرش کے سائے کے نیچے اللہ کے پڑوس میں جنت میں رہو گے۔

اللہ کی نسبت کبھی ختم نہ ہوگی

اور جو دوستی اور محبت اللہ تعالی کی نسبت پر کی جائے وہ کبھی ختم نہیں ہوگی اس لئے کہ اللہ ختم ہونے والے نہیں ہے تو اللہ کی نسبت پر ہونے والی محبت بھی ختم نہ ہوگی ،اس کو ایک اور مثال سے یوں سمجھو حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ عورت سے نکاح چار چیزوں کی بنیاد پر کیا جاتا ہے اس کے مال کی بنا پر، اس کے حسب نسب کی بنا پر، اس کی خوبصورتی کی بنا پر، اور دین داری کی بنا پر، پہلی تین چیزوں کو بنیاد بنا کر شادی کرنے والوں کے درمیان کبھی محبت نہیں رہتی ہے، اس لئے کہ وہ ختم ہو جاتی ہیں، بنیاد بنایا تھا مالداری کو، مال ختم ہو گیا تو جھگڑے شروع ہو جائیں گے، یہ تینوں چیزیں ہلنے والی ہے، ور ہلنے والی چیز پر کھڑا ہونے والا بھی ہل جائے گا،لیکن دین کبھی ختم نہیں ہوتا بلکہ بڑھتا ہی رہتا ہے۔

اس لئے دین داری کی نسبت پر جو محبت ہوتی ہے وہ کبھی ختم نہیں ہوگی ،اور جو چیز مضبوط ہو اس پر آپ کتنا بھی وزن رکھدیں وہ گرتی نہیں ہے،اور یہ فرما کر حضور اکرم ﷺ نے دعا بھی دیدی ہم دعا کے لئے ترستے ہیں حضور ﷺ نے خود دعا دیدی فرمایا کہ، فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّین کہ دین داری کو اختیار کر تو کامیاب ہو جائے گا،اسی لئے قرآن پاک میں اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا کہ اَلْاَخِلَّاءُ یَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِیْنَ کہ دنیا کے جتنے دوست ہیں سب میں قیامت کے دن دشمنی ہو جائیگی سوائے ایسے دو دوست کے جن کی دوستی اللہ تعالی کی نسبت پر قائم ہوئی ہو

کفر کی نفرت دل میں رہے

ایمان کی مٹھاس کی یہ دو چیزیں ہوئی اور تیسری چیز حضور اکرم ﷺ نے یہ ارشاد فرمائی کہ اَنْ یَّکْرَہَ اَنْ یَّعُودَ فِی الْکُفْرِ کَمَایَکْرَہُ اَنْ یُّقْذَفَ فِی النَّارِ آدمی ایمان کی دولت مل جانے کے بعد کفر کی طرف واپس چلے جانے کو اور کافرانہ اعمال کرنے کو ایسا ناپسند سمجھے جیسے آگ میں ڈالے جانے کو ناپسند کرتا ہے۔ تو یہ شخص ایمان کی حلاوت کو محسوس کرتا ہے۔

ایمان کی مٹھاس کا کیا مطلب

سوال یہ ہے کہ ایمان کی مٹھاس کا کیا مطلب ہے؟ حدیث پاک میں تو اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ تین چیزیں جس میں ہونگی وہ ایمان کی لذت پائے گا لیکن مٹھاس کا کیا مطلب؟ تو علماء محدثین نے اس کے الگ الگ مطالب بیان کئے ہیں، بعض لوگ یہ فرماتے ہیں کہ جیسے میٹھی چیز آدمی کو پسند ہے ویسے ہی ایمان پر جمے رہنا اس کو پسند ہے، وہ میٹھی چیز کھاتا رہتا ہے، ایسے ہی یہ ایمان کے اوپر جمارہتا ہے حضرت شیخ الہندؒ نے دوسرا ایک مطلب بیان فرمایا کہ ایمان باقاعدہ اپنے اندر ایک مٹھاس رکھتا ہے، اور اسی مٹھاس کا نتیجہ ہے کہ کچھ لوگوں کو دیر دیر تک نمازوں میں کھڑے ہونے کو اچھا لگتا ہے ایمانی اعمال میں ان کو مزا آتا ہے میرے بھائیو، اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایمان دیا صراط مستقیم کی دولت عطا فرمائی اپنا مہمان بنا کر اپنے گھر میں بلایا۔ ہمارا بھی یہ فرض ہے کہ ہم اپنے ایمان پر محنت کی فکر کریں۔

غلط فہمی کا ازالہ

بعض لوگ تو کہتے ہی ہیں کہ کھانا کھانے سے پہلے میٹھا کھانا سنت ہے، میرے بھائیو! سنت مت بولو سنت کہنے سے بات خراب ہو جائے گی اس لئے کہ یہ سنت نہیں ہے یہ کہہ سکتے ہو کہ حضور ﷺ کو میٹھا کھانا پسند تھا صرف ایک موقعہ ایسا ہے جہاں رسول اللہ ﷺ میٹھی چیز پسند فرماتے تھے اور وہ ہے عید الفطر کا دن کہ اس دن عید گاہ جانے سے پہلے میٹھی چیز کھانا سنت ہے باقی جگھوں پر پسند ہے تو کھالو، ورنہ سنت کا نام مت دو۔

ہم مسجد والے اعمال کریں

میرے بھائیو۔ مسجد والے اعمال کریں، ایمان کی دولت سنبھال کر رکھیں ایمان بنانا تو یورپین کے لئے بھی آسان ہے یہ لوگ بھی جب مسجد میں آتے ہیں تو ٹوپی پہن کر آتے ہیں مسجد والا مسلمان بننا سب کے لئے آسان ہے جماعت والا مسلمان بننا سب کے لئے آسان ہے اپنی خصوصی زندگی میں آدمی مسلمان ہے یا نہیں اس کو دیکھا جائے گا اسی لئے علماء نے فرمایا کہ نیک آدمی وہ نہیں جو جلوتوں میں نیک ہو، نیک آدمی وہ ہے جو خلوتوں میں بھی نیک ہو، ہماری حالت یہ ہے کہ ہم جلوت میں بھی نیک نہیں ہے، بڑے سے بڑا دیندار بھی شادی بیاہ کے موقعہ پر خرافات میں مبتلا ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو بھیج کر اپنی امت کو یہودیت اور نصرنیت سے نکالا ہے ہمیں جہنم کے کنارہ سے ہٹایا اور ہم پھر اسی میں جا رہے ہیں۔

ایک نکاح کی تقریب

میں پرسوں سال نکاح پڑھانے کے لئے ساؤتھ افریقہ گیا تھا دونوں پارٹیاں اپنے گجرات کی ہی تھیں نکاح عصر بعد ہو گیا کھانا ہال میں تھا میں آپ کو کیا بتلاؤں شاید یہود اور نصرانی کم گناہ کرتے ہونگے اس مجلس میں میں نے اتنے گناہ دیکھے اس وقت مجھے شرم آرہی ہے، اور پھر تعجب کی بات یہ ہے کہ اس میں قرآن پاک کی تلاوت بھی کروائی جارہی تھی، اور اس خاندان کے جتنے لوگوں کی منگنی ہوئی تھی میں نے ان سب کو دیکھا کہ وہ اپنی منگیتر کے ساتھ گلے میں ہاتھ ڈال کر چلتے ہوئے نظر آئے، کیا اللہ رب العزت کی غیرت جوش میں نہیں آئے گی، یہ دیندار گھرانوں کا حال ہے، ہم لوگ سب کرتے ہیں مسجد مدرسہ کی خدمت بھی کرتے ہیں لیکن شادی بیاہ کے موقعہ پر اس کو ستیاناس کر دیتے ہیں۔

میں بہت زیادہ ناامید ہو گیا تھا اللہ کا کرم ہوا کہ میری دل کی ڈوبتی رگ کو سہارا ملا، اور دوسرے دن میں ولیمہ میں گیا تو میں نے بالکل الٹا منظر دیکھا، وہاں ماشاء اللہ مجھ کو پورا اسلام نظر آیا، میں نے سوچا کہ ان دونوں کا جوڑ کیسے ہوگا میں نے وہاں دعا کی کہ اے اللہ اس لڑکی والوں کے خاندان کو اس لڑکے کے ذریعہ سدھار دے آمین، قبولیت کی گھڑی ہوگی یا کسی بندہ خدا جو شادی میں آیا ہو اس کی آہ رنگ لائی ہوگی، الحمدللہ کچھ ہی دنوں بعد فون آیا کہ لڑکی نے سچی پکی توبہ کر لی اب وہ جماعت میں بھی جاتی ہے اللہ والوں سے اس گھر کا رابطہ بھی ہو گیا۔ مجھے بہت خوشی ہوئی یہ سن کر کہ اب وہ ماشاء اللہ قرآن پاک کی تلاوت بھی کرتی ہے۔

مال کا استعمال صحیح کریں

میرے بھائیو! مال مل گیا اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہم اس کو جیسے چاہیں اڑائیں شیطانوں نے ہمارے پیسوں کو اسی طرح ختم کروادیا کہ پٹاخے پھوڑو گھوڑے پر بیٹھو، ناچ گانا کرو، سورت کے ایک دوست کی شادی تھی اس نے صرف منڈپ تیس لاکھ روپئے کا لگایا تھا کتنی بیٹیاں ہندوستان پاکستان میں بیٹھی ہیں کہ کوئی ہے جو ہمارے نکاح کا خرچ برداشت کر کے ہمیں دلہن بنا کر روانہ کرے، میرے بھائیو۔ تیس لاکھ روپئے میں ساٹھ لڑکیوں کی شادیاں ہوسکتی ہیں جو اللہ ٹھنڈے پانی کا حساب لینا جانتا ہے وہ اللہ پیسوں کا حساب تو بہت پہلے لے گا۔

اور اللہ کے کچھ بندے بہت اچھے ہیں ہمارے ایک دوست ہے اس کا پورا خاندان پائیلیٹ ہے اس کے یہاں شادی تھی اس نے فون کر کے کہا کہ مولانا میری تمنا ہے کہ میں اپنے بیٹے کا ولیمہ آپ کے اکل کوا کے مدرسہ کے بچوں میں کروادوں میں نے کہا بہت اچھی بات ہے، مدرسہ کے بچوں نے اس کا ولیمہ کھایا دعائیں کیں اور الحمد للہ وہ قطر کی کمپنی کا کامیاب پائیلیٹ ہے۔

کچھ مسائل

اور میرے بھائیو ہمارے نبی ﷺ نے جو تہذیب ہمیں سکھلائی ہے وہ بہت خوبصورت تہذیب ہے۔

ایک اور کام کی بات بتادوں کہ جنازہ ہو جائے تو اس میں ناجائز کاموں سے پرہیز

کرنا چاہئیے جنازہ رکھا ہوا ہوتا ہے اور اجنبی عورتیں آکر اس کو دیکھتی ہیں یہ جائز نہیں ہے، جنازہ رکھا ہوا ہے تو اس کو گھر کی صرف محرم عورتیں ہی دیکھ سکتی ہیں بلکہ اگر کسی کی بیوی کا انتقال ہوا تو آنکھ لگتے ہی شوہر بھی نہیں دیکھ سکتا اور نہ ہی اس کو قبر میں اتار سکتا ہے اس لئے کہ موت سے نکاح ختم ہو جاتا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ جس وقت بیوی کی آنکھ بند ہوئی فوراً سالی سے نکاح کرنا جائز ہو جاتا ہے اور دیکھو ابھی میں نے مفتی صاحب سے کہا کہ کم از کم رمضان شریف میں کسی ایک نماز کے بعد کوئی ایک مسئلہ بتانے کا اہتمام کریں مسائل کا جاننا بہت ضروری ہے یہ کام صرف علماء کا نہیں ہے بلکہ آپ کا بھی ہے اللہ تعالی ہم سب لوگوں کی محنتوں قبول فرما کر دارین میں اجر عظیم عطا فرمائے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔آمین

وصلی اللہ علی النبی الکریم وعلی الہ واصحابہ اجمعین۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ظاہر کو دیکھ کر فیصلہ مت کیجئے

الحمد للہ رب العالمین ولصلوۃ والسلام علی رسولہ الکریم نبینا ومولانا محمد وعلی الہ واصحابہ اجمعین ،اما بعد فاعوذ با للہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ لرحمن الرحیم وَلَقَدْ ذَرَانَا لِجَهَنَّمَ كَثِيْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ لَهُمْ قُلُوبٌ لَّا يَفقَهُونَ بِهَا وَلَهُمْ اَعْيُنٌ لَّايُبْصِرُونَ بِهَا وَلَهُم اٰذَانٌ لَّا يَسْمَعُونَ بِهَا اُوْلَئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ اُوْلَئِكَ هُمُ الْغَافِلُونَ صدق اللہ لعظیم .وصدق رسولہ النبی الکریم ونحن علی ذالک لمن الشاھدین والشاکرین والحمد للہ رب العالمین

حضرت خضرؑ کا بچہ کو قتل کرنا

میرے بھائیو اللہ تعالی نے جتنی چیزیں پیدفرمائی ہیں ہر چیز میں ہمارے لئے فائدہ ہی فائدہ ہے بظاہر انسانی نظر میں کوئی چیز خراب نظر آتی ہے لیکن اس خرابی کے پیچھے بے شمار فائدے پوشیدہ ہوتے ہیں حضرت موسی وخضر علیہما السلام سفر کر رہے تھے،تو ایک بچہ جو کھیل رہا تھا حضرت خضر علیہ السلام نے اس بچہ کو مارڈالا ، مارنا اور قتل کرنا صرف تین باتوں پر جائز ہے،نمبر ایک شادی شدہ مرد یا عورت زنا کرے،نمبر دو کسی کو ناحق قتل کیا تو قاتل کو بھی قصاص میں قتل کیا جائے گا،اور نمبر تین جہاں اسلامی حکومت ہو وہاں کوئی شخص اسلام اور مسلمانوں کی اجتماعیت کے خلاف بغاوت کرے،

اس کو بھی اس زمین پر رہنے کا کوئی حق نہیں ہے حضرت موسی علیہ السلام نے فرمایا کہ اس بچہ کو آپ نے بلا وجہ قتل کیا وہ نہ تو زانی تھا نہ قاتل تھا اور نہ ہی باغی تھا حضرت خضر علیہ السلام نے اپنے علم تکوینی کے نتیجہ میں جواب دیا کہ اللہ تعالی نے مجھ کو بتلا دیا تھا کہ اس بچہ کے ماں باپ نیک ہیں مومن ہیں اور یہ بچہ بڑا ہو کر کفر و شرک کے ذریعہ ان کو پریشان کرنے والا تھا اس لئے ہم نے اس کو قتل کر دیا تا کہ نہ رہے بانس اور نہ بجے بانسری، دیکھا آپ نے کہ بظاہر اس کے قتل کرنے میں کوئی سبب نہیں تھا لیکن اس کے اندر نقصان بہت تھا اس لئے اس کو قتل کر دیا۔

آدمؑ کا گندم کھانا

اسی طرح آدمی سوچتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے گیہوں کیوں تناول فرمالئے تھے؟ ارے میرے بھائیو۔ اگر وہ گیہوں نہ کھاتے تو ہم سب کے آقا تاجدار مدینہ محمد رسول اللہ ﷺ کیسے پیدا ہوتے؟ تو کوئی بھی نقصان بظاہر نظر آتا ہے لیکن اس میں بڑی خیر ہوتی ہے۔

دودھ پھٹنے کا فائدہ

دودھ جب پھٹتا ہے تو بظاہر خراب معلوم ہوتا ہے لیکن اس کا میوہ بناؤ تو زبردست لگتا ہے، اور اس میں تھوڑا سا دہی ڈال دو تو بہترین دہی بن جاتا ہے، اور اگر کسی چیز میں ہمیں فائدہ نظر نہیں آتا تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اس میں فائدہ نہیں ہے اللہ تعالی کے علم میں اس میں فائدہ ضرور ہوتا ہے۔

بیماری کا فائدہ

اسی لئے جناب نبی اکرم ﷺ جب کسی بیمار کی عیادت کرنے کے لئے جاتے تھے تو اتنی اچھی دعا دیتے تھے جس سے پتہ چلتا ہے کہ بیماری بظاہر بیماری ہے لیکن اس میں فائدہ بہت ہے، لَابَاسَ طَھُوْرٌ اِنْشَآءَ اللّٰہُ کہ کوئی فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے تیرا مرض تیرے گناہوں کو پاک کرنے کا ذریعہ بن جائے گا۔

سوال یہ ہے کہ بڑے بڑے اولیاء اللہ اور بزرگوں کو بھی بیماری آتی ہے تو ان کے کہاں گناہ ہوتے ہیں کہ ان کو پاک کیا جائے امام نوویؒ نے جواب لکھا کہ گنہگاروں کے حق میں بیماری گناہوں کا ذریعہ ہے، اور اللہ والوں کے حق میں بیماری درجات کی بلندی کا ذریعہ ہے۔ عربی کی ایک کتاب مدارس دینیہ میں پڑھائی جاتی ہے اس کا ایک شعر ہے

مَصَائِبُ قَوْمٍ عِنْدَ قَوْمٍ فَوَائِدُ

وَفَوَائِدُ قَوْمٍ عِنْدَ قَوْمٍ مَصَائِبُ

کہ ایک قوم کی مصیبتیں دوسری قوم کے یہاں فائدہ کا سبب بنتی ہیں اور ایک قوم کا فائدہ دوسری قوم کے یہاں مصیبت بنتا ہے۔

جادو کن چیزوں پر ہوتا ہے؟

مصیبت پر سے یاد آیا کہ آج کل جادو ٹونے کی مصیبت بہت چل رہی ہے اور باپو لوگوں کی دوکان بہت چل رہی ہے میرے بھائیو ہم بال اور ناخن کاٹ کر پھینک دیتے ہیں اور اس کو کہیں بھی ڈال دیتے ہیں بخاری شریف میں اللہ کے

رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ناخن کاٹ کر اس کو محفوظ جگہ پھینکو، یا ایسی جگہ ڈالو جہاں کسی کے ہاتھ نہ پڑتے ہو، ورنہ ان شیطانوں اور جناتوں میں کے بدمعاش یا انسانوں میں کے بدمعاش اس پر جادو کرتے ہیں حضور اکرم ﷺ پر جو جادو کیا گیا تھا وہ بالوں پر ہی تو کیا گیا تھا، قرآن پاک نے اس کا علاج بتلایا کہ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھو، انشاءاللہ اس کا جادو ختم ہوجائے گا ۔قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الفَلَقِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ وَمِن شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِ وَمِنْ شَرّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ جو مجھے سنانا ہے اس کا ترجمہ کردیتا ہوں کہ اے اللہ میں تیری پناہ میں آتا ہوں گانٹھ مارنے والی عورتوں سے جو بالوں میں گانٹھ مارتی ہیں، تو جادو کرنے والی عورتیں بالوں کی گانٹھ ہی باندھتی ہیں بلکہ کتابوں کی روشنی میں یہ بات کہتا ہوں کہ میلے کپڑے بھی کسی اجنبی آدمی کے ہاتھ میں نہیں جانے دینا چاہیئے اس لئے کہ میلے کپڑوں پر بھی جادو بہت جلدی ہوجاتا ہے اسی طرح جادو کرنے والے کمبخت فوٹو کے اوپر بھی جادو کرتے ہیں، اس لئے کسی کو بلاوجہ فوٹو بھی نہیں دینا چاہئے ۔

اعضاء انسانی محترم ہیں

بالوں کو جلانے کی بھی اجازت نہیں ہے اس لئے کہ جیسے انسان کو نہیں جلایا جاسکتا ویسے ہی انسان کے کسی عضو کو بھی نہیں جلایا جاسکتا بہایا جاسکتا ہے اسی لئے فقہاء نے لکھا ہے کہ اگر کسی کا دانت گر گیا تو اس کو پھینکنے کی اجازت نہیں ہے بلکہ اس کو دفن کردینا چاہیئے اس لئے کہ انسان کا ایک ایک عضو قیمتی ہے اور اللہ تعالی کی امانت ہے

اور امانت رکھنے والے کی اجازت کے بغیر امانت استعمال نہیں ہوسکتی، ہماری جان اور ہمارا مال سب اللہ تعالی کی امانت ہے ہم اس میں کسی بھی قسم کی خیانت نہیں کر سکتے ۔اگر آپ نے سو روپئے مجھے رکھنے کے لئے دیئے ہیں تو مجھے حق نہیں ہے کہ میں وہ سو روپئے آپ کی اجازت کے بغیر استعمال کروں اسی نمبر کا نوٹ دینا چاہئیے جو نمبر کا نوٹ آپ کو دیا گیا تھا۔

واقعہ

ایک صحابی کے پاس کچھ لوگ امانتیں رکھنے کے لئے آیا کرتے تھے تو وہ صحابی فرماتے کہ دیکھ بھائی امانت رکھے گا تو تیرا بھی نقصان اور میرا بھی نقصان ہے تو یہ پیسہ مجھ کو قرض دیدے،اس لئے کہ قرض کے اندر اپنے دونوں کا فائدہ ہے کہا وہ کیسے؟ فرمایا کہ بیٹھ جاؤ،ہم سمجھتے ہیں کہ بزنس امریکہ اور یہود کو ہی معلوم ہے،صحابہ کرام بھی بہت اچھا دماغ چلاتے تھے،ان صحابی نے کہا کہ اسلام میں امانت کا بدلہ نہیں ہے یعنی اگر امانت پر کوئی آسمانی آفت آئی چوری ہوگیا تو اس کا بدلہ نہیں ہے اور میرا نقصان یہ ہے کہ تیرا پیسہ پڑا رہے گا اور میں دیکھ دیکھ کر جی جلاتا ہی رہوں گا اس سے بہتر ہے تو مجھے قرض دیدے اس میں دونوں کا فائدہ ہے اس طرح کہ تیرا فائدہ یہ ہے کہ اگر یہ پیسہ جل جائے ہلاک ہوجائے تو میں تیرے پیسے لوٹانے کا ذمہ دار بنوں گا،اور میرا فائدہ یہ ہے کہ میں اس پیسے کو استعمال کروں گا جس سے میرا بزنس بڑھے گا،اسلام باریک باریک باتوں کو بھی ذکر کرتا ہے۔سبحان اللہ دیکھئے اللہ تعالی نے کتنی قیمتی بات ان کے دل میں القاء فرمائی۔

مہر ادا کیجئے

مہر شوہر پر قرض ہوتا ہے اس کا ادا کرنا ضروری ہے ہمارے ہندوستان میں ایک بہت غلط رواج عام ہے کہ شوہر مر جاتا ہے تو عورت کو لاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بول میں نے مہر معاف کر دیا وہ کہتی ہے میں نے مہر معاف کر دیا اس طرح مہر معاف کرانے سے مہر معاف نہیں ہوتا ،علماء کرام نے لکھا ہے کہ اگر عورت کا انتقال ہو جائے اور اس کا مہر ادا کیا ہوا نہیں ہے تو اس کا شوہر اس رقم کو عورت کا جو بھی بچا ہوا مال ہوگا اس میں ڈالے گا اور پھر عورت کے رشتہ داروں میں وہ میراث تقسیم ہوگی۔ ایک مسئلہ مفتیان کرام نے لکھا ہے کہ باپ کے مرنے کے بعد اگر بہنیں خوشی سے لکھ بھی کر دیں کہ ہمیں ابا کی میراث میں سے نہیں چاہیئے ہم نے بھائیوں کو ہدیہ کر دیا تو بھی معاف نہیں ہوتا۔

وراثت کے حصے کرو، اور حصے کر کے بہن کے ہاتھ میں میراث کا پیسہ تھماؤ اس کے بعد سمجھ میں آئے گا کہ وہ ہدیہ کرتی ہے یا نہیں، پیسہ نے اب تک گرمی نہیں بتایا تھا، اس لئے سب بہنیں کہتی تھی کہ ہمیں نہیں چاہیئے نہیں چاہیئے لیکن جب پیسے نے اپنی گرمی بتایا تب سمجھ میں آئے گا کہ کس کو چاہیئے اور کس کو نہیں چاہیئے ،اب اگر وہ پیسہ بھائی کے ہاتھ میں واپس ڈالے تو اس کا اعتبار ہے، اور وہ معاف ہو جائے گا یہ مسئلہ مفتیان کرام نے اس لئے لکھا ہے کہ عورت شرما شرمی میں معاف کر دیتی ہے کہ اگر خدانخواستہ میرے اوپر حالات آئے تو میں بھائی کے علاوہ کس کا دروازہ کھٹکھٹاؤں گی ،اور بھابھی مجھے کیا کہے گی اس لئے علماء نے اس کے اس مزاج کی رعایت کرتے ہوئے فرمایا کہ اس طرح معاف کرنے کا اعتبار نہیں ہے۔

یہود مسلمانوں سے ڈرتے تھے

مدینہ منورہ میں یہود کے تین قبیلے آباد تھے بنو قریظہ، بنو نظیر، اور بنو قینقاع، اور دو قبیلے یمن سے آئے تھے جن کو اوس اور خزرج کہا جاتا تھا انصار انہیں دو قبیلوں کے ہیں اور نصاری نجران میں آباد تھے تو یہود کے تین قبیلوں میں سے ایک قبیلے کو اللہ تعالی کی جانب سے مدینہ منورہ سے نکالنے کا حکم ہوا تھا اور ایک قبیلہ کے بارے میں فرمایا کہ ان کو مار مار کر سیدھا کرو، ان کے جتنے درخت اور کھیتیاں ہیں ان سب کو جلا ڈالو، اس لئے کہ کھجور کی کھیتیاں اور باغات ان کے قبضے میں تھے، جب ان کے باغات اور کھیتیوں کو جلانے کا حکم آیا، اٹھائیسویں پارے میں اللہ تعالی نے فرمایا لَاَنۡتُمۡ اَشَدُّ رَهۡبَةً فِی صُدُوۡرِهِمۡ مِّنَ اللّٰهِ کہ اے میرے نبی کے صحابہ تم ان کے باغات کو جلا رہے ہو، تو ڈرنا مت، اس لئے کہ تمہارا ڈر جو ان کے دلوں میں بس گیا ہے اتنا زیادہ ہو گیا کہ اتنا ڈر اللہ کا بھی ان کے دلوں میں نہیں ہے، اس لئے کہ وہ لوگ ایمان اعمال سے خالی ہیں اور صحابہ ایمان اعمال والے ہیں، ذَالِکَ بِاَنَّهُمۡ قَوۡمٌ لَّا یَفۡقَهُوۡنَ اس لئے کہ ان کے اندر فقاہت نہیں ہے۔

ایمان سے خالی قوم بزدل ہوتی ہے

جن کے اندر فقاہت، فقہ یعنی مسائل کے ذریعہ حلال حرام کی تمیز نہیں ہوتی وہ قوم مرعوب ہو جاتی ہے، ڈر جاتی ہے آج کل میرے بھائیو! امت کو فقاہت سے خالی کرنے کی سازش ہو رہی ہے تا کہ مسلمانوں پر اپنا رعب جمایا جا سکے، اور یہ اسلام

دشمنوں کی سازش ہے کہ ان کو ابو حنیفہ، امام شافعی سے، امام مالک سے امام احمد بن حنبل سے دور کیا جائے اہل حدیث کے نام سے اس فتنے کو عام کیا جا رہا ہے، اور فقاہت سے خالی کیا جا رہا ہے، اور مسلمان دنیا میں متاثر ہوتا جا رہا ہے، اگر کوئی عربی بولتا ہے تو کوئی تعجب نہیں کرتا لیکن اگر کوئی انگریزی بولتا ہے تو سب لوگ تعجب کرتے ہیں کہ دیکھو کیا ترقی کر گیا، مسلمان کسی غریب کو دیکھتا ہے تو اس کی مدد کرنے کا کوئی خیال اس کے دل میں نہیں آتا، اور اگر کسی ٹائی والے کو دیکھتا ہے تو متاثر ہو جاتا ہے ، کسی غریب کا مکان دیکھ کر اس کے دل میں ہمدردی نہیں آتی ہے، لیکن کسی امیر کا بنگلہ دیکھ کر کسی کی گاڑی دیکھ کر اس کے دل میں فوراً رعب آجاتا ہے حالانکہ یہ وہی مسلمان ہے جب اس کے اندر ایمان اعمال کی طاقت تھی اور فقاہت تھی تو اس نے کھلم کھلا جزیرہ عرب سے ان کو نکالا تھا خود قرآن پاک نے فرمایا: یَآ اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُو اِنَّمَا الْمُشْرِکُونَ نَجَسٌ فَلَا یَقْرَبُو الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِھِمْ ھٰذَا اے مسلمانوں یہ مشرک لوگ ناپاک ہیں اس سال کے بعد کبھی یہ لوگ کعبۃ اللہ کے قریب نہ آنے چاہیئے ۔

اندرا گاندھی کی کعبہ دیکھنے کی خواہش

اندرا گاندھی اور مسٹر نہرو نے شاہ فیصل کے سامنے خواہش ظاہر کی تھی کہ ہمیں کعبہ دیکھنے دیا جائے انہوں نے کہا تھا کہ تم ناپاک ہو لہذا تم وہاں نہیں جا سکتے تو انہوں نے کہا تھا کہ ہم نے ٹی وی پر تو دیکھا ہے لیکن حقیقت میں دیکھنا چاہتے ہیں اس لئے کم از کم ہیلی کاپٹر میں بٹھا کر دکھایا جائے تو انہوں فرمایا کہ اس کے اوپر تو اللہ تعالی

کی تجلیات نازل ہوتی ہیں اس کے اوپر تو کبوتر بھی نہیں جاتا مگر وہ کبوتر جاتا ہے جو بیمار ہو، اللہ تعالی اس کے دل میں بات ڈالتے ہیں کہ تو میری تجلی کے نیچے آجا شفا یاب ہو جائے گا آپ نے دیکھا ہوگا کہ کسی ہیلی کاپٹر کی ہمت بھی نہیں ہوتی کہ کعبۃ اللہ کے اوپر سے گزر جائے، منی، مزدلفہ، اور کعبہ کے دوسرے جانب میں حج کے ایام میں ہیلی کاپٹر گھومتے ہیں لیکن کعبۃ اللہ کے اوپر نہیں، اس لئے کہ بیت اللہ کے بالکل اوپر بیت معمور ہے اور بیت معمور کی قسم بھی قرآن پاک نے کھائی ہے ،وَالطُّورِ وَكِتَابٍ مَّسْطُورٍ فِي رَقٍّ مَنْشُورٍ وَالْبَيْتِ الْمَعْمُورِ، اللہ تعالی کی تجلی عرش الہی سے اترتی ہے اور بیت معمور سے ہوتے ہوئے کعبۃ اللہ پر اترتی ہے اور کعبہ سے پوری دنیا کی مسجدوں میں تقسیم ہوتی ہے صحابہ کرام کے پاس وسائل نہیں تھے لیکن فقاہت تھی اللہ کا خوف تھا، وہ کسی بھی چیز کو خریدنے سے پہلے دیکھتے تھے کہ یہ حلال ہے یا حرام ہے، حلال اور حرام کی پرواہ ہر وقت کرنی چاہیئے، لقمہ منہ میں ڈلتے وقت بھی یہی سوچنا چاہیئے کہ یہ حلال ہے یا نہیں، اس لئے ہمیں تحقیق کرنا چاہیئے اللہ تعالی ہم سب لوگوں کو ایمان اعمال کی ترقی نصیب فرمائے۔

وصلی اللہ علی لنبی الکریم وعلی الہ واصحابہ اجمعین۔

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اقتباس

اسی طرح مخلوق اور بندے کی محبت کے درمیان یہ خطرہ ہے کہ کہیں مال کی محبت کی بنا پر تو ہم سے تعلقات نہیں رکھ رہا ہے،لوگ اس کو قریب نہیں کرتے ہیں لیکن اگر آپ ان کے ساتھ زاہدانہ انداز سے رہتے ہیں ان کے مال سے نہیں بلکہ ان سے دوستی کرتے ہیں تو دور کرنے کا جو باعث تھا وہ ختم ہو گیا اور لوگ اس کو قریب کرتے ہیں،مثلاً کسی کے پاس موٹر سائیکل ہے تو اس کی موٹر سائیکل کی طرف نظر نہیں کرنا چاہیئے اگر کسی کے پاس گاڑی ہے کہیں بھی جانے لگے تو گاڑی کا مطالبہ مت کیجئے ،آدمی ایک مرتبہ گاڑی دے گا دو مرتبہ دے گا لیکن کبھی نہ کبھی اس کے دل میں یہ بات آئیگی کہ میں نے دوست نہیں مصیبت پال لیا ہوں ،چندہ والے کا بیگ دیکھ کر ہی لوگ بھاگ جاتے ہیں اور اللہ جانے یہ بھاگنا کب تک چلے گا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خالق ومخلوق کا محبوب بننے کا طریقہ

الحمد لله رب العالمين والصلوة ولسلام على رسوله الكريم وعلى اله واصحابه اجمعين اما بعد

عن ابی العباس سھل بن سعدالساعدی رضی الله تعالی عنه قال جَاءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ یَارَسُولَ اللّٰه دُلَّنِی عَلٰی عَمَلٍ اِذَا عَمِلْتُهُ اَحَبَّنِیَ اللّٰهُ وَاَحَبَّنِیَ النَّا سُ فَقَالَ اِزْهَدُ فِی الدُّنْیَا اَحَبَّکَ اللّٰهُ وَازْهَدُ فِیْمَا عِنْدَ النَّاسِ یُحِبُّکَ النَّاسُ.

خالق اور مخلوق کی محبت کا نسخہ

حضرت ابوالعباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی کریم کے پاس آیا اور کہا کہ یارسول اللہ مجھ کو کوئی ایسی بات بتایئے کہ جب میں وہ کروں تو اللہ تعالی مجھ سے محبت کرنے لگے اور دنیا کے لوگ بھی مجھ سے محبت کرنے لگے، حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دنیا سے تعلق ختم کردو، اللہ تعالی تجھ سے محبت کرنے لگے گا ،اورلوگوں کے مال پر نظر مت کرو، دنیا کے لوگ بھی تجھ سے محبت کرنے لگیں گے، ان کے مال پر للچائی ہوئی نظریں نہ ڈالی جائیں تو لوگ بھی اس بندے سے محبت کرنے لگیں گے اور یہ منجانب اللہ ہوتا ہے۔علماء فرماتے ہیں کہ سوال بہت مشکل ہے کہ اللہ

تعالی بھی محبت کرے اور دنیا والے بھی محبت کرے،اور جواب اتنا ہی آسان اور مختصر ہے اور اسے کہتے ہیں استاذ کی کامیابی، استاذ کی کامیابی یہ ہے کہ سوال چاہے کتنا ہی مشکل ہو جواب اتنا ہی آسان ور مختصر کر کے دیا جائے۔

اللہ کی محبت کے درمیان دنیا حائل ہے

اور اللہ کے رسول ﷺ کے جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ اور بندہ کے درمیان جو چیز حائل ہے وہ دنیا کی محبت ہے بندہ اللہ تعالی کے قریب اس لئے نہیں پہنچتا ہے اس کو ہر جگہ دنیا ہی نظر آتی ہے اور اللہ تعالی بندے سے اسی وقت محبت کرتے ہیں جب کہ وہ دنیا کو اپنے راستہ سے ہٹائے اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ دنیا کو بیچ میں رکھتے ہوئے تو میرے پاس نہیں آسکتا،اور جب یہ پردہ اٹھ جائے گا تو اللہ تعالی اس انسان کو اپنی آغوش اور محبت میں لے لیتے ہیں۔

لوگ ملاقات سے کیوں ڈرتے ہیں

اسی طرح مخلوق اور بندے کی محبت کے درمیان یہ خطرہ ہے کہ کہیں مال کی محبت کی بنا پر تو ہم سے تعلقات نہیں رکھ رہا ہے،لوگ اس کو قریب نہیں کرتے ہیں لیکن اگر آپ ان کے ساتھ زاہدانہ انداز سے رہتے ہیں ان کے مال سے نہیں بلکہ ان سے دوستی کرتے ہیں تو دور کرنے کا جو باعث تھا وہ ختم ہو گیا اور لوگ اس کو قریب کرتے ہیں،مثلا کسی کے پاس موٹر سائیکل ہے تو اس کی موٹر سائیکل کی طرف نظر نہیں کرنا چاہیئے اگر کسی کے پاس گاڑی ہے کہیں بھی جانے لگے تو گاڑی کا مطالبہ مت

کیجئے، آدمی ایک مرتبہ گاڑی دے گا دومرتبہ دے گالیکن کبھی نہ کبھی اس کے دل میں یہ بات آئیگی کہ میں نے دوست نہیں مصیبت پال لیا ہوں، چندہ والے کا بیگ دیکھ کر ہی لوگ بھاگ جاتے ہیں اور اللہ جانے یہ کب تک چلے گا۔ پیسہ کسی بھائی کا نہیں ہوتا دوست کا کیا ہوگا؟ بھائی بھائی کے درمیان اسی پیسہ نے جھگڑا ڈالا، باپ کو انسان نے باپ نہیں سمجھا، رشتہ داریاں تو پتہ نہیں کب سے سائڈ میں لگ جاتی ہیں، کسی سے قرض بھی مت لیجئے اگر آپ نے وقت پر نہیں لوٹایا، یا کسی نے آپ کو وقت پر نہیں دیا تو تکلیف ہوگی، عربی زبان میں قرض کا معنی ہے کاٹنا، اور چونکہ قرض محبت کو کاٹ دیتا ہے اس لئے اس کو قرض کہتے ہیں۔

لطیفہ

ایک لطیفہ سن لیجئے کہ ایک صاحب نے اپنے کسی دوست سے شکایت کی کہ ہم آپ کو فون کرتے ہیں آپ اٹھاتے کیوں نہیں؟ کہا کہ ہم اس ملک کا کوڈ دیکھتے ہیں اور جب اسی ملک ہوتا ہے تو ہمیں ڈر لگتا ہے کہ کہیں ڈونیشن والے کا فون نہ آیا ہو اگر مین فون اٹھالوں گا تو مجھے ڈر لگتا ہے کہ کہیں پیسہ نہ مانگے ایک صاحب سے کسی نے پوچھا کہ تم کو لوگ سلام کرتے ہیں ہنسی کے ساتھ ملتے ہیں تم ان کا جواب کیوں نہیں دیتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ اگر میں سب کا جواب خوشی سے دینے لگوں اور سب کے ساتھ ہنسی سے بات کرنے لگوں تو میں نے دیکھا کہ لوگ میرے سامنے اپنی ضروریات رکھنا شروع کر دیتے ہیں، اس لئے میں نے لوگوں کے ساتھ ہنسی والا

معاملہ بند کر دیا اس کا یہ مزاج غلط ہے میں اس کو صحیح نہیں کہہ رہا ہوں لیکن لوگ کتراتے ہیں، بڑے بڑے مالدار بھائیوں کو دیکھو ان کے درمیان اتفاق نہیں ہے جب کہ انہیں پیسہ گننے کی فرصت نہیں اتنا ان کے پس مال ہے۔

ہم نہ بھاگیں

لوگوں کی ضرورتیں پوری کرنا بہت بڑے ثواب کی بات ہے یہ وہی کر سکتا ہے جس کو اللہ تعالی نے اپنا نائب بنایا ہے لیکن مخلوق کا مزاج ویسا بن گیا ہے اس لئے اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں کہ لوگوں کی چیزوں سے اپنے آپ کو دور رکھو لوگ تم سے محبت کرنے لگیں گے۔ میرے بھائیو، اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ اگر اللہ چاہتے تو دنیا کی ضرورت ڈائیریکٹ پوری کر سکتے تھے، لیکن اللہ اپنے مالدار بندوں کو ثواب دینا چاہتے ہیں، اس لئے ان کو غریب مخلوق کی مدد کا واسطہ بناتے ہیں کہ وہ ان کی مدد کریں اور ثواب پائیں۔

مال اللہ تعالی کا ہے

دیکھو میرے بھائیو۔ مال دو طرح کے ہیں ایک تو وہ مال ہے جو سود اور بیاج کا ہوتا ہے جس کے حاصل کرنے میں آپ کو کوئی دشواری نہیں ہوئی، اور ایک مال وہ ہوتا ہے جس کے حاصل کرنے میں اور جس کو کمانے کے لئے محنت کرنی پڑتی ہے، تکلیف اٹھانی پڑتی ہے سود کا مال کسی کو دینا بہت آسان ہے لیکن کمایا ہوا مال دینا آسان نہیں ہے بلکہ دل پر پتھر رکھ کر دینا پڑتا ہے، اس لئے اس دل کے بوجھ کو ختم

کرنے کے لئے فرمایا کہ ہمارے مال میں سے زکوۃ ادا کرو، یہ مال تمہارا نہیں ہے بلکہ ہمارا ہے قرآن پاک کے پہلے ہی پارے میں فرمایا کہ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنفِقُونَ کہ ہمارے بندے ہمارے دیئے ہوئے مال میں سے خرچ کرتے ہیں، ہم چاہتے تو یہ مال اس غریب کو بھی دے سکتے تھے یہ مال ہمارا ہے تمہارا نہیں ہے۔

نیک بندے زمین کے وارث ہیں

مفتیان کرام کے ٹیبل پر یہ مسئلہ مستقل بحث بنا ہوا تھا کہ زمینوں کا بیچنا اور ایک دوسرے کو اس کا مالک بنانا جائز ہے یا نہیں؟ اس لئے کہ زمینیں سب کے سب اللہ تعالی کی تھیں، لنڈن بسنے سے پہلے کس کا تھا؟ اللہ کا تھا، تو یہ مسئلہ اٹھا تھا کہ جائز ہے یا نہیں فتوی یہی ہے کہ جائز ہے اس لئے کہ اللہ تعالی نے عاریت کے طور پر زمین وغیرہ کا مالک انسان کو بنایا ہے، لیکن اتنی بات سمجھ میں آگئی کہ ہم زمین کے اصل مالک نہیں ہے جس کو اللہ تعالی سترہوں پارے میں ذکر فرمایا کہ، وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ ، ہم نے آسمانی کتابوں میں یہ فیصلہ کر دیا تھا کہ زمین کے وارث تو ہمارے نیک بندے ہی بنیں گے، مصر پر پوری حکومت فرعون کی تھی لیکن اللہ نے پورا تختہ پلٹا دیا فرعون اور فرعونیوں کو پانی میں ڈبا دیا اور اسی زمین کا مالک بنی اسرائیل کو بنا دیا۔

دروازہ نہ کھولنے کا واقعہ

سورت کے قریب ایک گاؤں ہے بالکل سورت سے لگا ہوا ہے اس گاؤں کا

میرا ایک دوست انگلینڈ میں ہے، وہ بار بار مجھ کو کہتا تھا کہ مفتی صاحب میرے گاؤں جانا تو میرے ابا سے ملنا ان کو پڑھ کر پھونکنا ان کے لئے دعا کرنا میں نے بہت کوشش کی لیکن ٹائم نہیں نکل پا رہا تھا میرا سورت میں بیان تھا واپسی میں نے وہاں جانے کی ترتیب بنائی، میں پہنچا دوپہر ساڑھے تین بجے جیسا ٹائم ہوگا میں دروازہ کھٹکھٹانے لگا ،کوئی کھول ہی نہیں رہا ہے،اور اندر سے چلنے پھرنے کی آواز آرہی ہے میں نے وہاں کھڑے کھڑے انگلینڈ فون لگایا کہ میں تیرے گھر کے باہر کھڑا ہوں تو نے کہا تھا کہ میرے ابا سے ملاقات کرنا میں یہاں کھڑا ہوں لیکن کوئی دروازہ ہی نہیں کھولتا ہے، اس نے کہا کہ مفتی صاحب میں ابھی فون لگاتا ہوں، اس نے فون لگایا فون کی رنگ بجی، میں نے بھی سنی، اور بات بھی سنی کہ اس کے والد کہہ رہے تھے کہ ہاں کیمرہ میں سے تو میں نے بھی دیکھا کہ کوئی مولوی صاحب باہر کھڑے ہیں لیکن میں نے دروازہ اس لئے نہیں کھولا کہ کہیں چندہ والے نہ ہو،اس نے فون مجھے گایا کہ ابھی ایک منٹ میں دروازہ کھل رہا ہے میں نے وہ بڑے میاں سے کہا کہ چندہ والا بھی ہوتا تو آپ کو ان کا احسان ماننا چاہئیے تھا چندہ مانگنے والوں کا ہم پر احسان ہے دینے والوں کا نہیں۔

زکوۃ لینے والے نہ ملیں گے

بخاری شریف میں اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے قریب لوگ اپنی زکوۃ لیکر پھریں گے کہ کوئی آئے اور زکوۃ لے،لیکن کوئی زکوۃ لینے والا ان کو نہیں ملے گا،اور وہ زمانہ تقریباً آگیا ہے،اس لئے کہ ابھی میرے پاس ایک فون آیا تھا کہ مولانا زکوۃ کس کو دینا ہے اس لئے کہ گجرات میں زکوۃ کسی کو دے ہی نہیں

سکتے ،الا ماشاءاللہ،سب کے پاس موٹر سائیکل ہے موبائل میں چار پانچ دن میں دوسو روپئے کا ریچارج کرواتے ہیں آوٹ آف اسٹیٹ بھیجیں تو اطمینان نہیں ہوتا ،چیٹنگ کا ڈر لگتا ہے زکوۃ کس کو دیں سمجھ میں نہیں آرہا ہے اس لئے ان مدارس والوں یتیم خانے والوں کا غریبوں کا ہاسپٹل والوں کا احسان ہے جو ہمارے پاس آکر زکوۃ لے جاتے ہیں۔اگر یہ لوگ نہ آئے تو ایک سال کی زکوۃ رہ جائے گی دوسرے سال کی رہ جائیگی اور پتہ نہیں کتنے سالوں کی رہ جائیگی اور اسی حال میں موت آگئی تو بغیر زکوۃ کی ادائیگی کے موت آجائیگی۔

آپ ﷺ لوگوں کے مسائل حل فرماتے تھے

بہر حال ایک آدمی کو دوسرے آدمی سے دور کرنے والی دنیا ہے اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ، اِشْفَعُوا اِلَیَّ تُو جَرُوْا، میرے پاس لوگوں کے مسائل لے آؤ میں اس کا کام کروں یا نہ کروں تمہیں تو اس کا ثواب مل جائیگا مطلب یہ ہے کہ تم لوگوں کی ضروریات کو میرے سامنے رکھو کہ یارسول اللہ فلاں بن فلاں پریشان ہے اس کے پاس مکان نہیں ہے انتظام فرمادیجئے میں کسی کو پرچی کردوں گا اس کا کام ہوگا یا نہیں ہوگا لیکن کسی کے لئے ہمدردی ظاہر کرنے کا اور بتلانے والے کو ثواب مل جائے گا،آج کل بس لوگ کہتے ہیں ہم جانے ہمارا کام جانے ، یہ مزاج سیرت کے خلاف ہے دوسروں کی بھی فکر ہمیں کرنی ہوگی تب جا کر سیرت کی مکمل پیروی ہوگی ، ہمارے اسلاف تھے وہ ان مسائل میں کود پڑتے تھے جب ان کے پاس اطلاع آتی تھی کہ فلاں شخص اپنی بیوی کو پریشان کرتا ہے تو فوراً جاتے تھے کہ اور کہتے تھے کہ کیا

بات ہے بھائی اس کو کیوں پریشان کررہا ہے؟ ہماری زبان کے ملنے سے کسی کا کام بن جاتا ہے تو ہمارا کیا جائے گا تو میرے بھائیو۔ اس طرح کے کام ہمیں کرنے چاہئیے۔

دنیا سے بے رغبتی کا مطلب

حضرت مولانا قاری محمد صدیق صاحب باندویؒ فرماتے تھے کہ مدد کرنے کے تین درجے ہیں، دیدو، دلا دو، دینے والے کا پتہ بتلا دو۔لوگ آپ سے محبت کرنے لگیں اس کے لئے ہمیں امت کے مال سے دور رہنا ہوگا، حضرت زید بن حسین رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ دنیا سے بے رغبت ہونے کا کیا مطلب ہے؟ تو میں نے ان کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ دنیا سے تعلق توڑنے کا مطلب یہ ہے کہ حلال کمانا اور لمبی لمبی امیدیں نہ لگانا یہ دنیا سے بے رغبت ہونے کا مطلب ہے۔ دنیا سے بے رغبت ہونے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ کمانا وغیرہ سب منع ہے گھر میں بیٹھ جاؤ، اور کوئی کاروبار مت کرو، نہیں بلکہ اسلام میں کمانے کی بھی ترغیب ہے۔

توکل کے لئے کمانا ہوگا

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ، لَوْ اَنَّكُمْ تَتَوَكَّلُونَ عَلَى اللّٰهِ حَقَّ تَوَكُّلِهٖ لَرَزَقَكُمْ كَمَا يَرْزُقُ الطَّيْرَ تَغْدُوْ خِمَاصًا وَتَرُوْحُ بِطَانًا ، کہ اگر تم اللہ پر بھروسہ کرو جیسا کہ اس پر بھروسہ کرنے کا حق ہے تو تمہیں پرندوں کی طرح

روزی دے گا جو خالی پیٹ نکلتے ہیں اور پیٹ بھر کر شام کو لوٹتے ہیں اس حدیث پاک میں کمانے کی طرف رغبت دلائی ہے آپ کہو گے کہ اس میں توکل اور اللہ پر بھروسہ کرنے کا حکم ہے، سنئے میں آپ کو سمجھاتا ہوں پرندہ کبھی اپنی جگہ بیٹھ کر روزی کا انتظار نہیں کرتا بلکہ وہ روزی تلاش کرنے کے لئے نکلتا ہے، اور پھر بھروسہ کرتا ہے تب جا کر اس کو روزی روٹی ملتی ہے۔

اسی طرح چیونٹی گرمی میں نکلتی ہے اور سردی کے مکمل دنوں کے لئے کھانے پینے کا اپنے بل میں انتظام کر لیتی ہے، اور پوری سردی بل میں ہی گزارتی ہے، پتہ چلا کہ توکل کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ایک ہی جگہ بیٹھے بیٹھے رزق کا انتظار کرو، آپ حضرات کو اندازہ نہیں ہوگا اس لئے کہ یہاں انگلینڈ میں کہاں مچھر ہے، میں سترہ اٹھارہ سال سے لنڈن آتا ہوں میں نے وہاں اب تک مچھر نہیں دیکھا اس سال جب میں ایئر پورٹ پر اترا تو سب سے پہلے مچھر نے آکر ملاقات کی سترہ سال میں ایک مچھر میں نے دیکھا ہے اور آپ یقین نہیں کرو گے انڈیا کے فسٹ کلاس ہوائی جہاز میں میں نے چوہا دیکھا ہے، میرے ایک دوست نے عمرہ کا ٹکٹ فسٹ کلاس میں کروایا ہوائی جہاز روانہ ہوا تو وہاں چوہا دوڑ رہا تھا میں نے خادم کو بلا کر کہا کہ یہاں تو چوہا ہے تو اس نے کہا کہ ہوائی اڈہ کا کام چل رہا ہے ممکن ہے اس کی وجہ سے آ گیا ہو، تو چیونٹی اور پرندہ اپنے لئے مال جمع کرتے ہیں اب مطلب یہ ہوگا حدیث پاک کا کہ اے لوگو تم کمانے کے لئے نکلو اور پھر ہم پر بھروسہ کرو تو ہم تم کو پرندوں کی طرح روزی دیں گے۔

کم بولنا بڑی نعمت ہے

دوسری ایک روایت میں جناب نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ جب تم اللہ کے کسی بندے کو دیکھو کہ اس کو بے تعلقی اور کم بولنے کی دولت نصیب ہوگئی تو اس کے پاس جا کر بیٹھا کرو، اس لئے کہ اس کو اللہ تعالی کی جانب سے حکمت عطا کی جاتی ہے۔ وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا اور جس کو حکمت عطا کی گئی اس کو خیر کثیر عطا کی گئی اور تم ان کے پاس بیٹھو گے تو ان کی صحبت کی برکت سے تمہارے اندر بھی وہ چیزیں آئیں گی، کچھ لوگوں کو بولنے کی بیماری ہوتی ہے ہمیشہ بولتے ہی رہتے ہیں حتی کہ نیند میں بھی بڑبڑاتے ہیں کم بولنا عقلمندی کی نشانی ہے اور زیادہ بڑبڑ کرتے رہنا بیوقوفی کی نشانی ہے۔

فارسی کی کہاوت ہے کم گفتن وبسیار شنیدن کار حکیم است۔

کم بولنا اور زیادہ سننا عقلمندوں کی نشانی ہے۔ بات دراصل یہ ہے کہ دنیا سے بے تعلقی اللہ تعالی سے تعلق کی دلیل ہے اور کم بولنا آخرت کے غم کی وجہ سے ہوتا ہے ٹینشن میں کبھی بات کرنے کا موڈ نہیں ہوتا اور نیک لوگ آخرت کا غم لیتے ہیں نصیب والے کو یہ دو نعمتیں نصیب ہو جاتی ہیں، اس لئے زیادہ بات نہ کریں زیادہ نہ ہنسے ہنسنا بالکل بھی منع نہیں ہے لیکن حد کے اندر رہ کر ہنسیں۔

نہ بولتا نہ مارا جاتا

ایک واقعہ مشہور ہے کہ کسی جگہ ایک شہزادہ بالکل بات ہی نہیں کیا کرتا تھا

بادشاہ نے جب دیکھا کہ اس کا بیٹا بات کرتا ہی نہیں ہے تو دنیا کے بڑے بڑے ڈاکٹر آئے اس کا علاج کیا؛ لیکن اس کا کوئی علاج نہیں ہوا، ایک مرتبہ وہ شہزادہ جنگل میں بیٹھا شکار کر رہا تھا کہ اتنے میں ایک کوا آیا اور اس نے آواز کی تو شہزادہ نے اس کو گولی ماری اور کہا کہ نہ بولتا نہ مارا جاتا تب لوگوں کو پتہ چلا کہ شہزادہ بہت سمجھدار ہے اور وہ دنیا میں بات کرنے کو پسند نہیں کرتا ہے اور کوا اگر خاموش رہتا تو شہزادے کو اس کے آنے کا علم نہ ہوتا اس نے کائے کائے کیا اور شہزادے کو پتہ چلا کہ یہاں کوا ہے اور اس نے فائرنگ کی اور دنیا والوں کو ایک سبق بھی دیا کہ دنیا میں بولنا ہلاکت کا باعث ہے، اللہ تعالی ہم سب کو دنیا و آخرت میں خوش وخرم رکھے۔۔۔۔۔آمین۔۔۔۔

اللہ تعالی ہم لوگوں کو دنیا و آخرت کی بھلائی عطا فرمائے حکمت عطا فرمائے۔

وصلی اللہ وسلم علی سیدنا ومولانا محمد وبارک وسلم

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

بسم للہ الرحمن الرحیم

اقتباس

دنیا میں بداخلاقیاں عام ہیں یہ سب رب کو بھولنے کا نتیجہ ہے زنا عام ہے چوری عام ہے دہلی میں گینگ ریپ ہوا، گینگ ریپ ہونے کے بعد چلچلاتی ہوئی سردی میں مدھیہ پردیش میوات اور ہریانہ کے لوگوں نے آندولن کیا، یوپی کے چلہ کی سردی میں کمبل اوڑھ کر کھلے آسمان کے نیچے سوئے رہے، یہ مطالبہ کرتے ہوئے کہ زانیوں کو سزا دی جائے اور سخت سے سخت قانون بنایا جائے لیکن تجزیہ نگاروں نے کہا کہ اس واقعہ کے بعد اسی دہلی میں سات سوزیادہ ریپ اور ہوگئے جب کہ سپریم کورٹ نے قوانین مضبوط کر دیئے ڈرائیوروں کے سخت قانون مرتب کیئے، گاڑیوں میں پردے اور فلم والی کانچ کو ہٹانے کا حکم جاری کیا، لیکن اس کے باوجود راجدھانی کا یہ حشر ہے پتہ چلا کہ حکومتیں اخلاق نہیں بنا سکتی، قوانین کتابیں اور لٹریچر اخلاق نہیں بنا سکتے ہیں انسان کو تو انسان ہی انسان بنا سکتا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دنیا سے برائیوں کا خاتمہ کیسے کیا جائے؟

الحمدللہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونومن بہ ونتوکل علیہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھا دی لہ ونشھد ان لا الہ الا اللہ ونشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ ارسلہ اللہ تعالی الی کافۃ الناس بشیرا ونذیرا وداعیا الی اللہ باذنہ وسراجامنیرا صلی اللہ تبارک وتعالی علیہ وعلی اٰلہ واصحابہ وازواجہ وذریاتہ واھل بیتہ واھل طاعتہ وبارک وسلم تسلیما کثیرا کثیرا اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم: وَالتِّینِ وَالزَّیْتُونِ وَطُوْرِ سِیْنِیْنَ وَھٰذَاالْبَلَدِ الْاَمِین لَقَدْ خَلَقْنَاالْاِنْسَانَ فِی اَحْسَنِ تَقْوِیم ووقال تعالی وَعِبَادُالرَّحْمٰنِ الَّذِینَ یَمْشُونَ عَلَی الْاَرْضِ ھَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَھُمُ الْجَاھِلُونَ قَالُو سَلامًا وقال تعالی اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْم وقل تعالی وَالضُّحٰی وَاللَّیْلِ اِذَا سَجٰی مَا وَدَّعَکَ رَبُّکَ وَمَا قلٰی وَلَلْاٰخِرَۃُ خَیر لَّکَ مِنَ الْاُوْلٰی وَلَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی اَلَمْ یَجِدْ کَ یَتِیْمًا

فَاٰوٰی وَوَجَدَکَ ضَآلًّا فَھَدٰی وَوَجَدَکَ عَائِلًا فَاَغْنٰی فَاَمَّا الْیَتِیْمَ فَلَا تَقْھَرْ وَاَمَّاالسَّائِلَ فَلَا تَنْھَرْ وَاَمَّابِنِعْمَۃِ رَبِّکَ فَحَدِّثْ صدق اللہ العظیموقال النبی ﷺ بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَکَارِمَ الْاَخْلَاق صدق رسولہ النبی الکریم ونحن علی ذلک لمن الشاھدین والشاکرین والحمد للہ رب العالمین

یہ خطاب حضرت نے شہر پاتھری میں فرمایا تھا جس کو پاتھری شہر کے عوام وخواص نے سن کر یہ تاثر دیا تھا کہ شہر پاتھری میں اس نوعیت کا یہ پہلا پروگرام ہے۔

تمام چیزیں انسان کے تابع ہیں

بھائیو دوستو بزرگو۔ علماء امت فضلاء کرام عزیز بچو ۔اللہ تعالی کا شکر واحسان ہے کہ اس نے ہم سب کو صاحب قرآن بنایا ایمان کی دولت سے سرشار فرمایا یہ محض فضل خداوندی ہے اور دنیا کی تمام چیزوں کو انسان کے تابع بنایا ارشاد خداوندی ہے وَسَخَّرَ لَکُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَائِبَیْنِ وَسَخَّرَ لَکُمُ الَّیْلَ وَالنَّھَارَ وَاٰتَاکُمْ مِّنْ کُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْہُ وَاِنْ تَعُدُّو نِعْمَۃَ اللّٰہِ لَا تُحْصُوھَا، اے لوگو اللہ نے سورج اور چاند کو وقت مقررہ کے اعتبار سے تمہارے تابع کیا سال گزشتہ سورج جتنے بج کر جتنے منٹ پر طلوع ہوا تھا، اس سال بھی اسی وقت طلوع ہوگا، اسی لئے تو نماز کی دائمی تقویم بنتی ہے کہ فلان سیزن میں ظہر کی نماز اتنے بجے ہوگی اور فلاں مہینہ میں اتنے بجے ہوگی اس طرح کا قیامت تک کا ٹائم ٹیبل بنا ہوا ہے۔

نظام بدلا تو دنیا ختم ہو جائیگی

اور جس دن اس نظام کے خلاف سورج نکلے گا اس دن دنیا کا نظام لپیٹ لیا جائے گا اور امام مسلم رحمۃ اللہ نے ایک روایت کی تخریج فرمائی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالی بندہ کی توبہ قبول فرماتے رہتے ہیں کہ یہاں تک کہ سورج مشرق سے طلوع ہوتا رہے گا جس دن سورج مغرب سے نکلے گا اس دن قیامت قائم ہو جائیگی کیوں؟ اس لئے کہ انسان کے لئے جو کام کر رہا تھا اب وہ برابر کام نہیں کر رہا ہے اور تمام انسانوں کو اللہ تعالی نے ایک مادہ سے پیدا کیا چاہے وہ عرب کا ہو یا عجم کا، مہاراشٹر کا ہو یا گجرات کا، یا کسی اور جگہ کا رہنے والا ہو، سب کا تخلیقی نظام ایک بنایا، جس کو فرمایا خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ہم نے انسان کو خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا اس آیت پاک کے تناظر میں اللہ تعالی اپنی محبت پیدا کرنا چاہتا ہے کہ میرے بندوں مجھ کو پہچانو۔ اللہ تعالی سے انسان جب دور ہوتا ہے تو اللہ تعالی بڑے پیار سے اس کو فرماتے ہیں کہ یَاۤاَیُّھَا الْاِنْسَانُ مَاغَرَّکَ بِرَبِّکَ الْکَرِیْمِ اَلَّذِیْ خَلَقَکَ فَسَوّٰکَ فَعَدَلَکَ کیا وجہ ہے میرے بندے تو مجھ سے بھاگ رہا ہے میں نے ہی تو تجھ کو پیدا کیا ہے بہترین بنایا فِیۤ اَیِّ صُوْرَۃٍ مَاشَآءَ رَکَّبَکَ اور کتنی بہترین شکل وصورت میں تجھ کو بنایا ہے۔

آدھار کارڈ کیوں بنائے گئے

اور میرے بھائیو۔ دنیا سیکورٹی کوڈ ڈالتی ہے اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ میں

نے بھی میرے بندوں میں دو سیکورٹی کوڈ ڈالے ہیں، ایک انسان کے آنکھ کی پتلی اور دوسرے انگلی کے پوروے پر چلنے والی لکیریں، یہ دونوں صرف ایک ہی آدمی میں پائی جاتی ہیں، مطلب یہ ہے کہ ایک انسان کی آنکھ کی جو پتلی ہے اس کے جیسی پتلی دنیا میں کسی دوسرے انسان کی ہو ہی نہیں سکتی اور ایک آدمی کے انگلی کے اوپر کی لکیریں دنیا میں دوسرے آدمی کی جیسی ہو ہی نہیں سکتی، اسی لئے دستخط کی جگہ آدمی کا انگوٹھا لیا جاتا ہے کہ اگر خدانخواستہ کوئی گڑبڑ ہوئی تو انگوٹھے کی لکیریں چیک کی جاتی ہیں۔

ایک زمانہ آیا تھا جب ثبوت کے طور پر دستخط لی جاتی تھی لیکن امریکیوں نے محمد عربی ﷺ پر اترنے والے قرآن پاک کی ایک آیت پر غور کیا تو تھوڑی دیر کے لئے وہ تھم گئے اور قرآن پاک کی صداقت پر چونک گئے اس لئے کہ قرآن پاک نے فرمایا کہ **لَا اُقْسِمُ بِیَوْمِ الْقِیَامَةِ وَلَا اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَه اَیَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَلَّنْ نَجْمَعَ عِظَامَهٗ بَلٰی قَادِرِیْنَ عَلٰی اَنْ نُسَوِّیَ بَنَانَهٗ**، اللہ تعالی نے قیامت کے دن کی اور نفس لوامہ کی قسم کھا کر فرمایا کہ کیا انسان یہ سمجھتا ہے کہ ہم اس کی ہڈیوں کو دوبارہ زندہ نہیں کریں گے ارے ہم تو اس بات پر قادر ہیں کہ اس کے انگلی کی لکیروں کو ایک جیسا بناتے لیکن ہم نے ایک جیسا نہیں بنایا اس لئے کہ ہم جانتے ہیں کہ دنیا میں چیٹنگ عام ہوگی دھوکہ دہی عام ہوگی۔

اس لئے ہم نے ہر آدمی کے انگلی کی لکیروں کو دوسرے آدمی کی انگلی کی لکیروں سے الگ بنایا، تاکہ اس کو ثبوت کے طور پر استعمال کیا جا سکے، دستخط کا ڈوبلکیٹ بن سکتا ہے لیکن انگلی کی لکیروں کا کوئی ڈبل نہیں ہو سکتا جب یہ آیت ان کی نظر سے گزری تب

جا کر انہوں نے آدھار کارڈ بنانے شروع کیئے اور اس میں وہ یہی دو چیزیں آنکھ کی پتلی اور انگوٹھے یا انگلیوں کے پوروں کا عکس اور اس کی فوٹو لیتے ہیں، امریکہ انگلینڈ کینیڈا میں خود ان ملکوں کا ویزا لے چکا ہوں اس لئے مجھے معلوم ہے کہ ان لوگوں نے بھی آدھار کارڈ بنائے جس کے ذریعہ وہ انسان کی شناخت کرتے ہیں۔ اللہ تعالی تو اتنی زبردست قدرت والے ہیں اس کا کوئی جواب نہیں ہو سکتا خود اس نے کہا کہ ہے ،لَیُسَ کَمثُلِہٖ شَیٌ ءٌ کہ اس کے جیسی دنیا میں کوئی چیز نہیں۔

دھرتی کا بوجھ مت بنئے

جب انسان اس دنیا میں پیدا کرنے والے کے احکامات پر عمل کرتا ہے تو وہ اس دھرتی کے لئے بھی مفید بنتا ہے اور جب وہ اللہ تعالی کے احکامات پر عمل نہیں کرتا تو وہ اس دھرتی کے لئے مفید نہیں بنتا قرآن پاک نے فرمایا کہ یَا اَیُّھَا الَّذِیۡنَ آمَنُو مَـالَکُمۡ اِذَا قِیۡلَ لَکُمۡ انۡفِرُوۡا فِی سَبِیۡلِ اللّٰہِ اِثَّاقَلۡتُمۡ اِلَی الۡاَرۡضِ اے ایمان والو! تمہیں کیا ہو گیا جب تمہیں کہا جائے کہ تم لوگ اللہ کے راستہ میں نکلو تو تم زمین پر ہی رہتے ہو نکلتے نہیں ہو کچھ لوگ اللہ کے راستہ میں نکالے جانے کے باوجود نہیں نکلے اور اپنے مال اور اپنی کھیتیوں کی طرف متوجہ رہے قرآن پاک نے ان کو کہا ہے کہ تم دھرتی کا بوجھ بن گئے، آج کل جو زلزلے ہو رہے ہیں ایک ملک سے دوسرے ملک میں دوسرے سے تیسرے ملک میں ہوتے ہیں دنیا بھلے بلڈنگوں میں اعلی قسم کا مٹیریل استعمال کر کے اس کا حل تلاش کرتی ہو لیکن وہ تو خدا کی قدرت ہے اس کی قدرت کو کوئی چلینج نہیں کر سکتا۔

تقوی علم کے زیادہ ہونے کا سبب

جو بندہ دنیا میں اللہ تعالی کی مان کر چلتا ہے اور اس کی مرضی کے مطابق زندگی گزارتا ہے اللہ تعالی اس کے دل ودماغ کو علم کا خزانہ بنا دیتا ہے اور اس کے دل ودماغ میں سے علم پھوٹتا ہی رہتا ہے اسی کو اللہ تعالی نے سورہ بقرہ میں ارشاد فرمایا کہ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَيُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ ، اے لوگو اللہ تعالی کا تقوی اختیار کرو، اللہ تعالی تمہیں علم لدنی سے نوازے گا، الہامی علوم سے نوازے گا، القائی علوم سے نوازے گا، اللہ تعالی نے انسان کو صلاحیتوں سے نوازا ہے، اب انسان کا کام یہ ہے کہ وہ اپنی صلاحیت کا استعمال صحیح کرے، اگر وہ ڈاکٹر ہے تو مریض کے ساتھ نیک سلوک کرے، اس کا پورا پورا خیال کرے، کوشش یہ کرے کہ میرا مریض صحیح سالم گھر روانہ ہو جائے آج کا مریض جب گھر سے روانہ ہوتا ہے تو اس کو ایک لسٹ دی جاتی ہے کہ کیا کھانا ہے اور کیا نہیں کھانا ہے ایسے ہی اللہ تعالی نے انسان کو پیدا فرما کر اس کو ایک لسٹ دی کہ اے بندے فلاں فلاں چیز تیرے لئے حلال نہیں ہے اور فلاں فلاں چیز تیرے لئے حلال ہے۔

لطیفہ

ہمارے یہاں ایک ڈاکٹر صاحب تھے وہ ذرا تیز دماغ کے تھے ان کے پاس کوئی مریض جاتا اور علاج کرواتا تو اخیر میں کہتا کہ ڈاکٹر صاحب کیا کھانا ہے اور کیا نہیں کھانا ہے تو وہ کہتے سب کھا میرا دماغ مت کھا، ایک سر پھرا مریض ایک مرتبہ

ان کے پاس گیا اس کو بھی انہوں نے یہی کہا تو اس نے کہا کہ ڈاکٹر صاحب پہلے آپ اپنا دماغ نکال کر بتائیے میں دیکھوں گا کہ کھانے کے قابل ہے یا نہیں۔

پیدا کرنے والے کو مت بھولئے

آج انسان نے اپنے آپ کو بھلا دیا اور میں کہتا ہوں کہ انسان اپنے آپ کو اسی وقت بھولتا ہے جب وہ اپنے پیدا کرنے والے کو بھلا دیتا ہے، آج کل جتنی بھی دنیا میں برائیاں عام ہوتی جا رہی ہیں وہ سب اسی کا نتیجہ ہے کہ انسان نے اپنے پیدا کرنے والے کو بھلا دیا، اپنے پیدا کرنے والے کو مت بھولو وہ اپنی پاک زمین کو کبھی ناپاک نہیں کرے گا اس نے تو صاف اعلان کیا ہے کہ میرے گنہگار بندوں! چاہے تم گناہوں کے بوجھ سے دب جاؤ لیکن میری رحمت سے ناامید مت ہونا۔

دہلی کی اجتماعی عصمت دری

دنیا میں بداخلاقیاں عام ہیں وہ سب رب کو بھولنے کا نتیجہ ہے زنا عام ہے چوری عام ہے دلی میں گینگ ریپ ہوا گینگ ریپ ہونے کے بعد چلچلاتی ہوئی سردی میں مدھیہ پردیش میوات اور ہریانہ کے لوگوں نے آندولن کیا، یوپی کے چلہ کی سردی میں کمبل اوڑھ کر کھلے آسمان کے نیچے سوئے رہے یہ مطالبہ کرتے ہوئے کہ زانیوں کو سزا دی جائے اور سخت سے سخت قانون بنایا جائے، لیکن تجزیہ نگاروں نے کہا کہ اس واقعہ کے بعد اسی دہلی میں سات سو سے زیادہ ریپ اور ہو گئے جب کہ سپریم کورٹ نے قوانین مضبوط کر دیئے ڈرائیوروں کے لئے سخت قانون مرتب کئے، گاڑیوں میں

پردے اور فلم والی کانچ کو ہٹانے کا حکم جاری کیا، لیکن اس کے باوجود راجدھانی کا یہ حشر ہے پتہ چلا کہ حکومتیں اخلاق نہیں بنا سکتی، قوانین کتابیں اور لٹریچر اخلاق نہیں بنا سکتے ہیں انسان کو تو انسان ہی انسان بنا سکتا ہے۔

حکومت کو سدھرنا ہوگا

یہ بات آپ ذہن میں بٹھا لیجئے کہ جس دن حکومت پر بیٹھے ہوئے لوگ انسان بن جائیں گے ان کی زیر نگرانی اور ان کی زیر کفالت اور ان کے ماتحت چلنے والی ریاستوں کے لوگ خود بخود انسان بن جائیں گے ہمارے حضرت حکیم اختر صاحب دامت برکاتہم فرمایا کرتے ہیں کہ کتاب انسان بنانے کا طریقہ تو بتا سکتی ہے لیکن انسان نہیں بنا سکتی۔ تو پہلے بڑوں کو سدھرنا ہوگا ہمارے اسلاف نیک تھے تو دنیا میں ان کی حکومت میں امن ہی امن تھا، آج کل سب چور اور ڈاکو ہی بیٹھے ہوئے ہیں جن کا کوئی مذہب نہیں جن کے پاس کوئی اخلاق نہیں تو دنیا میں کہاں سے امن آئے گا

آپ ﷺ نے برائیاں کیسے ختم فرمائی؟

یہ تو کچھ بھی نہیں آج سے چودہ سو سال قبل جب ہمارے نبی پیدا نہیں ہوئے تھے اتنی برائیاں عام تھیں کہ تصور میں بھی نہیں لائی جا سکتی معمولی سی بات پر خاندانوں کی لڑائیاں ہوتی تھیں، اور مرتے وقت وصیت کی جاتی کہ بیٹے فلاں خاندان سے بدلہ لینا ہے میں نہیں لے سکا تو لے لینا، آپ ﷺ نے ان تمام برائیوں کو دور کرنے کا کیا طریقہ اختیار فرمایا کیا حضور ﷺ نے ٹیلی ویژن جاری کیا

نہیں، کیا حضور ﷺ نے کوئی لٹریچر شائع کیا؟ نہیں، کیا آپ ﷺ نے کتابیں پڑھ کر لوگوں کو سنائی؟ کیا آپ ﷺ نے قوانین مرتب فرمائے؟ نہیں، میرے بھائیو کوئی قانون نہیں تھا نبوت کے بعد پندرہ سال تک کوئی قانون نہیں تھا صرف ایک چیز پر آپ ﷺ نے محنت فرمائی کہ اے انسان تو انسان بن جا، تیرے اندر سے حیوانیت ختم ہو جائیگی، جب تو اپنے آپ کو پہچان لے گا اور اپنے رب کو پہچان لے گا تو ایسا انسان بن جائے گا کہ تو کبھی اس طرح کی حرکتیں نہیں کرے گا کبھی تو زنا نہیں کرے گا کبھی تو گینگ ریپ نہیں کرے گا کبھی تو چوری نہیں کرے گا اور اگر کبھی تجھ سے یہ غلطی ہو بھی گئی تو خود دربار رسالت میں حاضر ہو کر کہے گا کہ یارسول اللہ مجھ سے زنا صادر ہو گیا ہے مجھ پر حد جاری فرمایئے مجھ کو سزا دیجئے۔

جب انسان اپنے پیدا کرنے والے کے ساتھ وفاداری کرتا ہے تو خود بخود اخلاق بنتے ہیں، یہ بات میں نہیں کہہ رہا ہوں بلکہ خود اللہ تعالی نے فرمایا ہے کہ **وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ نَسُوا اللّٰهَ فَأَنسٰهُمْ أُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ** ایک جگہ فرمایا **وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ نَسُوا اللّٰهَ فَأَنسٰهُمْ أَنفُسَهُمْ** اور اسی مضمون کی ایک آیت چھبیسویں پارے میں بھی اللہ تعالی نے ذکر فرمائی ہے ان تمام آیتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ اے لوگو۔ تم ان جیسے مت بن جاؤ جنہوں نے اللہ تعالی کو بھلا دیا اور اللہ نے ان کو ان کا انسان ہونا بھلا دیا اسی لئے صاحب روح المعانی نے لکھا ہے کہ **مَن لَّمْ يَعْرِفْ نَفْسَهُ لَمْ يَعْرِفْ رَبَّهُ.** کہ جس نے اپنے آپ کو نہیں پہچانا وہ اپنے رب کو بھی نہیں پہچان سکتا۔

آسمان سے مکہ مدینہ کا نور دیکھا

اسلام کی بہت سی خوبیاں ہیں لیکن میڈیا اس کو پھیلاتا نہیں ہے میں کل ایک بہت بڑے جرنلسٹ کو سن رہا تھا وہ کہہ رہے تھے کہ جب تک میڈیا کو کسی بھی مضمون میں منفی پہلو نہیں ملتا وہ نیوز نہیں دیتا ہے، میڈیا نے ہماری کئی حقیقتوں کو چھپا دیا ابھی ایک خبر شائع ہوئی تھی تین سال پہلے پھر اس کو چھپا دیا گیا کہ اب تک اوپن اسپیس یعنی خلا میں تین لوگ گئے ہیں ان میں سے ایک انڈیا کی سنیتا بلیمس بھی تھی وہ بھی وہاں گئی اس نے وہاں جا کر اپنے کیمروں کو چالو کیا اور دنیا کو دیکھا تو اس کو پوری دنیا میں اندھیرا ہی اندھیرا نظر آیا، صرف دو جگہوں پر اس کو اجالا نظر آیا جب اس نے اپنے کیمرہ کو ذرا اور آگے کیا تو اس کو نظر آیا کہ پوری دنیا میں جہاں روشنی ہے ان میں سے پہلا مقام مکہ ہے، اور دوسرا مقام مدینہ منورہ ہے، تمام ظلمتوں اور اندھیروں میں مکہ اور مدینہ میں روشنی نظر آسکتی ہے تو دل کی دنیا روشن کرنے کے لئے بھی مکہ اور مدینہ کی روشنی کا ہی سہارا لینا پڑے گا جب تک دنیا کا انسان اپنے آپ کو اسلام سے نہیں جوڑے گا وہ انسان نہیں بن سکتا۔

لالو پرساد کی سنسد بھون میں حق گوئی

اور میڈیا نے اس بات کو بھی چھپا دیا کہ جب دہلی میں گینگ ریپ ہوا تو سنسد میں لالو پرساد یادو نے کھڑے ہو کر کہا کہ زانیوں کو جب تک اسلامی سزا نہیں دی جائیگی اس وقت تک ہندوستان سے یہ لعنت ختم نہیں ہو گی، اور صرف اسی نے

نہیں کہا بلکہ ہندوستان کے کئی سوامیوں نے بھی یہ آواز اٹھائی کہ ہندوستان میں زانیوں کے لئے اسلامی سزا کا قیام کرنا چاہیئے ۔

قرآن پاک کی تاثیر

اور حضور ﷺ کے زمانہ کا میڈیا بھی اسلامیات کو چھپا دیتا تھا وَقَالَ الَّذِینَ کَفَرُوا لَا تَسمَعُوا لِھٰذَا الْقُرْاٰنِ کہ وہ کہتے تھے کہ اے لوگو تم اس قرآن پاک کو مت سنو (نعوذ باللہ) اس لئے کہ جو بھی یہ قرآن سنتا ہے تو اس کا دل اسکی طرف مائل ہو جاتا ہے جنات جو آگ سے بنے ہیں وہ اس قرآن کو سن کر جھک گئے جنات جیسی مخلوق نے جب قرآن سنا تو انہوں نے بھی اسلام قبول کیا اس کو قرآن پاک کہتا ہے کہ قُلْ اُوحِیَ اِلَیَّ اَنَّہُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُو اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا اور ایک جگہ فرمایا وَاِذْ صَرَفْنَا اِلَیْکَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ یَسْتَمِعُونَ الْقُرْاٰنَ فَلَمَّا حَضَرُوہُ قَالُوا اَنْصِتُوا فَلَمَّا قُضِیَ وَلَّو اِلٰی قَوْمِھِمْ مُنْذِرِیْنَ. اے نبی ہم نے آپ کی طرف جناتوں کی ایک جماعت کو قرآن سننے کے لئے روانہ کیا تھا، جب انہوں نے قرآن سنا تو آپس میں ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ خاموش ہو جاؤ، اور جب وہ اپنی قوم کی طرف لوٹے تو داعی بن کر لوٹے قرآن سب کے لئے آیا ہے سب کو دیکھ کر قرآن مرتب کیا گیا ہے کسی ایک طبقہ کو دیکھ کر قرآن مرتب نہیں کیا گیا اسی لئے اتنا اثر دار ہے یہ قرآن ۔ اور اسی لئے تو قیامت تک دوسرے قرآن کی ہرگز ضرورت محسوس نہیں کی جائے گی، کیونکہ یہ سب کے لئے اور ہمیشہ کے لئے نازل ہوا ہے۔

تدفین عقل میں آنے والی بات ہے

مٹی میں وفاداری ہے جب کہ آگ کا سر ہمیشہ اونچا ہی رہتا ہے اسی لئے ہمارے بزرگوں نے لکھا ہے کہ انسان کو اس کے مرنے کے بعد دفن کرنا بالکل انسان کی طبیعت کے مطابق ہے اس لئے کہ انسان اور آگ کا تو کوئی جوڑ ہی نہیں مٹی امانت دار اور وفادار ہے، وہ اس کو سنبھالے گی آگ کے اندر کوئی چیز ڈالو تو آگ اس کو کھا جاتی ہے، اور مٹی میں کوئی چیز ڈالو تو مٹی ایک کا سات سو دیتی ہے ایک بات سنو کہ قبرستان میں گھاس پھوس زیادہ ہی اگتی ہے اور کوئی فروٹ کا درخت لگاؤ تو اس کا مزا اتنا عمدہ ہوتا ہے جو دیگر زمینوں کی فروٹ کا نہیں ہوتا۔

اندرا گاندھی کا سوال اور شاہ فیصل کا جواب

ایک مرتبہ امریکہ کے واشنگ ٹن میں شاہ فیصل شہید رحمۃ اللہ علیہ اور اندرا گاندھی کی گفتگو ہوئی اندرا گاندھی نے یہ اعتراض کیا کہ تمہارا مذہب کیسا ہے کہ اس میں زانی کو سو کوڑے مارے جاتے ہیں اور شادی شدہ ہو تو اسکو سنگسار کیا جاتا ہے چور کا ہاتھ کاٹا جاتا ہے تہمت لگانے والے کو اسی کوڑے مارے جاتے ہیں، شاہ فیصل نے اس کو کہا کہ ہم اس قانون کے بارے میں بات نہیں کرتے ہیں اس لئے کہ یہ ہمارے رب کا بنایا ہوا قانون ہے اگر کوئی حکومت کسی قانون کو مرتب کرتی ہے تو اس کے سامنے کوئی منہ نہیں ہلاتا، یہ تو ہمارے رب کا قانون ہے، شاہ فیصل نے فرمایا کہ بات ابھی پوری نہیں ہوئی ہم دونوں یہیں بیٹھتے ہیں اور یہاں سے فون کرتے ہیں اور

اپنے اپنے ملک سے یہ ریکارڈ منگواتے ہیں کہ اس مہینہ میں کتنے زنا ہوئے کتنی چوریاں ہوئیں؟ دونوں بیٹھے اور اپنے اپنے ملک سے ریکارڈ منگوایا دس منٹ میں فیکس آیا اس زمانہ میں انٹرنیٹ وغیرہ نہیں آئے تھے فیکس آیا تھا تو سعودیہ عربیہ کے دس سالوں میں بھی اتنے زنا نہیں ہوئے تھے اتنی چوریاں نہیں ہوئی تھیں جتنی انڈیا کے ایک دن میں ہوگئی تھیں، شاہ فیصل نے فرمایا کہ اسلامی سزائیں لوگوں کو تکلیف دینے کے لئے نہیں ہے بلکہ لوگوں کو امن دینے کے لئے ہے۔

اسلامی قوانین رحمت ہے

اگر دہلی گینگ ریپ کے خاطیوں کو پھانسی ہوتی تو اس کے بعد ہندوستان میں گینگ ریپ نہ ہوتا میں جب مدینہ منورہ میں پڑھتا تھا تو وہاں ایک عورت حج کے ایام میں آئی اور سونے کی مارکیٹ سے گزری تو بیہوش ہوکر گر گئی اس کو جب ہوش آیا اور پوچھا گیا تو اس نے کہا کہ یہاں تو سونے کے خزانے ہیں اور دوکاندار حضرات اس پر صرف کپڑا ڈال کر نماز کو چلے گئے ہیں ہمارے انڈیا میں تو ایک سونے کی انگوٹھی ہوتی ہے لیکن اس کو بھی چار پانچ مرتبہ مقفل کر کے رکھا جاتا ہے اصل میں بات وہی ہے جو اپنے رب کو رب پہچانتا ہے وہی اس طرح کے کاموں سے پرہیز کرتا ہے۔اور جو رب کو نہیں پہچانتا وہ گمراہ ہوجاتا ہے۔

رب کو رب ماننے کا عجیب واقعہ

میں آپ کو ایک واقعہ سناتا ہوں بخاری شریف میں مذکور ہے کہ غلطی سے

ایک صحابیہ رضی اللہ عنہا سے زنا سرزد ہو گیا وہ اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہا کہ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَقِمْ عَلَیَّ حَدًّا مِّنْ حُدُوْدِ اللّٰہِ اے اللہ کے رسول ﷺ مجھ پر اللہ کی حدود میں سے حد قائم کیجئے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ابھی تمہارے پیٹ میں بچہ ہے اس کی پیدائش کے بعد آنا وہ عورت گئی اور بچہ پیدا ہونے کے بعد آئی اور کہا کہ یارسول اللہ ﷺ اب مجھ پر حد قائم کیجئے مجھے اس دھرتی پر رہنے کا کوئی حق نہیں ہے، اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ ابھی یہ بچہ چھوٹا ہے اس کے بڑا ہونے کے بعد آنا، وہ گئی اور چھ مہینہ کے بعد آئی کہ یارسول اللہ اب یہ تھوڑا بڑا ہو گیا ہے حضور ﷺ نے فرمایا کہ ابھی اس کے دانت آنے باقی ہیں اس کو دانت آجائے تاکہ وہ کھانے والا بن جائے پھر اس کے بعد تجھ پر سزا جاری کریں گے وہ چلی گئی اور پھر جب بچہ کھانے والا ہوا تو اس کو لیکر آئی اور اس کے ہاتھ میں روٹی کا ٹکڑا چباتے ہوئے لائی اور کہا کہ یارسول اللہ اب مجھ پر حد جاری فرمایئے اب حضور ﷺ نے فرمایا کہ بھائی ان کو ہلاک کردو۔

کچھ لوگوں نے اس عورت پر طعنہ کسا کہ اتنا غلط کام تو نے کیوں کیا؟ تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس کو کچھ مت کہو اس لئے لَقَدْ تَابَتْ تَوْبَۃً لَوْ قُسِمَتْ عَلٰی اِھْلِ مَدِیْنَۃَ لَکَفَتْھُمْ کہ اس عورت نے اتنی سچی پکی توبہ کی ہے کہ اگر وہ توبہ تمام اہل مدینہ پر تقسیم کی جائے تو سب کے لئے کافی ہو جائیگی یہ ہے اسلام کو اسلام جاننا، یہ ہے انسان کو انسان جاننا، اور یہ ہے رب کو رب جان کر زندگی گزارنا، ہندوستان میں تو ایسا ہے کہ یہاں جرم کرو اور دبئی بھاگ جاؤ کوئی ٹینشن کی بات نہیں، حکومت سدھار

نہیں لاسکتی، سدھار انسان کے اپنے بننے پر موقوف ہے۔

امن آئے گا اخلاق کے ذریعہ

انسان جب ان تعلیمات پر عمل کرے گا تو خود بخود دنیا میں امن آجائے گا اور امن آئے گا اخلاق کے ذریعہ، حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَكَارِمَ الْاَخْلَاقِ مجھے بھیجا گیا مکارم اخلاق کی تکمیل کے لئے، بلند اخلاق کے لئے مجھے بھیجا گیا اخلاق ہونگے اور اس کے سامنے کوئی لڑکی آگئی تو وہ اس کو نہیں دیکھے گا کسی کی مجبوری کا ناجائز فائدہ نہیں اٹھائے گا حضور اکرم ﷺ دنیا کو کرشمے بتانے نہیں آئے تھے حضور اکرم ﷺ تو دنیا کو اخلاق سکھانے آئے تھے کون کہتا ہے کہ اسلام دہشت گرد مذہب ہے ارے اسلام تو دنیا کو امن وشانتی دینے والا مذہب ہے، اسلام تو دنیا کو اخلاق سکھانے والا مذہب ہے اگر اسلام دہشت گردی پھیلاتا تو حضور اکرم ﷺ کے سامنے فتح مکہ سے بہتر کوئی وقت نہیں تھا جب عرب کے بڑے بڑے سردار سر جھکائے کھڑے تھے۔

اور یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے آنحضرت ﷺ اور آپ کے ساتھیوں کو بڑی تکلیفیں دی تھیں لیکن حضور اکرم ﷺ نے ایسے رحم وکرم کا سلوک فرمایا کہ سب کو معاف فرمایا اور علان کیا کہ مَنْ دَخَلَ دَارَ اَبِی سُفْیَانَ فَھُوَ اٰمِنٌ جو ابوسفیان کے گھر میں داخل ہوگا اس کو امن ملے گا جو کعبہ میں چلا جائے گا اس کو امن ملے گا جب کہ دنیا کا دستور رہا ہے جس کو قرآن کریم کہتا ہے کہ اِنَّ الْمُلُوکَ اِذَا دَخَلُوا قَرْیَۃً اَفْسَدُوھَا وَجَعَلُوا اَعِزَّۃَ اَھْلِھَا اَذِلَّۃً کہ جو بادشاہ کسی علاقہ کو فتح کرتا ہے تو وہاں فساد مچا دیتا

ہے اور وہاں کے عزت دار لوگوں کو ذلیل کر دیتا ہے آج دشمنانِ اسلام نے مسلمانوں کا کیا حال کیا کسی نے ان کو دہشت گرد نہیں کہا، انہوں نے پورے پورے علاقوں کو تہس نہس کیا کسی نے ان کو دہشت گرد نہیں کہا معصوم بچوں کو شہید کرنے سے سکون نہیں آتا، سکون تو اخلاق نبوی سے آتا ہے دنیا کے حکمراں تو ایسے ہوتے ہیں لیکن اللہ کے رسول ﷺ نے کسی کو پریشان نہیں کیا صرف ان لوگوں کے قتال کا حکم ہوا جو مسلمانوں سے لڑنے آئے تھے یہ اخلاق جب ہماری زندگیوں میں آئیں گے تب ہی معاشرہ بن سکتا ہے۔

مفکر اسلامؒ کا مقولہ

مفکر اسلام حضرت مولانا علی میاں ندوی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے جناب نبی اکرم ﷺ کو جن کلمات کے ذریعہ تسلی دی تھی جب آپ گھبرائے ہوئے تھے اور پہلی وحی آئی تھی اس وقت بی بی خدیجہؓ نے فرمایا تھا کہ آپ بیکسوں کے پر رحم فرماتے ہیں رشتہ داری نبھاتے ہیں مہمان نوازی کرتے ہیں، وہ آپ کے اخلاق تھے کہ آپ تو با اخلاق ہیں آپ کو کوئی رسوا نہیں کر سکتا حضرت فرماتے ہیں کہ وہی اخلاق امت محمدیہ میں آجائے تو اللہ تعالی اس امت کو بھی رسوا نہیں کریں گے۔

اسماء حسنی سے اخلاق اپنائیے

اخیر میں ایک بات کہتا ہوں میرے بھائیو کہ سکون اللہ کی نبی ﷺ کی

زندگی میں جو اخلاق تھے ان اخلاق کو اپنانے سے ہی آئے گا اور وہ اخلاق کیا ہیں تو اللہ تعالی کے ننانوے نام ہیں ہر نام میں اخلاق ہے مثال کے طور پر اللہ تعالی کا نام السلام ہے ہم لوگوں کے لئے سلامتی کا ذریعہ بنیں، اللہ تعالی کا ایک نام المؤمن ہے ہم امن دینے والے بنیں، اللہ تعالی کا ایک نام رزاق ہے ہم لوگوں کی ضرورتیں پوری کرنے والے بنیں، اللہ تعالی کا ایک نام مُعِز ہے ہم لوگوں کی عزت کرنے والے بنیں، اللہ تعالی کا ایک نام صبور ہے، ہم آنے والی مصیبتوں پر صبر کرنے والے بنیں، اللہ تعالی کا ایک نام شکور ہے ہم اللہ تعالی کی نعمتوں کا شکرادا کرنے والے بنیں، اللہ تعالی کا ایک نام منتقم ہے ہم مظلوم کا بدلہ لینے والے بنیں، اللہ تعالی ہم سب کو بااخلاق بنائے کہنے اور سننے سے زیادہ عمل کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔

وصلی اللہ وسلم علی سیدنا ومولانا محمد وبارک وسلم

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اقتباس

ہم تو اس دنیا کے اندر میرے بھائیو۔ مذہب اسلام کا تعارف کروانے کے لئے آئے ہیں اگر اسلام کے تعارف کی وجہ سے اپنا تعارف نہ ہوتا ہو تو نہ ہوتا ہو، اپنی شخصیت لوگوں کے سامنے نہ آتی ہو تو نہ آتی ہو، لیکن اگر اسلام کا ہم نے تعارف کروایا تو ہم اپنی زندگی میں بہت بڑی کامیابی سے ہمکنار ہو گئے۔ مالیگاوں میں ایک بہت بڑے عالم گزرے ہیں حضرت مولانا محمد حنیف صاحب ملیؒ یہ ہمارے علمائے دیوبند کے صف اوّل کے علماء میں سے سمجھے جاتے تھے وہ ہمیشہ یہ نصیحت کرتے تھے کہ لوگوں کو اپنی شخصیت نہ سمجھاؤ، بلکہ لوگوں کو اسلام سمجھاؤ، آج جھگڑا اسی کا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قانون الٰہی پر عمل پیرا ہونے کا نام ہی ایمان ہے

الحمد للہ وحدہ ،والصلوۃ والسلام علی من لانبی بعدہ ،وَعَلیٰ اٰلِہٖ وَاَصحَابِہِ الَّذِینَ اَوفَو ا عَھدَہ اما بعد۔

محترم بھائیو، بزرگو،اور دوستو۔

غزوۂ بدر میں کچھ صحابہ کرامؓ جوان تھے،اور کچھ صحابہ کرامؓ بوڑھے تھے جب حضور ﷺ اور صحابہ کرامؓ غزوۂ بدر سے نمٹ گئے، مال غنیمت کی تقسیم کرنے کی باری آئی تو (یہ انسان کی فطرت ہے) جوان صحابہ کرامؓ کہنے لگے کہ ہم نے براہ راست کافروں سے جنگ کی ہے کافروں سے ہم لڑے ہیں حدیث کے الفاظ ہیں ؛ اِنَّـا قَد بَا شَرنَا القِتَا لَ ، کہ ہم لڑے ہیں ہم نے کافروں کا مقابلہ کیا ہے،اس لئے اصل مال غنیمت میں تو ہمارا حصہ زیادہ ہونا چاہیے ،اور بوڑھے صحابہ کرامؓ کہنے لگے کہ اگر چہ ہم لڑنے کے لئے تو نہیں آئے تھے لیکن اگر کچھ مسئلہ (matter) پیش آیا ہوتا

یا کوئی بہت بڑا مسئلہ پیش آیا ہوتا، تو تم ہمارا ہی سہارا لیتے، بوڑھے لوگ اس طرح اپنی دلیل پیش کرنے لگے، اور ہمارے معاشرہ میں بھی بوڑھے لوگ دلیل کیا کرتے ہیں کہ ہم نے تو کئی عیدیں دیکھی ہیں اور ہم نے کئی اتار چڑھاؤ دیکھے، جسکے گھر میں بوڑھا آدمی ہو لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ کچھ کام کا نہیں ہے حالانکہ وہ بہت کام کا ہوتا ہے اور جوان نسل یہ سمجھتی ہے کہ یہ اب کام سے گئے، ریٹائر (Retierd) ہو گئے، بلکہ میرے بھائیو صحیح عقل تو اس کی اب وہاں سے شروع ہوتی ہے۔

داعی کبھی ریٹائر نہیں ہوسکتا ہے

آج ایک صاحب جمعہ کے بعد آئے تھے، میرے لئے تو اس واقعہ میں ایک دلچسپ بات بن گئی وہ پرسٹ تھے اور وہ کہہ رہے تھے کہ میں ریٹائر پرسٹ ہوں حالانکہ پرسٹ کہتے ہیں مذہب کی تبلیغ کرنے والے کو، اور مذہب کی نشر واشاعت کرنے والا اور مذہبی تعلیمات کو عام کرنے والا، اور مذہبی امور کو دنیا کے سامنے پیش کرنے والا اس کو کبھی چھٹی مل ہی نہیں سکتی، وہ کبھی ریٹائر نہیں ہوتا ہے، کام تو ہمارا زندگی بھر کا ہے، اسی لئے ہمارے اہل اللہ اور ہمارے علماء کرام برزگ اور بوڑھے ہو جانے کے باوجود اسی نوے نوے سال کی عمر ہو جانے کے باوجود اللہ تعالی کے دین کا کام کرتے ہیں، پڑھنے پڑھانے کا، تبلیغ کا، تعلیم کا، تصنیف کا کام کرتے ہیں حضرت شیخ نور اللہ مرقدہ کی عمر بہت زیادہ ہوگئی تھی لیکن مدینہ منورہ میں بیٹھے بیٹھے کئی کئی حدیثوں کی انہوں نے شرح لکھی ہے اور بھی دیگر علماء کرام ہیںؒ، تو داعی پرسٹ اور ریٹائر ہو، یہ تو کبھی ہو ہی نہیں سکتا، یہ تو اسی مذہب کی تعلیم ہو سکتی ہے جس مذہب نے

مذہب کو کمانے کا ذریعہ سمجھ رکھا ہو، لوگوں نے اپنے مذہب کو بھی کمانے ذریعہ بنا رکھا ہے لِیَشتَرُوا بِہٖ ثَمَنًا قَلِیلًا۔

اسلام انسانوں کی خدمت کے لئے آیا ہے

الحمدللہ مذہب اسلام دنیا میں انسانوں کی خدمت کے لئے آیا ہے اپنی خود کی خدمت کے لئے نہیں، اس لئے میں ہمیشہ ایک بات اپنے یہاں فارغ ہونیوالے بچوں اور طلبہ سے کہاں کرتا ہوں اور آپ سبھی حضرات سے بھی میں یہ بات کہہ رہا ہوں کہ دنیا کو اپنی شخصیت نہ سمجھائیں بلکہ اسلام سمجھائیں۔ آج جھگڑا اسی کا ہے کہ آدمی اپنی شخصیت کو سمجھانے، اور اپنے آپ کا تعارف (Introduction) کروانے کی پوری فکر کرتا ہے بلا واسطہ یا بواسطہ ہر شخص کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ میرا سکہ چلے، مجھے لوگ ماننے والے بنیں، اور میرا تعارف لوگوں میں ہو۔

ہم اپنی شخصیت کے بجائے اسلام سمجھائیں

ہم تو اس دنیا کے اندر میرے بھائیو۔ مذہب اسلام کا تعارف کروانے کے لئے آئے ہیں، اگر اسلام کے تعارف کی وجہ سے اپنا تعارف نہ ہوتا ہو تو نہ ہوتا ہو، اپنی شخصیت لوگوں کے سامنے نہ آتی ہو تو نہ آتی ہو، لیکن اگر اسلام کا ہم نے تعارف کروایا تو ہم اپنی زندگی میں بہت بڑی کامیابی سے ہمکنار رہو گئے۔ مالیگاؤں میں ایک بہت بڑے عالم گزرے ہیں حضرت مولانا محمد حنیف صاحب ملی ؒ یہ ہمارے علمائے دیوبند کے صف اول کے علماء میں سے سمجھے جاتے تھے وہ ہمیشہ یہ نصیحت کرتے تھے کہ لوگوں کو

اپنی شخصیت نہ سمجھاؤ بلکہ لوگوں کو اسلام سمجھاؤ آج جھگڑا اسی کا ہے، چاہے کمیٹی ہو، یا چاہے کسی ٹرسٹ میں ہو، چاہے گھر میں ہو، چاہے کسی بڑے مدرسے میں ہو، ہر جگہ ہر آدمی یہ چاہتا ہے کہ میری بڑائی کا سکہ جمے، چاہے میں اسکو انجام دیتا ہوں یا نہیں، وہ الگ بات ہے۔

بوڑھے صحابہ کرامؓ کا جواب

بہرے حال بوڑھے صحابہ کرام نے عرض کیا کہ بھلے ہم لوگ لڑائی کے میدان میں نہیں اترے لیکن اگر کچھ ہوتا تو تم تو ہمارے ہی پاس آتے اس لئے غزوہ کے بعد جو مال غنیمت حاصل ہوا، اسمیں زیادہ حصہ ہمارا ہونا چاہیے، یہ ذرا سا اختلاف ہوگیا اسی کو قرآن پاک نے ذکر کیا، یَسئَلُونَکَ عَنِ الانفَالِ ، پھر قرآن پاک نے خاموش کردیا کہ یہاں کسی کی دلیل نہیں چلتی کہ کس کو زیادہ ملنا چاہیئے اور کس کو کم ملنا چاہیئے اور فرمایا کہ ،قُلِ الانفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُولِ، کہ مال غنیمت اللہ اور اس کے رسول کا ہوا کرتا ہے اس میں کسی کا کچھ عمل دخل نہیں ہوتا ہے۔

مال غنیمت کو انفال کہنے کی وجہ

غزوہ کے بعد جو اسلامی مال حاصل ہوتا ہے وہ اللہ تعالی کی خاص دَین ہے، اسی لئے اسکو نفل کہا جاتا ہے، اور بھی بہت سی وجوہات علماء کرامؒ نے ذکر کی ہیں، لیکن سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ پہلی امتوں میں جو مال غنیمت ملتا تھا وہ لوگوں میں تقسیم نہیں کیا جاتا تھا پہلی امتوں میں یہ ہوتا تھا کہ اگر کوئی امت اللہ تعالی کے دین کے لئے لڑی

ہے ،اور اسکو مال غنیمت ملتا تو وہ پورا مال غنیمت کسی پہاڑ پر رکھدیا جاتا اگر انکا یہ جہاد اور غزوہ قبول ہوا ہے تو آسمان سے آگ آکر اس مال کو کھالیتی تھی ،اور یہ علامت ہوتی تھی اس بات کی کہ اللہ تعالی کے پاس ان کا یہ غزوہ قبول ہوگیا،ان کی یہ محنت قبول ہوگئی،اور اگر انکا یہ غزوہ انکی محنت اور انکی کوشش اللہ تعالی کے یہاں قبول نہیں ہوتی تو آسمان سے آگ آتی ہی نہیں تھی،اور وہ مال ویسا کہ ویسا ہی پڑا رہ جاتا تھا،لیکن جناب نبی اکرم ﷺ کے صدقہ طفیل میں اللہ تعالی نے اس امت کو اللہ تعالی نے مال غنیمت کے استعمال کی اجازت دی گویا کہ وہ مال اس امت کے حق میں اضافی ہے،نفل ہے، اس لئے اسکو انفال کہتے ہیں۔

اللہ تعالی نے اس امت کی لاج رکھلی

چنانچہ اللہ تعالی نے اس امت پر جناب نبی اکرم ﷺ کی برکت کے نتائج میں ایک بہت بڑا نتیجہ یہ فرمایا کہ اس امت کی ستاری فرمائی ہماری پردہ پوشی فرمائی اور اس امت کے گناہوں اور اس امت کے عیوب،اور اسکی کوششوں میں پیدا ہونے والی خامیوں کو ڈھانپا،ورنہ اگر میری اور آپکی بھی حالت یہی ہوتی کہ اگر قربانی قبول ہوتو آسمان سے آگ آکر کھاتی ،نہ قبول ہوتو ویسے کہ ویسے ہی پڑا رہ جاتا،تو دنیا میں ہم کس کو منہ دکھانے کے قابل رہتے ،دنیا ہی فیصلہ کرلیتی کہ بھائی دیکھو تمہاری قربانی قبول نہیں ہوئی کہ ویسے کے ویسے ہی پڑی رہ گئی،فلاں کی قربانی قبول ہوئی کہ اسکی قربانی کو آگ نے آسمان سے آکر کھالیا،اللہ تعالی نے ہمارے لئے ستاری فرمائی۔اور یہ اللہ تعالی کا بہت بڑا اکرم ہوا۔

پہلے گناہ دروازے پر لکھے جاتے تھے

پہلی امتوں میں یہی تو حال ہوتا تھا کہ رات میں اگر کسی نے چوری کی کسی نے زنا کیا تو اسکے دروازہ پر فجر سے پہلے یہ لکھا ہوتا تھا کہ اس نے زنا کیا اس گھر کے آدمی نے چوری کی ہے، اس گھر کے آدمی نے کوئی اسکنڈل کیا ہے، اس طرح لکھا ہوتا تھا، اورلوگوں کو پتہ چل جا تا تھا، لیکن اللہ تعالی کا بڑا احسان ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے دعا فرمائی تھی کہ، رَبَّنَا وَلاَ تَحمِلُ عَلَيْنَا اِصرًا كَمَا حَمَلْتَه عَلَى الَّذِينَ مِنُ قَبلِنَا رَبَّنَا وَلا تُحَمِّلُنَا مَا لا طَاقَةَ لَنَا بِهِ ،اللہ تعالی نے یہ دعا سکھلائی تھی اور قبول ہونے کا اعلان بھی فرما دیا حدیث قدسی میں آتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ جب یہ دعا مانگتے تھے تو آسمان سے آواز آتی تھی کہ،اَن قَد نَعَم ، کہ میں نے تمہاری دعا کو قبول کرلیا، ورنہ اگر دروازہ پر اسطرح لکھا ہوتا تو کوئی کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہ ہوتا، اور اس امت میں بہت سے ایسے لوگ ہیں جو بوڑھے ہو جانے کے باوجود زنا کرتے ہیں اور فجر میں پہلی صف میں آ کر کھڑے ہوتے ہیں، کسی کو کچھ پتہ نہیں چلتا ،اللہ تعالی نے ستاری کر دی، اللہ کرے جیسے اللہ نے اس دنیا میں ستاری کی ہے، اور ہمارے گناہوں کو ڈھانپا قیامت کے دن بھی اللہ تعالی رسوا ہونے سے ہماری حفاظت فرمائے (آمین)

صحابہ کرامؓ کے درمیان قرآن کا فیصلہ

بہرحال قرآن نے صاف اعلان کیا کہ یہ اسلامی مال فئی غزوہ میں ملا ہوا مال

غنیمت ہے اس پر کسی کا کوئی حق نہیں ہے، اسمیں تو اللہ اور اسکے رسول کا جو فیصلہ ہوگا وہی ہوگا اور اسپر خاموش رہنا پڑیگا، وَاَطِیْعُوا اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ اِنْ کُنْتُمْ مُؤْمِنِیْن۔ اس آیت کریمہ سے ہمیں زندگی میں بہت بڑا اسبق یہ ملتا ہے کہ اسلامی اصول اور اسلام کے احکام میں حیلہ تراشیاں اور بہانے نہیں چلتے ہیں، اسمیں تو ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ آدمی خاموش رہے، اللہ تعالی نے جو فیصلہ فرما دیا بس وہی اصل ہے، وراثت کے باب میں کوئی یہ اعتراض نہیں کرسکتا کہ لڑکی کو سنگل کیوں اور لڑکے کو ڈبل کیوں؟ وہاں اللہ تعالی نے صاف فرمادیا کہ، اٰبَآءُکُمْ وَاَبْنَآءُکُمْ لَا تَدْرُوْنَ اَیُّھُمْ اَقْرَبُ لَکُمْ نَفْعًا فَرِیْضَۃً مِّنَ اللّٰہِ ، اسکی حکمتیں اگرچہ علماء نے ذکر کی ہیں عموماً لوگوں کو اس کا سوال ہوتا ہے۔

اور آج کل تو برابری کا مسئلہ بہت زیادہ چل رہا ہے، اور بہت سے مسلمان بھی اس رو میں بہے جا رہے ہیں اور وہ اس لئے کہ انہوں نے برابری کا مطلب ہی نہیں سمجھا آج کل دنیا میں یورپ کیطرف سے ایک آواز اٹھائی جا رہی ہے کہ مرد اور عورت دونوں برابر (Equal) ہونے چاہئیے اور وہ دونوں برابر ہو ہی نہیں سکتے ہیں۔ یہ بات آپ کو ماننے پڑیگی۔

مرد اور عورت تخلیقی اعتبار سے برابر نہیں

اگر مرد اور عورت دونوں برابر ہو جائیں تو شادی کا نظام ہی ختم ہو جائے گا اگر دونوں برابر ہو جائیں تو قرآن نے جو نظام ذکر کیا ہے، کہ اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَی

النِّسَآءِ ،اسکی پوری حیثیت ہی ختم ہو جائیگی یہ تو خدا کا نظام ہے کہ اس نے پیدائشی طور پر مرد و عورت کے اعضاء کو الگ الگ پیدا کیا دونوں کی فطرت کا کلچر اور دونوں کی فطرت کا نیچر اور دونوں کے اندر اعضاء کی شناخت اور اس کی پرداخت بناوٹ ان تمام چیزوں کو الگ الگ پیدا کیا پھر برابر کیسے ہو سکتے ہیں کیا ہم نے کبھی سوچا نہیں؟۔

سماج عورت کی خدمت کرے گا

اور ہمارے علماء کرام ؒ نے بڑی اچھی حکمت ذکر کی ہے کہ عورت کو اللہ تبارک وتعالی نے مال کا محتاج ہی نہیں بنایا اس لئے کہ عورت بیٹی ہوتی ہے یا بہن ہوتی ہے یا ماں ہوتی ہے یا بیوی ہوتی ہے، چاروں شکلوں کے اندر عورت مخدوم ہوتی ہے اسکو کسی کی خدمت کرنے کی ضرورت نہیں ہے، اسکی خدمت تو سماج کریگا، احادیث طیبہ کو اٹھا کر آپ دیکھیئے! عورت اگر بیٹی ہے تو بیٹے کی تربیت پر اتنے فضائل نہیں آئے جتنے فضائل بیٹی کی تربیت پر آئے ہیں۔

بیٹی کے تربیت پر فضائل زیادہ ہیں

آپ مطالعہ کیجیئے ،آپ کو معلوم ہوگا کہ اسلام میں بیٹے کی تربیت پر اتنے فضائل نہیں آئے ہیں جتنے ایک بیٹی کی تربیت پر فضائل آئے ہیں ایک روایت میں تو اللہ کے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا، مَن رَبّٰی ثَلاَثَ بَنَا تٍ فَاَدَّبَھُنَّ۔ جس شخص نے تین بچیوں کی تربیت کی ان کو خوب اچھے طریقہ سے پالا پوسا، انکی تربیت کی ان کو تعلیم کے زیور سے آراستہ کیا اور اپنے وقت پر انکی شادی کروادی، اللہ تعالی کے رسول

ﷺ فرماتے ہیں کہ میں اس کے لئے جنت کی ضمانت اور گارنٹی لیتا ہوں اللہ بھلا کرے صحابہ کرام کا ایک صحابی کھڑے ہوئے اور فرمایا اللہ رسول ﷺ! اگر کسی کی دو ہی بیٹیاں ہوں تو ؟ فرمایا دو بیٹیاں ہوں اور ان کی اچھی تربیت کی ہو، اس کے لئے بھی جنت ہے، اللہ تعالی ہم سب کی طرف سے صحابہ کرام کو جزائے خیر عطا فرمائے امین۔

مسلمانوں کو سنجیدہ رہکر منصوبہ بنانا چاہئیے

مسلم قوم ایک طرف تو یہ رونا روتی ہے کہ مسلمان غریب ہیں تعلیم میں وہ آگے نہیں بڑھتے ہیں غریبی کی وجہ سے جوب سسٹم ان میں نہیں ہو پاتی ہے دسویں تک آکر وہ گر جاتے ہیں، اور دوسری طرف یہ ہمارا حال میرے بھائیو۔ کہ ہم کسی بھی کام میں اتنی زیادہ فضول خرچی کر دیتے ہیں کہ اللہ کی پناہ، کتنا اچھا ہو گا کہ ہمارا یہی مال کسی غریب کے کام آئے کسی غریب بچہ کے کام آئے جو اپنی D ed، اور B ed، کی فیس بھرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو۔

اور ہم مسلمانوں کو اپنے آپ کو ذرا سنجیدہ رکھ کر دنیا میں رہنا پڑے گا، اور اپنے لئے پلان بنانا پڑے گا، ویل پلان یہ مسلمانوں کی اسوقت اشد ترین ضرورت ہے، ہمارا کوئی کام پلاننگ کے تحت نہیں ہے، نہ کسی سے مشورہ لیتے ہیں اور نہ بڑوں سے رائے لیتے ہیں، بس جیسے مال آیا ویسے ہی چلا گیا، آئندہ کل کے لئے کیا کرنا ہے ہم کچھ سوچتے ہی نہیں ہے، توکل علی اللہ کا مطلب یہ نہیں ہے کہ کل کے لئے ہم کچھ نہ سوچیں، اور یہ توکل کے خلاف بھی نہیں ہے۔ اس لئے کہ تدبیر ہے اور تدبیر توکل کے خلاف نہیں ہے۔ یہ بات سمجھئے،

کم خرچ والے نکاح میں برکت ہوتی ہے

میں یہ عرض کرر ہا تھا میرے بھائیو۔ کہ شادی سنت ہے اور سنت کو کم از کم سنت کے مطابق ہونا چاہیے تاکہ فاؤنڈیشن مضبوط ہو، اور پھر اس سے اچھی نسل وجود میں آئے حضور ﷺ نے صاف فرمایا تھا، اِنَّ اَعْظَمَ النِّکَاحِ بَرَکَۃً اَیْسَرُھَا مَؤُنَۃً،، کہ سب سے زیادہ برکت اس نکاح میں ہوتی ہے جس میں خرچہ کم کیا جائے یہاں تو لڑکا اور لڑکی صرف ایک ایک جوڑا سلاتے ہیں، اور وہ بھی صرف ایک گھنٹہ پہننے کے لئے، ایک ایک جوڑا کتنے کا ہوتا ہے، پانچ سو پاونڈ کا، آٹھ سو پاونڈ کا، اللہ اکبر اور پانچ سومنٹ کے لئے بھی نہیں پہنتے ہیں، ایک گھنٹہ بھر اسکو پہنتا ہے اور پھر زندگی بھر کیلیئے اسکو پہنا نہیں جاتا۔

اللہ تعالی مال کا حساب لیں گے

میرے بھائیو؛ اللہ تعالی کے یہاں یہ قدم اٹکیں گے۔ آگے نہیں بڑھ سکیں گے جب تک آدمی اس کا جواب نہیں دیگا کہ میں نے خدا کا دیا ہوا مال کہاں خرچ کیا، کتنی ماں بیٹیاں ہندوستان پاکستان میں بیٹھی ہوئی ہیں، جو صرف اسوجہ سے بیٹھی ہوئیں ہیں کہ انکے پاس اپنی بیٹی کو الوداع کرنے کے لئے پانچ دس ہزار کا انتظام نہیں ہے، اللہ تعالی نے ہم کو مال دیا اور ہم اس کو پانی کی طرح بہاتے ہیں، ذرا سوچنے اور سمجھنے کی ضرورت ہے، تو میں کہہ رہا تھا کہ مسلمان یہ کسی چیز میں دلیل نہیں کرتا ہے، اَطِیْعُو االلّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ اِنْ کُنْتُمْ مُؤْمِنِیْنَ، قرآن نے صاف بات فرمائی کہ اِنْ کُنْتُم

مُومِنِین ، اگرتم ایمان والے ہوتو اللہ اور اسکے رسول ﷺ نے جو بات کہی ہے اس کو قبول کرلو، یعنی کہ اس پر ایمان کو موقوف کر دیا۔

عورت ہر حال میں مخدوم ہے

بیٹیوں پر سے بات چل رہی ہے کہ بیٹی اگر بیٹی ہے تو اسلام نے اسکی خدمت اسکی تربیت اسکی تعلیم پر جنت کی بشارت سنائی، اب دوسرے اسٹیپ پر یہ بیوی بنے گی جب بیوی بنتی ہے تو اسکی خدمت کا اور نان نفقہ کا اس کی ضروریات کا انتظام شوہر پر کیا گیا ہے۔ بلکہ اسلام کے فلسفہ کو سمجھنے والے لوگ اس فلسفہ کو سمجھ سکتے ہیں کہ شادی کرنے کی اجازت اسلام نے تب ہی دی ہے جب کہ مرد اپنی بیوی کی ضروریات پورا کرنے کا اہل اور قابل بنا ہو، ورنہ اس کو اجازت نہیں ہے مشکوۃ شریف کی جلد ثانی کی پہلی روایت ہے یَا مَعشَرَ الشَّبَابِ مَنِ استَطَاعَ مِنکُمُ البَاءَۃَ فَلیَتَزَوَّج، کہ اے نوجوانو کی جماعت! اگرتم اپنی بیوی کے حقوق ادا کر سکتے ہوتو شادی کرو، اور اگر نہیں کر سکتے ہوتو پھر روزے رکھ کر اپنی خواہشات نفسانیہ کو دبانے کی کوشش کرو۔

نان نفقہ کا ذمہ دار عورت کو نہیں بنایا گیا

عورت کو گھر کا ذمہ دار نہیں بنایا گیا، نہ ہی اس بات کا مکلّف کیا گیا کہ وہ گھر کے خرچ میں شرکت کرے، ان لوگوں کی ذہنیت غلط ہے جو یہ سمجھتے ہیں کہ شادی کر کے آئی ہے، گھر کو ڈیولپ کرنا ہے تو تجھے بھی محنت کرنی پڑیگی، تو یہ غلط ذہنیت ہے، اور اگر

وہ کرتی ہے تو یہ اسکا احسان ہے، ورنہ وہ تو مخدوم بن کر آئی ہے اس کی تو خدمت کرنی پڑ یگی۔ آپ کو اسکی ضرورت پورا کرنا پڑے گا اسکی سہولت کا پورا خیال کرنا ہوگا اگر وہ مکان کا مطالبہ کرتی ہے تو اسکے لئے مکان کا انتظام کرنا پڑیگا اگر وہ نان نفقہ کا مطالبہ کرتی ہے تو ضرورت کے دائرے میں رہ کر اسکی پوری ضرورتوں کی کفالت کرنا ہماری ذمہ داری ہے اور اس پر اللہ تعالی نے اجر ثواب کا وعدہ فرمایا ہے دیکھیئے اسلام نے عورت کو کتنا بڑا مقام دیا ہے۔

اسلام نے عورت کی عزت کو بلند کیا

عورت کو تو اسلام نے دو قدم اور آگے بڑھا دیا ہے اور اس کو قیمتی بنایا عورت کے زندگی کے مراحل پر آپ غور کیجئے تو معلوم ہوگا کہ عورت بیوی بنے گی اسکے بعد ماں بنتی ہے اور ماں کا کتنا بڑا مقام بتایا فرمایا اَلْجَنَّةُ تَحتَ اَقدَامِ الاُمَّهَاتِ ، جنت کی تلاش کرنی ہے تو ماں کے قدموں کے نیچے تلاش کرو، باپ کے قدموں کے نیچے جنت نہیں بتائی، بلکہ فرمایا کہ ماں کے قدموں کے نیچے جنت ہے، ایک صحابیؓ نے فرمایا کہ میں کس کے ساتھ اچھا سلوک کروں؟ حضور ﷺ نے تین دفعہ فرمایا، اُمَّکَ، تیری والدہ کیساتھ، اور آپ ﷺ نے تین مرتبہ یہی فرمایا کہ ماں کے ساتھ اچھا سلوک کرو چوتھی مرتبہ جب انہوں نے سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے والد کے ساتھ اچھا سلوک کرو، دیکھو عورت کو کتنا بڑا مقام دیا گیا ہے، باپ کے ساتھ حسن سلوک کو چوتھے نمبر پر فرمایا گیا، پھر عورت جو ماں بن گئی پھر اسکے بعد وہ دادی بنتی ہے، معاشرہ کے اندر اسکو بڑا مقام دیا جاتا ہے، اسکی خدمت کو لوگوں کیلئے سعادت کا ذریعہ

بنایا گیا اگر عورت بیوہ بن گئی تو حدیث پاک میں اللہ کے رسول ﷺ نے اس کی بہت زیادہ فضیلت بیان فرمائی ہے کہ،، کَاالمُجَاھِدِ فِی سَبِیلِ اللّٰہِ ، کہ وہ شخص جو کسی بیوہ کا انتظام کرتا ہے کسی بیوہ کی ضرورت کا خیال کرتا ہے اسکو اتنا بڑا ثواب ملے گا جیسے اللہ کے دین کو بلند کرنے کے لئے میدان میں اتر کر اپنی جان کی بازی لگانے والے کو ثواب ملتا ہے۔

میراث میں عورت کو سنگل دینے کی وجہ

اب دیکھئے۔پورے وراثت کے نظام میں اللہ تعالی نے جو ارشاد فرمایا کہ لِلذَّکَرِ مِثلُ حَظِّ الاُنثَیَینِ ، کہ لڑکی کو سنگل اور لڑکے کو ڈبل،اس لئے کہ لڑکی کو مال کی ضرورت ہی نہیں رہتی ہے کیوں کہ لڑکی کو خرچہ کا مکلّف ہی نہیں بنایا گیا عورت کو کسی جگہ پیسہ دینے کا مکلّف ہی نہیں بنایا گیا وہ تو مخدوم ہے اس کو مال کی ضرورت نہیں ہے بلکہ آپ غور فرمایئے لڑکی کی میراث کا مال بچ جائے گا،اس لئے کہ اس کا کوئی مصرف ہی نہیں ہے،اس کے اوپر خرچ کی ذمہ داری ہی نہیں ہے،اور اسکے بالمقابل مرد کو خرچ کرنا پڑتا ہے،سماج اور معاشرہ کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے اس میں ہاتھ بٹانا پڑتا ہے اس لئے اسکو ڈبل دیا گیا اور اس کا خرچ اتنا زیادہ ہوجاتا ہے کہ وہ ڈبل پانے کے باوجود کنگال ہوجاتا ہے اور لڑکی سنگل کے باوجود مزے میں ہوتی ہے۔

دوسری وجہ

اور ایک دوسری وجہ علماء نے یوں ذکر کی ہے کہ عورت بڑی بھولی بھالی ہوتی

ہے اور جو باپو لوگ ہوتے ہیں، تعویذ والے، جھاڑ پھونک والے، وہ پہلے عورت ہی کو اپنا مرید بناتے ہیں، یہ بے چاری ان کے دام فریب میں آجاتی ہے، اور پھر وہ پیسہ بٹورتے رہتے ہیں، عورت بھولی بھالی ہوتی ہے، اس کے جیب سے اس طرح کوئی بھی پیسہ خالی کرا سکتا ہے، اس لئے اسلام نے اس کو میراث کے باب میں سنگل ہی دیا

کبھی مرید شیخ سے افضل ہو جاتے ہیں

منقول ہے کہ مرزا مظہر جان جاناںؒ جو ہمارے سلسلہ کے بہت بڑے بزرگ ہیں قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ جیسا مفسر بھی ان سے بیعت ہوا، اور کبھی کبھی مرید کو اللہ تعالی شیخ سے زیادہ فوقیت دیتے ہیں، مرزا مظہر جان جاناںؒ سے کسی نے پوچھا کہ آپ اس مرید کی کوئی خصوصیت بیان فرمائیے، آپ نے فرمایا کہ اگرچہ میں اپنی جگہ پر پیر ہوں اور ثناء اللہ میرا مرید ہے لیکن قبر میں اللہ تعالی مجھ سے پوچھیں گے کہ تیرے پاس کوئی چیز پیش کرنے کے قابل ہے تو میں کہوں گا کہ ثناء اللہ کو لیکر آیا ہوں اللہ تعالی نے مرید کو اتنی بڑی فضیلت عنایت فرمائی تھی۔

بڑا چھوٹے کے کمال کو برداشت کرے

اور یہ اہل اللہ کا کمال ہوتا ہے کہ اپنے چھوٹوں کے کمال کو برداشت کرتے ہیں اور اپنے چھوٹوں کے کمال کا اعتراف کرتے ہیں اسلام یہ تعلیم دیتا ہے کہ آدمی کتنا ہی بڑا بن جائے، لیکن اگر چھوٹوں میں کوئی کمال ہے یا کوئی برتری ہے، اس کو اللہ تعالی

نے کوئی فضل نصیب فرمایا ہے، تو اسکو تسلیم کرنا پڑیگا میرا کوئی شاگرد مجھ سے دو قدم آگے جارہا ہے تو میرے دل میں حرکت نہیں ہونا چاہئے اسلام اسکی تعلیم نہیں دیتا یہ جو پروفیشنل (professional) تعلیمات ہیں اسمیں یہ بات ہے کہ بڑا چھوٹے کو آگے کرنا پسند نہیں کرتا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا واقعہ

حضرت عکرمہ رحمہ اللہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی درسگاہ کے شاگرد تھے، ایک مرتبہ قرآن پاک کی کوئی تفسیر چل رہی تھی تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو آیت کی صحیح مراد سمجھنے میں ذرا دشواری پیش آئی تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے پوچھا کہ اگر تم میں سے کسی کو اس آیت کی تفسیر سمجھ میں آئی ہو تو بتلاؤ، حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میری سمجھ میں اس آیت کی یہ تفسیر آتی ہے تو بلایا اپنے سینے سے لگایا اور انکو شاباشی دی اور لوگوں میں انکی بزرگی کا اعلان فرمایا۔ صاحب جلالین نے اپنی جلالین میں نویں پارے کی تفسیر کرتے ہوئے اس واقعہ کو نقل فرمایا ہے۔

اہل ایمان کے دل سہم جاتے ہیں

اہل ایمان وہ ہوتے ہیں کہ جب ان کو اللہ کی تعلیمات سنائی جائیں یا قرآن پاک کے احکام سنائیں جائیں تو انکے دل سہم جاتے ہیں اور رونے لگتے ہیں مرزا مظہر جان جاناں رحمہ اللہ کے بارے میں آتا ہے کہ وہ لفظ اللہ بولتے تھے، تو انکے بدن کا

ایک ایک بال بھی حرکت کرنے لگتا تھا، اِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وَجِلَت قُلُو بُھُم اللہ تعالی کے نام میں یہ پاور ہے، لیکن یہ پاور کب پیدا ہو گا جب کہ بیٹری برابر چارج ہو گی اور اگر بیٹری ہی چارج نہ ہو، اور جہاں سے کرنٹ سپلائی ہوتا ہے اور جہاں سے بجلی سپلائی ہوتی ہے وہی اگر کمزور ہو تو پھر بلب اور ٹیوب لائٹ کے اندر روشنی کہاں زیادہ ہو نگی۔

قلب کے مزکیٰ ہونے کا مطلب

قلب کا مزکیٰ اور مجلّٰی ہونا ضروری ہے اور قلب کا صاف ہونا ضروری ہے اور اس کے صاف ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اسمیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور اسکے مذہب کے سواء کسی کی محبت نہ ہو، اگر دل میں اللہ تعالی کی محبت سما گئی تو آدمی ایک اللہ بول کر پوری دنیا میں انقلاب پیدا کر دیگا ایک اللہ بول کر وہ پوری دنیا کے اندر کھلبلی مچا سکتا ہے اسکے ذکر میں وہ کیفیت ہوتی ہے یہ ایمان والوں کی سب سے بڑی خوبی بیان کی، اور واقعتہً یہ بڑی خوبی ہے۔

اہل ایمان کا ایمان بولتا ہے

اور آگے فرمایا کہ ایمان والوں کی خوبی یہ بھی ہے کہ وَاِذَا تُلِیَتْ عَلَیْھِمْ آیَاتُه زَادَتْھُمْ اِیْمَانًا ؛ کہ جب انکے سامنے قرآن کی آیت کی تلاوت کی جاتی ہے تو انکا ایمان بولتا ہے انکے ایمان میں زیادتی ہوتی ہے اس طور پر کہ جتنے احکام سنائے جاتے ہیں ان احکام پر وہ عمل کرتے ہیں، اور ان احکام پر وہ جتنا بڑھنے کی کوشش کرتے ہیں تو ایمان کی کیفیت میں زیادتی ہوتی ہے۔

اپنے رب پر توکل کرتے ہیں

اور تیسری صفت یہ بیان فرمائی کہ وَعَلٰی رَبِّهِم يَتَوَكَّلُون ، وہ اپنی زندگی کے ہر مرحلہ پر اور ہر قدم پر اللہ کی ذات پر اعتماد کرتے ہیں اور اللہ کی ذات پر بھروسہ کرتے ہیں اور جس نے بھی توکل کر لیا اس کی زندگی کا بیڑا پار ہو گیا اس کے تمام کام سہولت کیساتھ تکمیل پاتے ہیں، توکل کی فضیلت تو ہم بار بار بیانوں میں سنتے ہیں ایک حدیث پاک میں فرمایا کہ اگر تم اللہ پر بھروسہ کرو جیسا کہ اس پر بھروسہ کرنے کا حق ہے تو اللہ تعالی تم کو ایسے رزق دیگا جیسے کے پرندہ کو دیتا ہے جو خالی پیٹ گھر سے نکلتا ہے اور شام کو شکم سیر ہو کر لوٹتا ہے۔

کامیاب لوگ کون ہیں؟

اللہ تعالی کے بندے جب یہ تمام اعمال کرتے ہیں تو انکی نمازوں میں جان پڑتی ہے انکے لئے زکوۃ ادا کرنا آسان ہو جاتا ہے اور پھر قرآن نے مہر لگائی کہ جب یہ صفات پیدا ہونگی (۱) خدا کا نام سنکر دل میں کپکپی طاری ہو جائے (۲) اللہ کی آیات کو سنکر ایمان میں زیادتی نصیب ہو جائے (۳) اور اللہ پر اعتماد اور توکل پیدا ہو جائے (۴) نماز اور زکوۃ کی پابندی ہو، پھر اب قرآن نے سرٹیفکٹ دیدیا، اُوْلٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا، ایسے لوگ ہی سچے پکے مومن ہیں۔

جنت، مغفرت، اور رزق کے وعدے بھی ہیں

اور سرٹیفکیٹ کے بعد آدمی کو ڈگری ملنے اور پوسٹ ملنے کے بعد اکرام اور

اعزاز سے نوازا جاتا ہے اس لئے اللہ تعالی نے فرمایا کہ، لَهُمْ دَرَجٰتٌ عِندَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ، کہ ان کو انکے رب کے یہاں بہت بڑے درجات مغفرت اور عزت والی روزی دی جائے گی، آج دنیا اپنے مسائل کا حل دنیا میں تلاش کرتی ہے، جب کہ وہ اس میں ہے ہی نہیں، اللہ تعالی تو فرما رہے ہیں کہ رزق نماز میں ہے، رزق اللہ کی خشیت میں ہے، رزق ایمان کے بڑھنے میں ہے۔

مسلمانوں پر ظلم کی وجہ کیا ہے؟

یہ باتیں سورہ انفال کے شروع میں ذکر کی گئی ہیں، اس کے بعد مجھے خاص طور پر جو توجہ دلانی ہے جس کو سورہ انفال نے اُس زمانہ میں جو حالات تھے اور تقریباً اس جیسے حالات اِس زمانہ میں بھی چل رہے ہیں قرآن پاک نے ایک خاص واقعہ پیش فرمایا ہے جناب نبی اکرم ﷺ جب اسلام کی دعوت کو لیکر اٹھے تو وہی لوگ جو آپ ﷺ کو صادق الامین کہا کرتے تھے اور جو آپ ﷺ کی بزرگی کے گن گاتے تھے جانی دشمن بن گئے، حقانیت اور صداقت کی جب آواز اُٹھتی ہے تو دنیا اسکی مخالفت پر تل جاتی ہے، اور اس کے خلاف تحریکیں شروع ہوتی ہیں۔

آج کل بہت سے لوگوں کو سوال ہوتا ہے کہ مولانا صاحب کیا بات ہے کہ مسلمان دنیا میں پریشان ہیں؟ قرآن پاک کی سورہ انفال نے اسکی وجہ ارشاد فرمادی کہ حق بات کی آواز لیکر انسان جب اٹھتا ہے اور صداقت کی آواز جب اٹھائی جاتی ہے اور دنیا میں کذب، بد دیانتی، الزام تراشیاں، اور فساد کے خاتمہ کا اعلان کرنے کے لئے آوازیں اٹھتی ہیں اور اس کا جواب دینے کے لئے کوئی آدمی کتاب وسنت کو ہاتھ میں لیکر کھڑا ہوتا

ہے تو دنیا اس کی دشمن بن جاتی ہے، اور پھر اس کو مارنے اور قتل کرنے، اور اس کو جیل میں ڈالنے اور اس کو ستانے کے مختلف قسم کے حربے اور پلاننگ بنائے جاتے ہیں۔

خدا بھی اپنا پلان بنا رہا ہے

قرآن پاک نے خود جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا واقعہ ذکر فرمایا کہ، وَیَمۡکُرُونَ وَیَمۡکُرُ اللّٰہُ ، یہ آیت ہم لوگوں کو اس موقع پر بہت تسلی دلاتی ہے کہ دشمنان اسلام اپنی جگہ پلاننگ کرتے ہوں، لیکن خدا تعالی بھی بیٹھے بیٹھے اپنا پلان بنا رہا ہے، حضرت عیسی علیہ السلام کو قتل کرنے کے لئے کتنا زوردار پلان بنایا گیا تھا، لوگ یہ سمجھ رہے تھے کہ حضرت عیسیٰؑ سولی پر چڑھادئے جائیں گے، اور اُنہیں قتل کردیا جائیگا لیکن اللہ نے پہلے سے ہی حضرت عیسیٰؑ کو خبردار کیا تھا، وَمَکَرُوا وَمَکَرَ اللّٰہُ وَاللّٰہُ خَیۡرُ الۡمَاکِرِین ؛ مکر کا اصل معنی ہوتا ہے، پلان کرنا، اور جب اس کی نسبت اللہ تعالی کی طرف کی جائے تو معنی ہوتے ہیں تدبیر کرنا، اب ترجمہ یہ ہوگا کہ یہ لوگ اپنا مکر کررہے ہیں لیکن اللہ تعالی بھی بیٹھے بیٹھے اپنی تدبیر کررہا ہے۔

اللہ تعالی نے صاف ارشاد فرمایا کہ مسلمانوں کو گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے میڈیا چاہے کتنا ہی پلان بنا کر اسلام کو رسوا کرنے کی کوشش کرتا ہو یہ پرنٹ میڈیا اور الکٹرانک میڈیا چاہے مفتیان کرام کی عزت کے ساتھ کھلواڑ کرتے ہوں، تحریک دیوبندیت کے اوپر وہ کیچڑ اچھالتے ہو، اس کی عزت ختم کرنے اور علماء ملت اسلامیہ سے ملت کے تعلقات اور وابستگی کو ختم کرنے کی کتنی ہی کوشش کرتی ہو، لیکن اس امت نے ہمیشہ یہ ثبوت پیش کیا ہے ہمارے سامنے ہمارے علماء آئیڈیل ہیں کتاب وسنت

ہمارے لئے نمونہ ہے، اور وہی ہمارے لئے سعادت اور کامیابی کا گر ہے دنیا بیٹھے بیٹھے انڈر گراانڈ اور اسکائی اور کتنی ہی بڑی سیٹلائیٹ کے ذریعہ اسلام اور مسلمانوں کو ناکام کرنے کی اور رسوا کرنے کی کوشش کرتی ہو لیکن یہ ایسا چراغ ہے جو انشاء اللہ کبھی بجھایا نہ جائے گا۔

پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

اعداء اسلام چاہے کتنا ہی اسلام کے خلاف شوروغل مچائے، لیکن آج دسویں پارے کی ایک آیت میں اللہ تعالی نے یہ تسلی دلا دی کہ، يُرِيدُونَ اَن يُّطفِئُونُورَ اللّٰهِ بِاَفوَاهِهِمْ وَيَابَى اللّٰهُ اِلَّااَن يُّتِمَّ نُورَهُ وَلَوْ كَرِهَ الكَافِرُون ؛قرآن پاک کا صاف اعلان ہے، اور یہ سب سے بڑی امید ہے سب سے بڑی انرجی ہے قرآن پاک نے بہت پہلے ہی خبردار کیا تھا اور مضارع کے صیغوں کا استعمال کیا کہ یہ کوشش ہمیشہ جاری رہے گی، اللہ کے لگا ہوئے پودے کو مندمل کرنے کی اور خدا تعالی کے لگائے ہوئے چراغ کو بجھانے کی اور اس کے تیل کو کم کرنے کی اس کی نورانیت اور اسکی روشنی کو کم کرنے کی دشمنان اسلام کوشش کرتے رہیں گے۔

لیکن خدا تعالی اسے اپنی طرف سے بڑھا تا ہی چلا جائے گا۔ ایک مسجد ہندوستان میں گرائی، اس کے بعد تو کئی لاکھوں مسجدیں ہندوستان میں بنیں، اللہ تعالی ہم سب کو صحیح سمجھ عطا فرمائے، امین وصلی اللہ وسلم علی سیدنا محمد وعلی الہ واصحابہ اجمعین

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اقتباس

میرے بھائیو ڈاڑھی ایک درخت ہے اور یہ اتنا بہترین درخت ہے کہ اس کے بارے میں خود اس کے پیدا کرنے والے نے فرمایا کہ ڈاڑھی کو بڑھنے دو، اس لئے کہ اسکی زینت کی تو فرشتے بھی تسبیح پڑھتے ہیں سُبحَانَ مَن زَیَّنَ الرِّجَالَ بِا للُّحٰی وَسُبُحَانَ مَن زَیَّنَ النِّسَاءَ بِا لذَّوَ آئِبِ، پاک ہے وہ ذات جس نے مردوں کو ڈاڑھیوں کے ذریعہ اور عورتوں کو چوٹیوں کے ذریعہ زینت بخشی ،معاف کیجئے گا کہ اب عورتوں کو مرد بننے کا اور مردوں کو عورتیں بننے کا شوق ہو گیا ہے،مرد ڈاڑھی کٹواتے ہیں جو انکی زینت کا سامان ہے اور عورتیں چوٹیاں کٹواتی ہیں جو ان کی زینت کا سامان ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نماز کی اہمیت وحقیقت

الحمد لله وحده والصلوة والسلام على من لا نبى بعده وعلى اله وآصحابه الذين اوفو اعهده امابعد فاعوذ با لله من الشيطن الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم. اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنھٰى عَنِ الفَحُشَآءِ وَالُمُنكَرِ صدق الله العظيم.

اسلام نقل والا مذہب ہے

محترم بھائیو بزرگو اور دوستو۔

نماز اللہ تعالی کی ایک اہم ترین عبادت ہے اس کو اسی طریقہ پر ادا کرنا چاہئے جس طریقہ پر ہمارے آقا محمد عربی ﷺ نے ہمیں سکھلایا ہے نماز کے ارکان میں سے ایک رکن سجدہ ہے، سجدہ میں جہاں دیکھنا چاہیئے وہیں پر دیکھنا چاہئے اور برابر کھڑا رہنا چاہئے۔ جیسے ہمیں ہمارے نبی جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے نماز سکھلائی ہے اس کو ہم اسی انداز سے ادا کریں، اسلام نقل والا مذہب ہے عقل والا نہیں، اسی لئے آپ ﷺ نے فرمایا کہ صَلُّو کَمَا رَاَیُتُمُونِی اُصَلِّی: تم نے جیسے مجھ کو نماز

پڑھتے ہوئے دیکھا ہے ویسے ہی تم نماز پڑھو، تم اپنی عقل کے مطابق نماز نہیں پڑھو گے اور آپ ﷺ نماز میں بالکل سیدھے کھڑے رہا کرتے تھے۔ لہذا ہمیں بھی سیدھا کھڑا رہنا چاہئے۔

نماز قائم کرنے کا حکم ہے

اسی لئے قرآن پاک میں اللہ تعالی نے فرمایا کہ اَقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ یہ نہیں فرمایا کہ ،صَلُّوا الصَّلٰوۃَ، نماز پڑھو ایسا لفظ نہیں آیا ہے، بلکہ فرمایا، اَقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ، کہ نماز کو سیدھا کرو، نماز کو قائم کرو اور عربی زبان میں ،اَقَامَ یُقِیۡمُ، کا معنی ہوتا ہے سیدھا کرنا ،قائم کرنا اور قائم کرنے کا مطلب مفسرین فرماتے ہیں نماز کو اس کے واجبات ،فرائض، مستحبات اور اس کے تمام شرائط و آداب کی رعایت کے ساتھ ادا کرنا اقامتِ صلوۃ کہلاتا ہے۔

رکوع کے ذریعہ ایک سبق

پھر رکوع میں لے جا کر انسان کو یہ بتلایا جاتا ہے کہ تو دنیا میں آ کر کھڑا ہے اور بڑا اکڑ اکڑ کر چل رہا ہے لیکن تجھے تھوڑا سا جھکنا پڑیگا ،اور رکوع برزخی کیفیت کا حامل ہے، رکوع میں نہ تو آدمی کا پورا بدن جھکا ہوا ہوتا ہے، اور نہ ہی پورا بدن کھڑا ہوا ہوتا ہے، آدھا بدن کھڑا ہوتا ہے اور پیر تو کھڑے ہی رہتے ہیں صرف بدن ہی جھکتا ہے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ بندے تیرے مرنے کے بعد ایک دنیا ایسی آنے والی ہے جس کو عالم برزخ کہا جاتا ہے، اور برزخ کا مطلب یہ ہے کہ نہ پوری دنیا اور نہ پوری قیامت، بلکہ درمیان کی چیز کو برزخ کہتے ہیں اور رکوع کے اندر سُبۡحَانَ رَبِّی

الْعَظِيْمُ کی تسبیح پڑھوا کر اس بات کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے کہ میرا رب جس کی ذات بڑی عالیشان ہے وہ کسی کے سامنے اس طرح جھکنے سے پاک اور بے نیاز ہے، بندہ جھکاؤ کی صفت سے اللہ تعالی کی ذات عالیہ کو پاکیزہ قرار دیتا ہے، یہی وجہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ جب اوپر سے نیچے کی طرف اترتے تھے تو سبحان اللہ، فرماتے تھے اور جب نیچے سے اوپر کی طرف چڑھتے تھے تو، اللہ اکبر، فرمایا کرتے تھے اور اس کی وجہ پر آپ نے کبھی غور کیا؟ کہ آپ ﷺ اس طرح کیوں کہا کرتے تھے، اللہ اکبر، اللہ سب سے بڑا ہے آپ کہو گے کہ اتنا تو پیدائش ہی سے معلوم ہے کہ اللہ تعالی سب سے بڑا ہے لیکن اوپر چڑھتے وقت ہی کیوں پڑھوایا گیا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ آدمی اگر دوسری منزل پر آ گیا اور اس کے دل میں یہ بات آئے کہ میں تو دوسری منزل پر آ گیا میرا مقام اب بڑا ہو گیا اس لئے فرمایا کہ، اللہ اکبر، کہہ، تا کہ تیری شان ٹھکانے پر رہے، تو کتنا بھی اوپر جائیگا تو بندہ ہی رہے گا، لیکن نیچے کی طرف اترتا ہے تو ،سبحان اللہ، کہنے کا حکم ہے، اس بات کی طرف اشارہ کرو کہ میرا رب بلند و بالا ہے اس طرح جھکنے سے منزہ، مبرا پاک اور صاف ہے۔

قومہ کے ذریعہ ایک سبق

دیکھو۔ ایک ایک رکن کے اندر کتنے بڑے بڑے عقیدہ کا پتہ دیا جاتا ہے اور پھر اس کو رکوع سے دوبارہ کھڑا بھی کیا جاتا ہے اس بات کی جانب اشارہ کرنے کے لئے کہ برزخ میں جانے کے بعد تجھے دوبارہ زندہ بھی ہونا ہے۔ مرنے کے بعد زندہ ہو کر اللہ کے سامنے جانا ہے، اور اپنے اعمال کا حساب دینا ہے۔

دو سجدے اور ایک ہی رکوع کیوں؟

اور عجیب بات ہے کہ نماز میں رکوع ایک، اور سجدے دو ہیں، ایسا کیوں؟ حالانکہ رکوع بھی دو ہونا چاہئے تھا یا یہ کہ سجدہ بھی رکوع کی طرح ایک ہونا چاہئے، شاہ عبدالعزیز صاحبؒ نے لکھا ہے کہ دو سجدے انسان کی اصل حقیقت اور اس کے انجام کی طرف اشارہ کرنے کے لئے رکھے گئے ہیں پہلے سجدہ میں یہ سمجھایا کہ پہلے تو کچھ بھی نہیں تھا جس کو سورہ دہر میں فرمایا کہ هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَذْكُوْرًا، کہ تو پہلے کچھ بھی نہیں تھا تو کسی کھیت کی مولی تھا کسی دال کا دانہ تھا، تیرے باپ نے یا تیرے دادا نے اس کو پسوایا اس کا آٹا بنوایا اس کو پکا کر کھایا اور ان کے نطفہ سے تو دنیا میں آیا، ورنہ تو تُو پہلے کچھ بھی نہیں تھا، پہلے سجدہ میں جا کر اس حقیقت کو یاد کر۔

اور پھر جب انسان دنیا میں آتا ہے تو کچھ نہیں سے کچھ بنتا ہے، اس کے کچھ ہونے کو بتلانے کے لئے فرمایا کہ چلو پہلے سجدہ سے سر اٹھاؤ، اور تھوڑا سا بیٹھ جاؤ، یہ سمجھانے کے لئے کہ تم کچھ بھی نہیں تھے ہم نے تم کو کچھ بنا دیا اور کوئی اس طرح بھی نہ سمجھے کہ پہلے کچھ بھی نہیں تھا اب کچھ ہو گیا ہوں اور ہمیشہ کچھ رہنے ہی والا ہوں اس خیال کو دور کرنے کے لئے فرمایا کہ پھر تو سجدے میں جا، تا کہ تجھے یہ پتہ چلے کہ تو دنیا میں ہمیشہ کے لئے نہیں آیا تجھے ایک دن مرنا ہے، اور دوسرے سجدے میں جانے کے بعد سر اٹھاؤ یہ بتلانے کے لئے تمہیں قبر میں جانے کے بعد دوبارہ اٹھایا جائیگا اور اٹھ کر اللہ تعالی کے سامنے جواب دینا ہے، وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَاِذَاهُمْ مِنَ الْاَجْدَاثِ اِلٰى رَبِّهِمْ

یَنسِلُونَ ۔ کہ جب صور پھونکا جائیگا تو سب لوگ اپنی اپنی قبروں سے اٹھ کھڑے ہو جائیں گے۔تو آخرت کو سمجھانے کے لئے دوسرے سجدہ سے سر اٹھایا گیا۔

التحیات ایک گفتگو ہے

اور میرے بھائیو۔کیا بہترین نظام ہے کہ دوسری رکعت کے بعد قعدہ میں بٹھایا جاتا ہے اور پھر اس میں التحیات پڑھوائی جاتی ہے یہ اشارہ دلوانے کے لئے کہ نماز کوئی اتنی سستی چیز نہیں ہے بلکہ یہ مومن کی معراج ہے التحیات کے جملے یاد دلا رہے ہیں کہ التحیات میں وہ پوری بات چیت ہے جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے درمیان آسمان میں ہوئی تھی آدمی جب کسی بڑے کے دربار میں جاتا ہے تو سلامی پیش کرتا ہے۔اللہ کے رسول ﷺ نے سلامی پیش کی اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالطَّیِّبَاتُ اور آگے کے پورے جملے پڑھے۔

اللہ تعالی نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا کہ،، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ پتہ چلا کہ اصل سلام اس طرح ہے صرف، السلام علیکم نہیں اگر کوئی صرف السلام علیکم کہتا ہے تو صرف دس نیکیاں ملتی ہیں اور السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہتا ہے تو بیس نیکیاں اور السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہتا ہے تو تیس نیکیاں ملتی ہیں، اللہ تعالی نے ایسا ہی کامل سلام کہا ہے حضور اکرم ﷺ کی کیا شان رحیمی ہے اللہ تعالی نے حضور ﷺ کو سلام کیا اور فرمایا، اَیُّھَا النَّبِیُّ ،حضور ﷺ اپنی امت کے ساتھ بڑے شفیق تھے تو فرمایا کہ صرف مجھ پر سلامتی نہیں، میں تو سارے عالم کے لئے رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں اور یہ لقب وَمَا اَرسَلنٰکَ اِلَّا رَحمَةً لِلعَالَمِین (اے نبی ہم نے آپ

کو دنیا جہاں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے) آپ نے ہی مجھ کو دیا ہے اس لئے یہ سلامتی میں صرف اپنے لئے ہی نہیں چاہتا ہوں بلکہ اب میں خود کہتا ہوں اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِاللّٰہِ الصَّالِحِینَ کہ اے اللہ آپ کی سلامتی ہم پر بھی ہونی چاہیئے اور آپ کے تمام نیک بندوں پر بھی ہونی چاہیئے ۔ان باتوں کو جو آسمان پر ہو رہی تھی فرشتے سن کر خوش ہو گئے فرشتے وجد میں آگئے کہ حبیب اور محبوب کے درمیان کیا کلام ہو رہا ہے ،ایک دوسرے کو سلامی دی جا رہی ہے تو فرشتوں نے بے ساختہ ہو کر کہا کہ، اَشْھَدُ اَن لَّااِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ،، التحیات پورا ہو گیا۔

درود اور دعا پڑھنے کی وجہ

اب التحیات کے بعد درود پڑھوایا جاتا ہے یہ کیوں پڑھوایا جاتا ہے؟ یہ یاد دلانے کے لئے کہ التحیات حضور ﷺ کے صدقہ طفیل ہی میں ملا ہے یہ نماز حضور ﷺ کے صدقہ طفیل میں ملی ہے لہذا ذرا ان کو بھی یاد کر لیا کرو کہ ان کی شان اقدس میں درود پڑھ لیا کرو، ان کی شان اقدس پر سلام پہونچا دیا کرو، اور دیکھو میرے بندو!! تم نے نماز تو پڑھ لی ،درود بھی بھیجا لیکن تمہاری عبادتیں اس قابل نہیں ہیں کہ اس کو آسمان پر قبول کیا جائے تمہاری عبادتیں ٹوٹی پھوٹی ہیں اس لئے اخیر میں دعا بھی کر لیا کرو اَللّٰھُمَّ اِنِّی ظَلَمْتُ نَفْسِی ظُلْمًا کَثِیْرًا الخ ، یہاں اعتراف بھی کروایا جا رہا ہے کہ تم ایسی ہی دعا مانگو جیسے کہ تمہارے باپ نے کہا تھا ،، رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا ،، اس لئے تم بھی بولو اے اللہ میں نے اپنے آپ پر بڑا ظلم کیا ہے فَاغْفِرْلِی فَاِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ

الذُّنُوبَ اِلَّااَنْتَ،، کہ تو مجھے معاف کردے تیرے علاوہ کوئی مجھ کو معاف کرنے والا نہیں ہے۔

سلام بھی کہلایا جاتا ہے

دیکھا آپ نے کتنا بہترین نظام ہے اور نماز کے پورا ہونے پر تو سلام پھیرا جاتا ہے، لیکن ہم لوگوں کو سلام پھیرنے کے وقت چہرہ پھیرنے کا حکم ہے، اور سلام کب کرنے کا حکم ہے ایک تو آدمی کہیں جاتا ہے تب، اور ایک اس وقت جب کہ وہاں سے رخصت ہوتا ہے تب، خدا حافظ کہتے ہیں، تو یہ سلام کیوں پھرایا جاتا ہے، ہمارے علماء بڑی پتہ کی بات لکھتے ہیں، سبحان اللہ، ان کی نظر تو باریک سے باریک باتوں پر جاتی ہے، فرمایا کہ نماز کے اندر اخیر میں سلام کہلانے کی وجہ یہ ہے کہ آدمی جب نماز پڑھتا ہے تو ایسا لگتا ہے کہ دنیا میں ہے لیکن درحقیقت وہ آخرت کا سفر کر رہا ہوتا ہے وہ تو اللہ تعالی سے بات چیت کر رہا ہوتا ہے، اب جب بندے نے بات پوری کر لی اور بات کر کے رخصت ہو رہا ہے اور پھر دنیا کی طرف آرہا ہے تو کہا جائیگا، **السلام علیکم ورحمة الله** ، کہ اے اللہ اب میں تیری بارگاہ سے رخصت ہو رہا ہوں، اور رخصت ہوتے وقت سلام کہنا چاہئے، تو سلام کہلایا گیا مگر بندہ کا دل کڑھتا ہے کہ اے اللہ اتنی ملاقات ہوئی کہ ابھی تشنگی پوری نہیں ہوئی ابھی پیاس باقی ہے محبوب سے دو دو گھنٹہ بھی اگر بات کی جائے تب بھی جی بھرتا نہیں ہے یہی فلسفہ ہے کہ اللہ والے رات رات بھر نماز میں لگے رہتے ہیں مگر ان کا جی نہیں بھرتا ہے جس شخص کو خدا تعالی کے ساتھ جتنی محبت ہوگی اس کو نماز پڑھنے میں اتنا ہی مزا آئیگا۔

خدا حافظ کہنے کا حکم

اور آج کل تو رخصت ہوتے وقت السلام علیکم کے بجائے خدا حافظ کا دور چل پڑا ہے، خدا حافظ کہنے میں کوئی حرج نہیں ہے اس لئے کہ یہ بھی ایک دعا ہے، لیکن سنت طریقہ یہ ہے کہ جب ایک دوسرے سے جدا ہو تو، **السلام علیکم**، کہنا چاہئیے اور فون پر بھی اسی طرح سلام کرنا چاہئیے جب بات پوری ہو جائے تو سلام کرنا چاہئیے اس لئے کہ فون بھی ایک قسم کی ملاقات ہے، فون رکھتے وقت بھی بجائے، تھانکیو، وغیرہ کے سلام کرنا چاہئیے تو سنت طریقہ ادا ہو جائیگا اور بیٹھے بٹھائے مفت میں دس نیکیاں مل جائیگی اس کی شروعات تو کردو (انشاء اللہ) بھول سے کبھی خدا حافظ بھی نکل جاتا ہے اس لئے کہ اس کی عادت بن گئی ہے لیکن السلام علیکم کی عادت بناؤ تم کہو گے تو ہمیں بھی ثواب مل جائیگا ہم تو ایسی ہی چیزیں تلاش کرتے ہیں کہ ہمارے کہنے سے کوئی کام کرتا ہو جائے تو ہمیں بھی ثواب ملے گا مہینہ بھر سے زبان ہلا رہا ہوں اتنا تو حق ہے کہ آپ سے اس چیز کا مطالبہ کروں اور قیامت میں جب آپ کا اعلان ہو جائے تو ذرا مجھے بھی یاد کر لینا کہ اس مولانا کو بھی بلاؤ کہ ان کو بھی اپنے ساتھ میں جنت میں لے جائیں گے اللہ تعالی ہم سب کو جنت میں ایک ساتھ داخلہ نصیب فرمائے آمین۔۔

شیعہ سلام کی جگہ تالی مارتے ہیں

اور شیعہ تو نماز میں سلام پھیرنے کے وقت تالی بجاتے ہیں اور حرم شریف میں آپ نے دیکھا ہو گا کہ کچھ ملعون چہرے والے نماز کے ختم پر اس طرح ہاتھ بجاتے

ہیں، وہ شیعہ ہی ہوتے ہیں اور کچھ بزرگوں نے تو لکھا ہے کہ مرتے وقت شیعوں کا چہرہ مسخ ہوجاتا ہے، اوران کے چہروں کی کیفیت پوری بدل جاتی ہے، اور ہم نے ہمیشہ دیکھا ہے کہ کسی شیعہ کی اگر موت ہوجائے تو اس کا چہرہ کسی کو دکھایا نہیں جاتا ہے اس لئے کہ ان سے بڑا بدمعاش کون ہوگا جو ابوبکر وعمر کو گالی دیتا ہو، وہ جلیل القدر صحابہؓ جنہوں نے حضور ﷺ کا پورا پورا ساتھ دیا حضور ﷺ تو فرماتے ہیں کہ میں نے تمام صحابہ کرام کے احسان کا بدلہ دیدیا مگر ابوبکر کے احسان کا بدلہ میں نہیں ادا کرسکا، اب اگر کوئی ایسی شخصیت عظمی کو گالی دیتا ہو تو اس کا چہرہ یہاں نہیں بگڑیگا تو اور کہاں بگڑیگا، آخرت میں تو ان کے لئے ذلت اور رسوائی ہے ہی، تو وہ لوگ سلام پھیرنے کے وقت تالی مارتے ہیں۔

کچھ لوگوں کی نمازوں کا حال

اور جس کو نماز سے جتنی کم محبت ہوگی تو وہ ایسی نماز پوری کرتا ہے ایسا لگتا ہے کوئی اس کے پیچھے لگا ہوا ہے، اور کچھ لوگ تو ایسے ہوتے ہیں کہ ان کی نمازوں کے اوقات طے ہوتے ہیں اور وہ یہ ہیں، آٹھ۔ ساٹھ۔ اور کھاٹ، اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ آٹھ یعنی جمعہ جمعہ کی نماز، اور ساٹھ یعنی رمضان اور بقرعید کے درمیان جو ساٹھ دن کا فاصل ہوتا ہے، وہ ساٹھ ہوئے اور کھاٹ کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ کوئی جنازہ آ گیا اور وہاں کھڑے ہوئے ہے یا جنازہ کے ساتھ چلے گئے تو رومال باندھ کر کھڑے ہوجاتے ہیں اور کچھ لوگ تو رومال بھی نہیں باندھتے ہیں اور کچھ لوگ رومال باندھ کر دور کھڑے ہوتے ہیں اس لئے کہ جنازہ کی نماز نہیں آتی ہے۔

محبوب سے بات کرنے میں مزا آتا ہے

جس کو اپنے محبوب کے ساتھ محبت ہو، اس سے بات کرنے میں گھنٹے گزر جاتے ہیں لیکن کچھ پتہ نہیں چلتا ہے چاہے پسینہ میں شرابور ہو، گلہ خشک ہو جائے تب بھی کوئی احساس نہیں ہوتا، اس لئے کہ دل ادھر ہی لگا ہوا ہے حضرت موسیٰؑ کا ایسا ہی تو ہوا تھا کہ جب حضرت موسیٰؑ کو اللہ تعالی نے جبل طور پر بلایا، تو اللہ تعالی نے اپنے پیارے بندے حضرت موسیٰؑ کو پوچھا وَمَا تِلْكَ بِيَمِينِكَ يَامُوسٰى کہ موسی تمہارے ہاتھ میں کیا ہے؟ تو جواب صرف اتنا ہی دینا چاہیئے تھا کہ میرے ہاتھ میں لاٹھی ہے اس لئے کہ سوال صرف یہ تھا کہ تمہارے ہاتھ میں کیا ہے؟ لیکن حضرت موسیٰؑ جو شروع ہوئے تو بات بڑھا دی کہ یہ میری لاٹھی ہے میں اس پر ٹیک لگا تا ہوں اور میری بکریوں کے لئے گھاس جھڑاتا ہوں، اور اس میں اور بھی میرے لئے بہت سارے فائدے ہیں ایسا کیوں؟ سوال کے مطابق جواب دینا چاہیے ورنہ امتحان میں فیل کر دیا جاتا ہے تو دنیا کے امتحان چولھے میں جائیں یہ تو ایک حبیب اور محبوب کے درمیان بات چیت ہو رہی ہے اور جب محبوب اور حبیب کے درمیان بات ہو تو سلسلہ کلام کو آگے بڑھانے کے لئے آدمی دوسری باتیں بھی پیدا کرتا رہتا ہے تا کہ اس کے ساتھ بات کرنے میں لطف اور مزا آئے اور تا کہ اس کے ساتھ مزید وقت گزرے اس لئے حضرت موسیٰؑ نے سلسلہ کلام کو دراز کیا اور اخیر میں فرمایا کہ اس میں اور بھی میرے بہت سے فائدے ہیں اللہ تعالی نے فرمایا کہ ٹھیک ہے اپنی لاٹھی کو زمین پر ڈالو تا کہ یہ معجزہ بنے۔

مومن نماز طویل کرتا ہے

تو میں یہ عرض کرر ہا ہوں کہ جیسے موسیٰؑ کو اپنے رب سے بات کرنے میں وقت درکار تھا اور وہ وقت طویل کرر ہے تھے اللہ کے مومن بندے وہ ہیں جو نماز کو لمبی لمبی پڑھتے ہیں ان کو نماز امیں بڑا مزا آتا ہے ایک ایک سجدے میں ان کی پوری پوری رات گزر جاتی ہے، اس لئے کہ ان کو نماز میں قرار ملتا ہے جیسے کہ رونے والے بچہ کو اپنی ماں کے گود میں قرار ملتا ہے اور اس کا رونا بند ہو جا تا ہے ایک بندہ جب دنیا کی تمام مصیبتوں اور جھمیلوں سے اکتا کر مسجد میں آتا ہے اور سجدہ میں جا تا ہے تو اسے ایسا لگتا ہے گویا کہ میرے خدا نے مجھے گود لے لیا ہے حدیث میں ہے کہ جب بندہ سجدہ کرتا ہے تو گویا خدا تعالی کی گود میں آ گیا اور خدا کی گود سے بڑھ کر کہیں بھی سکون نہیں ہو سکتا اگر ہمیں وہاں سکون نہیں ملتا ہے تو اس کا مطلب یہ کہ ہم نے اپنی نماز کی حقیقت کو صحیح طور پر سمجھا ہی نہیں۔

نماز جامع العبادات ہے

اور ایک بات میں بتانا چاہتا ہوں کہ نماز ظاہر میں ایک عبادت ہے لیکن اس ایک عبادت میں اللہ تعالی نے تمام عبادتیں جمع رکھی ہیں حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ نے کسی موقع پر ایک مرتبہ تقریر فرمائی تھی اس میں یہ ثابت کرنے کی کامیاب کوشش فرمائی تھی کہ نماز جہاں نماز ہے وہیں کلمہ بھی ہے، نماز کے اندر زکوۃ بھی ہے، نماز میں حج بھی ہے، اور نماز میں تمام قسم کی عبادتیں ہیں، کیسے؟ اور کیوں؟ نماز کے اندر یہ تمام عبادتیں رکھی گئی ہیں، اس کو آپ سمجھئے کہ انسان جو ظاہر میں ایک مخلوق نظر

آ رہا ہے لیکن اللہ تعالی نے اس کو دنیا بھر کی تمام مخلوقات کا مرکز بنایا ہے، اور دنیا میں جو مخلوقات ہیں، سمندر ہیں ندیاں ہیں نالے ہیں پہاڑ ہیں درخت ہیں جنگل ہیں جانور ہیں اور مختلف قسم کے جانور ہیں اور سمندر ہیں اور دنیا کے سمندروں کا پانی بھی الگ الگ ہوتا ہے کسی سمندر کا پانی کھارا، تو کسی کا میٹھا، کسی سمندر کا پانی کڑوا، ان ساری مخلوقات کا نمونہ اللہ تعالی نے انسان کے اندر پیدا کیا ہے انسان ایک مخلوق نظر آتا ہے لیکن اس کے اندر کیڑے مکوڑے بھی ہیں، جراثیم جنہیں کہتے ہیں اور انسان کے اندر اللہ تعالی نے پہاڑ بھی ہڈیوں کی شکل میں پیدا فرمائے ہیں۔ اور آپ کو معلوم ہے کہ پہاڑ میں سے پانی نکلتا ہے اسی طرح انسان کی ہڈیوں میں سے گودا نکلتا ہے، کیلشیم نکلتا ہے اور پہاڑ میں سے نکلنے والا پانی سب سے زیادہ میٹھا ہوتا ہے، ہڈی میں سے نکلنے والا گودا سب سے زیادہ پاورفل ہوتا ہے، اور دنیا کے اندر نہریں بھی ہیں، ندیاں بھی ہیں، اللہ تعالی نے آنکھ کے اندر ایک نہر چلائی ہے، منہ کے اندر ایک نہر چلائی ہے، آنکھ کے اندر ایسی نہر ہے کہ اس میں سے کھارا پانی نکلتا ہے۔ اور منہ کے اندر سے جو نہر چلتی ہے اس میں سے میٹھا پانی نکلتا ہے، جو تھوک کا ذائقہ ہوتا ہے اور پِتّہ کے اندر ایسی نہر ہے کہ اس کے اندر سے جو پانی نکلتا ہے وہ کڑوا پانی ہوتا ہے، اور دنیا کی نہروں کے اندر عجیب وغریب بات ہے۔

اللہ تعالی ارشاد فرماتے ہیں کہ وَهُوَ الَّذِي مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ وَّهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ وَجَعَلَ بَيْنَهُمَا بَرْزَخًا وَحِجْرًا مَحْجُورًا اس بات کو سمجھنے کی کوشش کیجئے، سائنس لوگوں کو اس کے سمجھنے میں بڑا مزا آئیگا۔ کہ دنیا کے اندر کئی سمندر

ایسے ہیں کہ سمندر کے ایک طرف کھارا پانی بہہ رہا ہے، اور دوسری طرف میٹھا پانی بہہ رہا ہے مگر خدا تعالی کے اشارے پر دونوں سمندر ایسے بہتے ہیں کہ ایک دوسرے میں کھارے اور میٹھے کا مزا خلط ملط نہیں ہوتا ہے، اگر خلط ملط ہو جائیں تو کھارے کا اثر میٹھے میں اور میٹھے کا اثر کھارے میں پہونچ جائے گا لیکن ایسا ہوتا نہیں ہے اللہ تعالی نے بھی انسان کے بدن کے اندر ایسا نظام بنا کر رکھا ہے کہ یہ بھی ایک ندی اور سمندر ہے مگر دونوں کبھی ایک دسرے کے ساتھ جمع نہیں ہوتے ہیں۔ کبھی آپ نے دیکھا ہوگا کہ منہ کے اندر سے کڑوا پانی نکل رہا ہوتا ہے، کھارا پانی نکل رہا ہوتا ہے پِتہ کے اندر کھارا پانی ہوتا ہے اور کلیجہ میں خون ہے۔

اگر پت کی بیماری ہو جاتی ہے یعنی کھارے سمندر کی پائپ لائن پھٹ جاتی ہے تو وہ پورے بدن کے اندر سرایت کر جاتا ہے اور میٹھے کو بھی کڑوا بنا دیتا ہے اور گیس پھٹ جائے تو پھر آدمی مر جاتا ہے پت کڑوا پانی ہے لیکن اللہ تعالی نے اس پت کے پانی کو کلیجہ میں پہنچنے سے روک لیا تاکہ یہ خون کو خراب نہ کرنے پائے تو گویا کہ یہ نمونہ ہے دو نہروں کے آپس میں نہ ملنے کا۔اسی طرح اللہ تعالی نے انسان کے اندر جنگل کا بھی نمونہ پیدا فرمایا ہے۔

بال اگا کر جنگل کا نمونہ بتلایا ہے اور دنیا کے درختوں میں سے کچھ درخت ایسے ہوتے ہیں کہ ان کو بار بار کاٹنا پڑتا ہے تب وہ اچھے معلوم ہوتے ہیں اور کچھ جنگل ایسے ہوتے ہیں کہ ان کے پتوں کو ویسا ہی رکھا جائے چنانچہ انسانی بدن میں اُگنے والے بالوں کی بھی الگ الگ قسمیں ہیں کہ کچھ کو ہفتہ میں کچھ کو مہینہ میں کچھ کو چالیس دن میں کاٹنے

کا حکم دیا گیا اور ڈاڑھی رکھنے اور بڑھانے کا حکم ہے تو انسان کے بدن کے اندر سارے نمونے ہیں پہاڑ بھی ہیں درخت بھی ہیں جنگل بھی ہیں نہریں بھی ہیں۔ اب ظاہر بات ہے کہ جب انسان کے اندر تمام مخلوقات موجود ہیں تو اس کو عبادت بھی تمام عبادات کی جامع دی جانی چاہئے تھی اور وہ نماز ہے، انسان انسان تو ہے، مگر انسان پہاڑ بھی ہے، انسان جنگل بھی ہے، انسان درخت بھی ہے، انسان سب کچھ ہے، اور دوسری مخلوقات بھی عبادت کرتی ہے، ہمارے علماء نے لکھا ہے پہاڑ قاعدے میں بیٹھے ہوئے ہیں، درخت قیام میں کھڑا ہوا ہے، اور گائے بیل بھیس رکوع میں ہیں، قرآن اس کو سمجھاتا ہے کہ۔ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُسَبِّحُ لَهٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالطَّيْرُ صٰٓفّٰتٍ كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلٰوتَهٗ وَتَسْبِيْحَهٗ.......

کہ آسمان اور زمین کی تمام مخلوقات کو ہم نے نماز سکھلا دی ہے گویا کہ تمام مخلوقات نماز کے اندر لگی ہوئی ہیں درخت قیام کر رہا ہے، گائے بیل بھینس رکوع میں ہیں، اب ان تمام مخلوقات کی الگ الگ عبادتیں انسان کو دیدی گئی کہ انسان رکوع بھی کریگا سجدہ بھی کریگا قعدہ بھی کریگا قیام بھی کرے گا، اس لئے کہ انسان بیک وقت سب کچھ ہے دیکھا آپ نے کہ نماز کتنی جامع عبادت ہے، اب اگر کسی نے اس کو ادا کر دیا تو گویا کہ اس نے تمام مخلوقات کی عبادت ادا کر دی، اسی وجہ سے حضرتِ انسان کو تمام مخلوقات پر شرف اور فضیلت حاصل ہے کہ تمام مخلوقات اپنی الگ الگ عبادت کرتی ہیں اور انسان ایک عبادت کے اندر تمام عبادتیں کر لیتا ہے۔ اور میں نے آپ کو بتلایا کہ نماز کے اندر زکوۃ بھی ہے اس لئے کہ زکوۃ کے اندر مال کا خرچ کرنا ہوتا ہے اندر سے بخل کی

بیماری کو دور کرنا ہوتا ہے مال کی محبت کی بیماری کو دور کرنا ہوتا ہے نماز پڑھنے کے لئے نماز پڑھانے کے لئے مسجد کی اور مصلے کی ضرورت پڑے گی یا نہیں؟ تو اس کے لئے کیا کرنا پڑیگا کیا مفت میں آسمان سے مل جائیگا، اس کے لئے تو پیسہ خرچ کرنا پڑیگا زمین خریدنی ہے مسجد بنانا ہے تو پیسے جمع کرتے ہیں یہ دوسرے الفاظ میں کیا ہے؟ زکوۃ وصدقات ادا ہو رہے ہیں۔ اور نماز میں کپڑا پاک ہونا چاہیئے جگہ پاک ہونی چاہیئے اور ان تمام کے لئے تو پیسوں کی ضرورت پڑتی ہے پتہ چلا کہ نماز کے لئے پیسے نکالنا بھی ضروری ہے نماز نماز بھی ہے اور ساتھ میں زکوۃ بھی ہے، اس لئے مسجد کی ضرورت کو پورا کرنا اور نماز کے لئے جگہ کا انتظام کرنا یہ بھی گویا مسجد ہی کی ایک ضرورت ہے، اور نماز کو پورا کرنے کا ایک بہترین طریقہ ہے اگر کوئی مسجد کے لئے جان مال لگاتا ہے تو گویا اس نے نماز کی فکر کی، اور نماز کی فکر کرنے والا گویا اپنی زندگی بھر نماز کی پابندی کرنے والا ہے، اور جو نماز کا پابند ہوگا وہ دیگر کام بھی اچھے ہی کریگا۔

نماز کے اندر حج بھی ہے اس کا یہ مطلب نہیں کہ نماز پڑھلی تو حج ہو گیا، اور حج کرنے کے لئے جانے کی ضرورت نہیں، ایسا نہیں ہے، بلکہ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالی نے ایسی مقدس عبادت دی ہے اس کے ذریعہ حج کی عبادت بھی ہو جاتی ہے، اللہ تعالی کی بلندی اللہ تعالی کی کبریائی اللہ تعالی کی عظمت کا بیان اور ایک ہی چکر سے شروع ہو کر اسی چکر پر آنا نماز میں بھی یہی ہے بار بار اللہ اکبر اللہ اکبر پھر کبھی رکوع میں جاتا ہے کبھی سجدے میں جاتا ہے تو پھر کھڑا ہوتا ہے پھر اپنی اسی پوزیشن پر آتا ہے گویا بار بار اللہ تعالی کی بارگاہ کا طواف کرتا ہے۔

ڈاڑھی بہترین درخت ہے

اور ابھی جیسا کہ میں نے ڈاڑھی کا تذکرہ کیا ہے کہ یہ ایک درخت ہے اور یہ ڈاڑھی اتنا بہترین درخت ہے کہ اس کے بارے میں فرمایا کہ اس کو بڑھنے دو، اس لئے کہ اسکی زینت کی تو فرشتے تسبیح پڑھتے ہیں سُبْحَانَ مَنْ زَيَّنَ الرِّجَالَ بِاللُّحٰى وَسُبْحَانَ مَنْ زَيَّنَ النِّسَآءَ بِالذَّوَائِبِ ، پاک ہے وہ ذات جس نے مردوں کو ڈاڑھیوں کے ذریعہ اور عورتوں کو چوٹیوں کے ذریعہ زینت بخشی ، معاف کیجئے گا کہ اب عورتوں کو مرد بننے کا اور مردوں کو عورتیں بننے کا شوق ہو گیا ہے مرد ڈاڑھی کٹواتے ہیں جو انکی زینت کا سامان ہے اور عورتیں چوٹیاں کٹواتی ہیں جو ان کی زینت کا سامان ہے۔

ڈاڑھی ایک نعمت ہے

میرے استاذ حضرت مولانا محمد یوسف صاحب دامت برکاتہم نے ایک مرتبہ بڑا زبردست استدلال فرمایا تھا مشکل سے سمجھ میں آئیگا لیکن آجائے تو بڑے کام کی بات ہے فرمایا کہ جنت نعمتوں کو مکمل کرنے کی جگہ ہے دنیا کے اندر جتنی نعمتیں دینا باقی تھیں، وہ تمام جنت کے اندر پوری کی جائیگی، جنت میں کوئی نعمت ایسی نہیں ہوگی جس سے انسان کو محروم رکھا جائیگا، حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی کی التعلیق الصبیح جو مشکوۃ شریف کی شرح ہے اس کے حوالہ سے فرمایا حضرت آدمؑ کی دنیا میں پیدائشی طور پر ڈاڑھی نہیں تھی کچھ لوگوں کو پیدائشی طور پر بال نہیں نکلتے ہیں آپ نے اگر قاضی مجاہد الاسلامؒ کو دیکھا ہو تو معلوم ہوگا کہ چار پانچ بال تھے تو فرمایا کہ حضرت آدمؑ

کو ڈاڑھی نہیں تھی اللہ تعالی حضرت آدمؑ کو جنت میں ڈاڑھی دیں گے پتہ چلا کہ یہ ایک نعمت ہے جس کا اتمام جنت میں ہوگا اگر یہ نعمت نہ ہوتی تو حضرت آدمؑ کو ڈاڑھی نہ دی جاتی ۔ اللہ تعالی نے ہمیں ڈاڑھی کی نعمت دی، اور ہمارا حال یہ ہے کہ روزانہ چکنے بن رہے ہیں اور کچھ لوگ تو بوڑھے ہوجانے کے باوجود بھی ڈاڑھی کاٹتے ہیں میں تو یوں کہتا ہوں کہ بوڑھوں کو جوان بننے کا شوق ہورہا ہے، اور جوان پہلے سے ہی بوڑھے ہورہے ہیں عام طور سے میں اس ملک کے اندر دیکھتا ہوں کہ نوجوانوں کی ڈاڑھی ماشاءاللہ ایک نمونہ ہے۔ لیکن بڈھے خشخشی رکھتے ہیں کہ ہم بھی ینگ ہیں اصل تو جنت کا جوان بننا ہے۔

آپ ﷺ کا مذاق فرمانا

اللہ کے رسول ﷺ کے پاس ایک مرتبہ بوڑھی اماں آئی، اس نے پوچھا کہ یارسول اللہ کیا میں جنت میں جاؤنگی ؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ نہیں۔ وہ بوڑھی عورت بیچاری رونے لگی کہ یہ تو بڑا مشکل مسئلہ ہوگیا۔ کہا کہ یارسول اللہ آپ نے فرمایا بڑھیا جنت میں نہیں جائیگی اب ہمارا کیا ہوگا حضور ﷺ نے فرمایا کہ اماں کیوں فکر کرتی ہے، میں نے جو بات کہی وہ بالکل صحیح کہی ہے کہ بڑھیا کبھی جنت میں نہیں جائیگی اس لئے کہ وہ جنت میں تو جائیگی لیکن بوڑھی ہوکر نہیں بلکہ جوان ہوکر جائیگی اب بات صحیح ہوگئی آپ ﷺ نے جو مذاق کرنا چاہا تھا وہ بھی ہوگیا اور بات بھی ہوگئی اور دنیا کی یہ عورتیں حورعین کی بھی سردار رہیں گی۔ اور اگر دنیا کی عورتیں اپنے شوہر کو ستاتی ہیں تو آسمان پر حورعین کہتی ہے کہ تجھے شرم نہیں آتی ہے کہ اتنا قیمتی

شوہر تجھے ملا ہے اس جوہر کی تو کوئی قدر ہی نہیں کر رہی ہے ذرا اس کو میرے پاس آنے تو دے میں اس کی قدر کر کے بتلاتی ہوں۔تو میرے بھائیو۔ڈاڑھی تو بہت بڑی نعمت ہے اس لئے ذرا ہمت کرو اور نیت کرو کہ انشاء اللہ رمضان المبارک کی برکت سے ہم ڈاڑھی کو پورا کرنے کی کوشش کریں گے اور اس مسجد کے مصلیوں میں ڈاڑھی تو رکھنے والے ہیں لیکن خشخشی رکھنے والے ہیں یہ غلط ہے اور غلط بات تو کہنی پڑیگی ایسا تھوڑی چلے گا کہ حاجی صاحب اور فلاں صاحب آپ تو بڑے اچھے ہیں آپ نے مہینہ بھر لندن میں بڑی خدمتیں کیں اور مدرسہ کا بہت تعاون کیا اس لئے کچھ نہیں کہتے ہیں آپ نے خدمتیں کیں اللہ تعالی آپ کو اس کا بدلہ عطا فرمائے۔۔آمین،شکریہ ادا کرنے کی جگہ پر شکریہ بھی ادا کیا جائیگا۔لیکن جو بات کہنی ہے وہ اپنی جگہ پر کہی جائیگی کہ اللہ تعالی نے جو نعمت دی ہے خوبصورتی کا جو سامان دیا ہے اس کا پورا کرنا ضروری ہے اور اگر بڑی عمر والے اس کی کوشش کریں گے تو انشاء اللہ نو جوانوں کو بھی اس کا رکھنا آسان ہو جائیگا ورنہ بیٹا کہے گا کہ مفتی صاحب ہم کو کیا کہتے ہو ہمارا ابا بوڑھا ہو گیا ہے اور پھر بھی سیٹنگ کرتا ہے تو ہم کیوں نہ کریں تو آپ غلط کام کر رہے ہیں اور اپنی اولاد کو بھی غلط کام کے کرنے پر ہمت دلا رہے ہیں،تو میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ ڈاڑھی انسان کے لئے زیب وزینت کا سامان ہے۔

ڈاڑھی رکھنے کا مسنون طریقہ

اور یہ بات بھی سن لیں کہ ایک دم لمبی ڈاڑھی رکھنے کو بھی اسلام نے پسند نہیں فرمایا،اسلام اعتدال کی راہ چلتا ہے اور اس کی مقدار ایک مشت کی بقدر ہے،اسی لئے

فرمایا، خَالِفُوا الیَهُودَ وَالنَّصَارٰی، کہ یہود اور نصاری کی مخالفت کرو، وہ پیٹ تک ڈاڑھی رکھتے ہیں تم ایک مشت کی بقدر ڈاڑھی رکھو، حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا اثر امام محمدؒ نے اپنی موطا میں نقل فرمایا ہے کہ وہ اپنی ایک مشت سے زائد ڈاڑھی کاٹتے تھے، اور فرماتے تھے کہ، ھٰکَذَا کُنَّا نَفْعَلُ فِی عَھدِ الرَّسُولِ صلی اللہ علیہ وسلم کہ ہم اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ایسا ہی کرتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو منع نہیں فرماتے تھے۔ اس کا مطلب یہ چیز بھی سنت بن گئی سنت کبھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کرنے سے بنتی ہے، اور کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہنے سے بنتی ہے، اور کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آدمی کوئی کام کر لیتا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہ گئے تو وہ بھی سنت بن گئی وہ حدیث بن جائیگی۔ اس لئے کہ ہمارے نبی ایسے نہیں کہ کوئی غلط کام ہو رہا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو دیکھتے ہی رہ جائے حضور صلی اللہ علیہ وسلم فوراً ٹوک دیتے تھے اس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاموش رہنا شریعت بن جاتا تھا بلکہ شریعت میں پتھر کی لکیر بن جاتا تھا اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی بھی خاموشی اختیار نہیں فرماتے تھے۔ کبھی کوئی مصلحت ہو تو وہ بات اور ہے ورنہ تو خاموشی اختیار نہیں فرماتے تھے۔

بہر حال اس شرف سے اپنے آپ کو مشرف کرنے کے لئے حاضرین میں سے ہر ایک تیار ہو جائے کہ میں انشاء اللہ پوری پوری ڈاڑھی رکھوں گا جو کہ مسنون ہے میرے دوستو اتنی قیمتی عبادت نماز اللہ تعالی نے دی ہے اگر یہ درست ہوگئی تو ہماری اخلاقی اور اعمالی عبادتیں بھی درست ہو جائیگی اسی آیت کو میں نے پڑھا تھا کہ نماز بے حیائیوں اور برائیوں سے روکتی ہے۔

لفظ صلوۃ کا اصلی معنی

اور عربی والوں نے کمال کر دیا خاص طور پر قرآن مجید نے کہ نماز کو نام صلوۃ کا دیا ہے اس لئے کہ عربی میں صلوۃ کہتے ہیں آگ کے اندر لوہے کی سلاخ ڈال کر اس کو سیدھا کرنا اگر میخ ٹیڑھی ہے تو پہلے اس کو آگ میں تپایا جاتا ہے اور پھر اس کو سیدھا کیا جاتا ہے نفس بھی انسان کا بڑا ٹیڑھا ہے نماز کی بھٹی میں اس کو ڈال کر سیدھا کیا جاتا ہے بعض لوگوں نے کہا کہ صلوۃ، وَصَلَ سے ہے اس کا معنی ہوتا ہے جوڑنا اور نماز خالق کو مخلوق سے اور مخلوق کو خالق سے جوڑنے کا ایک بہترین ذریعہ ہے اس لئے اس کو نماز کہا جاتا ہے۔ جس آدمی نے نماز کی پابندی کر لی انشاء اللہ، اللہ تبارک وتعالی اس سے راضی ہو جائیگا اور اس کا نفس جو برائی کی طرف بلانے والا ہے اس کی اصلاح ہو جائیگی اللہ کرے کہ ہم اپنی نماز کو نماز بنانے والے ہو جائیں اور اللہ تعالی نماز کی فکر کی توفیق ہمیں نصیب فرمائے۔ نماز کی ظاہری اَشکال اور صورتیں اگر درست ہو جائیگی تو دل کا خشوع خود بخود پیدا ہوگا اور دل میں جب خشوع پیدا ہوگا تو قرآن پاک نے ضمانت دیدی کہ قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ اَلَّذِینَ هُمْ فِی صَلٰوتِہِمْ خٰشِعُونَ ، کہ یقیناً ایسے مسلمان کامیاب ہوگئے جو اپنی نمازوں میں دھیان دے کر نماز ادا کرتے ہیں اللہ تعالی ہم سب لوگوں کو کہنے سننے سے زیادہ عمل کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔۔ آمین

وصلی اللہ وسلم علی سیدنا ومو لانا محمد وعلی اٰلہ واصحابہ اجمعین وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اقتباس

دیکھئے؛ حضور پاک علیہ الصلوۃ والسلام ایک صحابیؓ کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے، وہ صحابیؓ بیمار تھے، انہوں نے کہا کہ یا رسول اللہ! میں اپنا مال صدقہ کرنا چاہتا ہوں کہا کہ پورا مال اللہ کے راستہ میں صدقہ کرتا ہوں، حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ نہیں بھائی پورا مال صدقہ میں قبول نہیں کرتا ہوں بالکل نہیں، ہمارے جیسا کوئی ہوتا تو کہتا کہ حاجی صاحب جیسا نیک اس زمانہ میں کوئی نہیں ہے، لیکن حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ نہیں، بالکل نہیں، اور آپ ﷺ کو مزاج معلوم تھا کہ اللہ تعالی کی شریعت کیا بتانا چاہ رہی ہے، آپ ﷺ تو شارع تھے تو آپ ﷺ نے انکار فرما دیا کہ تمہارا پورا مال قبول نہیں: آپ ﷺ نے قبول نہیں فرمایا، بلکہ بہت زیادہ اصرار کے بعد ان کے مال کا تہائی حصہ قبول فرمایا پتہ چلا کہ ہمیں بھی حیثیت دیکھ کر ہی کام کرنا چاہئیے :

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معاشی نظام میں اسلامی نظریہ

الحمد للہ وحدہ، والصلوۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ، وعلی الہ واصحابہ الذین اوفو ا عھدہ اما بعد۔

محترم بھائیو بزرگواور دوستو؛۔

دیکھیئے، انسان کے معاش اور اسکی آمدنی کے بارے میں اسلام نے کتنا بہترین نظام قائم فرمایا چنانچہ علی گڑھ مسلم یونیورسیٹی کے سابق وائس چانسلر ترکیسر میں اس وقت تشریف لائے تھے جس وقت ہم لوگ وہاں پر پڑھتے تھےتو انہوں نے وہاں پر اسلام کے معاشی نظام اور فائنسی نظام پر ایک بہترین محاضرہ پیش کیا تھا اس میں انہوں نے یہ مثال دیکر سمجھایا تھا کہ ہماری سمجھ میں یہ آتا ہے کہ اسلام انسان کے مال کو استعمال میں لگانا چاہتا ہے اسلام کا مزاج یہ ہے کہ مال کو جمع نہ کیا جائے بلکہ اس کو کاروبار میں لگا کر ڈیولپ مینٹ کیا جائے اگر آپ نے مکان لیکر رکھدیا ہے۔اگر آپ کو بیچنا ہے تو گیارہ مہینہ کا ایگریمینٹ کر کے اسکو کرائے پر دے دیں جب اسکی مارکیٹ ویلیو بڑھ جائیگی تو اسکو فروخت کرنے سے کون منع کرتا ہےتمہارا اپنا مال ہے

گیارہ مہینے بارہ مہینے کا آپ کسی کو ایگریمینٹ کر کے کرائے پر دیجئے تو یہ پورے ایک سال کے اندر آپ کو زکوۃ صرف اتنی ہی دینے پڑیگی جتنا آپ کو کرایہ حاصل ہوتا ہے، اور اگر وہ کرایہ بھی اگر آپ کی ضرورت میں صرف ہوگیا آپ کی ضرورت میں خرچ ہوگیا تو اس پر بھی زکوۃ واجب نہیں، مکان آپ کا ہے پروپرٹی کا کرایا آتا ہے لیکن وہ آپکی ضرورتوں میں خرچ ہوگیا تو اس پر بھی زکوۃ واجب نہیں، مکان اپنی جگہ سلامت اور کرایہ آپکی اپنی ضرورت میں استعمال ہورہا ہے، اسکی آمدنی اور کرائے پر زکوۃ اس وقت واجب ہوگی جب آپ ڈائیریکٹ اس کا کرایہ بینک میں جمع کرتے ہو، یا گھر میں اسکو سیونگ اور محفوظ کرتے ہو تو اسکے اوپر زکوۃ آئیگی، لیکن اگر وہ کرایہ بھی آپ کے ضرورتوں میں استعمال ہوگیا تو پھر اس پر زکوۃ واجب نہیں ہے۔

مال کو استعمال میں لائیں

میں یہ سمجھانا چاہتا ہوں میرے بھائیو۔ کہ اسلام مال کے باب میں ٹرن آور کا مزاج رکھتا ہے کہ اسکو رکھ کر مت چھوڑو، اسی لئے حضرت ابوذر غفاریؓ لوگوں کو اس آیت کریمہ پر عمل کرنے کیلئے آمادہ کرتے تھے، اور میں اسکو مختصر کر کے کہتا ہوں اسلام خزانہ کرنے سے اور مال کو ایک جگہ جمع کرنے سے منع کرتا ہے، قرآن پاک نے بیان فرمایا، وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالفِضَّةَ ، دسویں پارے کی اس آیت کریمہ کے اندر بھی اللہ تعالی نے اسی نظام کو بیان فرمایا ہے کہ مال کو جمع کر کے نہیں رکھنا چاہئیے۔

عورت مال کو استعمال میں نہیں لانا چاہتی

اور عورتوں کو تو سونا بسانے کی فکر زیادہ ہوتی ہے لیکن ذرا سوچو کہ سونا جمع کرتے رہے کرتے رہے، سونا کچھ کما کے تو دیتا نہیں ہے پندرہ تولہ سونا پچیس تولہ سونا لے کے رکھا، اسکو تجوری میں رکھ دیا، اب شادی بیاہ کے موقع پر کسی پروگرام پر یا کسی خاص تقریب پر عورتیں اسکو پہنتی ہیں، اور پھر جب اسکی زکوۃ دینے کی باری آتی ہے، تو پھر شوہر بیوی میں جھگڑا ہوتا ہے، اور عورت بھی بہت اچھا بہانہ کرتی ہے، عورت بھی عجیب وغریب آرگیومینٹ کرتی ہے شوہر سے کہتی ہے کہ جب کوئی آڑا وقت آئیگا یا کوئی مصیبت آئے گی کوئی پروپرٹی خریدنی ہوگی یا کوئی مرحلہ آپ کا آئے گا تو اسوقت میرا ہی سونا تم کو کام آئیگا کہ ہم اس کو بیچیں گے اور اسکے ذریعہ مصیبت کو دور کرینگے، اور وہ کوشش کرتی ہے کہ آپ اسکی زکوۃ نکالیں۔ اور شوہر کہتا ہے کہ پہنتی تو ہے اس لئے اسکی زکوۃ تو نکالے گی، اور اسطرح آپس میں ان کی لڑائیاں ہوتی رہتی ہیں اور پھر اس طرح کے جھگڑوں کا کوئی حل نہیں نکل پاتا ہے اس لئے بہتر یہی ہے کہ زیادہ سونا نہ بسائیں۔

حل اسلام میں ہے

میاں اور بیوی جھگڑا کرتے ہیں اسلام نے اس مسئلہ کو حل کر دیا اسلام کہتا ہے کہ مال کو بچانے کا کیوں؟ اسکو تجارت میں لگاؤ، تاکہ یہ مال جو پچیس تولے سونے میں جتنا روپیہ پیسہ کما کر تم نے اٹکا دیا ہے اتنا پیسہ تم اگر کسی بزنس میں لگاتے یا اتنا پیسہ تم تجارت میں لگاتے تو وہ اور فائدہ دیتا، اور اسلام کے اوپر بحث کرنے والے لوگوں نے

اس پر مستقل ریسرچ کیا ہے کہ اسلام کے ایک ایک حکم کے نظام کو آدمی اگر سمجھے تو بے ساختہ اسکی زبان سے یہ نکل پڑے کہ اَلحمدُ لِلّٰہِ الَّذِی ھَدَا نَا لِھٰذَا وَمَا کُنَّا لِنَھتَدِیَ لَو لَا اَن ھَدَا نَا اللہُ، اللہ تعالی نے عجیب وغریب اسلامی نظام دیا ہے۔

مال کی تین قسمیں ہیں

حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ انسان بیٹھے بیٹھے یہ کہتا ہے کہ یہ میری جائداد ہے وہ میرا مال وہ میرا مکان، یہ اتنا میرا روپیہ وہ اتنا میرا پیسہ، حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ انسان کے مال کی تین قسمیں حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمائی ہیں، یا تو اس کا مال وہ ہے جس کو وہ کھاتا ہے اور اس کو ختم کر دیتا ہے، یا اس کا مال وہ ہے جس کے وہ کپڑے خرید کر پہنتا ہے اور اس کو پرانا کر دیتا ہے، اور تیسری شکل بڑی بہترین فرمائی اور وہ یہ ہے کہ اس کو وہ اللہ کے راستہ میں لگا دیتا ہے گویا وہ اپنے لئے آخرت میں ذخیرہ بنا کے رکھدیتا ہے، اور مال کی باقی دو قسمیں کھایا اور ختم کر دیا، پہنا اور پرانا کر دیا، تیسری قسم اصل ہے کہ آدمی اسلام کے کلمہ کو بلند کرنے کے لئے اسلامی کاموں میں رفاہ عام کے کاموں میں، اللہ کی مخلوق کی خدمت کے لئے چاہے وہ خدمت ہاسپیٹل کی لائن کی ہو، اسکول کی لائن کی ہو، مدرسہ کی لائن سے ہو، کسی بھی لائن سے ہو، اور چاہے وہ خدمت اللہ کے کسی بھی بندہ کی ہو، اس اعتبار سے اگر وہ اپنے مال کو خرچ کرتا ہے تو یہ مال اس کا ختم نہیں ہوتا ہے، بلکہ آخرت کے لئے ذخیرہ ہو جاتا ہے، کھایا ہوا مال تو ختم ہو گیا، پہنا ہوا مال تو پرانا ہو گیا، لیکن جو مال اللہ کے راستہ میں لگا یا وہ اس کو ظاہر میں نکلتا ہوا نظر آرہا ہے، لیکن حقیقت میں اللہ تعالی اس کو بڑھاتا ہے۔

اللہ تعالی مومن کے صدقہ کو پالتا ہے

مسلم شریف کی ایک روایت میں آیا ہے کہ اللہ تعالی مومن کے صدقہ کو اس طرح پالتا پوستا اور بڑھاتا ہے جیسے ایک آدمی بکری کے بچہ کو پالتا پوستا ہے بکری کے بچہ کو انسان بڑی محبت کے ساتھ پالتا ہے اور اسکی کوشش یہی ہوتی ہے کہ یہ بکری کا بچہ بڑا ہوگا اور پھر وہ بچے دے گا اس سے دوسری بکریاں پیدا ہونگی اور یہ نظام تو پھر چلتا ہی رہتا ہے۔

اور زمانہ جاہلیت کے جو اعتقادات تھے اسمیں کے چند اعتقادات قرآن مجید نے ذکر کئے ہیں کہ، مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِن بَحِيرَةٍ وَلَا سَائِبَةٍ وَلَا وَصِيلَةٍ وَلَا حَامٍ الخ، اس میں قرآن مجید نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے کوئی بحیرہ اور حام وغیرہ نہیں بنایا ارے بھائی زمانہ جاہلیت میں اگر کوئی اونٹنی چار مرتبہ اونٹنی ہی پیدا کرتی تھی تو وہ اس اونٹنی کو بڑا قیمتی سمجھتے تھے، اور اس کو بت کے نام پر چھوڑ دیتے تھے کہ یہ تو بڑی قیمتی اونٹنی ہے کہ اس نے چار بطن میں اونٹنیاں ہی دی ہیں اونٹ پیدا کیا ہوتا تو اس کو منحوس سمجھا جاتا اور اونٹنی پیدا کی تو قیمتی سمجھا جاتا تھا کہ اب اسکی نسل چلے گی۔

کونسا مال کام آئے گا

میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ انسان کے کام تو وہی مال آئیگا جو اس نے پہلے سے ہی اللہ تعالی کے یہاں جمع کر لیا ہوگا اللہ تعالی اس کو پالتا ہے اس کو پوستا ہے اس کو بڑھاتا ہے ارشاد ہے مَثَلُ الَّذِينَ يُنفِقُونَ

اَموَالَھُم فِی سَبِیلِ اللّٰہِ کَمَثلِ حَبَّۃ اَنبَتَت سَبعَ سَنَا بِلَ فِی کُلِّ سُنبَلَۃ مِائَۃُحَبّۃ : کہ جیسے زمین کے اندر ایک دانہ بو یا جا تا ہے لیکن وہ ایک دانہ پورے پودے کی شکل میں باہر نکلتا ہے اور ایک ایک بالی میں کئی کئی سو دانے ہوتے ہیں ایک بیج بو یا لیکن پورا درخت لیکر نکلا کاشت کاروں کو جو نفع ہوتا ہے وہ اسی میں ہوتا ہے۔

ابن القیم الجوزی کا بے مثال جملہ

بلکہ ابن قیم جوزیؒ نے ایک جملہ بڑا عجیب وغریب لکھا ہے میں تو بہت حیران تھا، ان کے اس جملہ کو پڑھکر انہوں نے لکھا ہے کہ رُبَّمَا صَحَّتِ الاَجسَامُ بِالعِلَلِ ، کہ بہت سی مرتبہ بیماریاں جسم کی تندرستی کا سبب بن جایا کرتی ہیں ٹائیفائڈ کی بیماری ایک ایسی بیماری ہے اس سے آدمی جب اچھا ہوتا ہے تو اسکی بوڈی پکڑتی ہے بہت سی بیماریاں ایسی ہیں اور پھر انہوں نے مثال دی کہ بیمار آدمی کو خوراک اچھا دیا جاتا ہے اس کو فروٹ اور سوپ دوسری قسم کی مقوی غذائیں کھلائی جاتی ہیں اور کچھ لوگ تو اسکی تمنا ہی کرتے ہیں کہ کچھ دن بیڈ پر سونے کا موقع ہی ملے، تا کہ لوگ اچھا اچھا کھانا کھلائیں اور بیماری تندرستی بن جائے تو ایسا بھی کبھی ہوتا ہے،اور دیکھو اسی لئے آپ میڈیکل میں جائیں گے تو آپ کو بتائیں گے کہ بہت سی مرتبہ خون دینا تندرستی کا ذریعہ ہوتا ہے لیکن بظاہر ایسا لگتا ہے کہ ہمارا خون کسی نے لے لیا تو خون کم ہو گیا اس کا خون کم نہیں ہوا، بلکہ بہت سی مرتبہ ضروری ہوتا ہے کہ آدمی اپنا خون کسی کو دے، تا کہ پھر جلدی سے اسکی صحت بحال ہو جائے اور آدمی کی بوڈی بنتی ہے ایسی بہت سی بیماریاں ہیں کہ جن سے اٹھ کر انسان صحت اور عافیت کی زندگی گزارتا ہے۔

زکوۃ خراب خون کی طرح ہے

اور جیسے میڈیکل اس طرح سمجھا تا ہے کہ خون دینا صحت کے لئے مفید ہے اور یہ اس لئے کہ خون کا دینا اندر کا میل کچیل نکلنے کا سبب بن جا تا ہے اسی طرح اسلام یہ سمجھا تا ہے کہ زکوۃ دینا تمہارے مال کو بڑھائے گا، کم نہیں کرے گا، یہ ایسا ہی ہے کہ زکوۃ دینے سے خراب مال نکل جا تا ہے، اور صحیح مال کو اندر آنے کا موقع ملتا ہے، جیسا کہ خراب خون نکل جانے کی وجہ سے صحیح خون کو اندر آنے کا موقع ملتا ہے، پھر آدمی کا مال بھی فریش ہو جا تا ہے، اسی لئے تو سید لوگوں کو زکوۃ دینا حرام قرار دیا گیا ہے کیوں؟ اس لئے کہ،، اِنَّمَا ھِیَ اَوۡسَاخُ اَموَالِ النَّاسِ ،اس لئے کہ یہ تو مال کا میل کچیل ہے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ آدمی یا تو اپنا مال کھا تا ہے، اور اس کو ختم کر دیتا ہے اور کپڑے پہنتا ہے اور اس کو پرانے کر دیتا ہے۔

اصل مال کونسا ہے؟

لیکن اصل تو یہ ہے کہ آدمی مال صدقہ کرے اور آگے کے لئے اس کو جمع کرے ایک روایت میں حضور اکرم ﷺ نے اس کو اسطرح سمجھایا، کہ وَمَا سِوٰی ذَالِکَ فَھُوَ ذَاھِب وَتَارِک لِلنَّاسِ ، آدمی بہت کما تا ہے پچاس پچاس لاکھ کا وہ مکان بنا تا ہے ساٹھ سال کی عمر ہوئی اور مکان بنا رہے ہیں ساٹھ لاکھ کا آپ یہ مکان کس کے لئے بنا رہے ہیں آپ تو اسمیں رہنے والے نہیں ہیں اور آپ کی جو اصل زندگی تھی عیش وعشرت کی وہ تو گزر گئی اور ویسے بھی روایات میں آیا ہے کہ، اَعمَارُ اُمَّتِی مَا بَینَ سَبعِینَ وَسِتِّینَ۔

ایک مرتبہ کسی جگہ میں نے بیان میں یہ روایت سنائی کہ حضور نے فرمایا میری امت کی عمریں ساٹھ اور ستر سال کے درمیان ہے، تو ہر ایک دوسرے کو پوچھ رہا تھا کہ تمہاری عمر کتنی ہے، تاکہ تیاری کرے مولوی صاحب نے بتایا ہے کہ ساٹھ سے ستر سال کے درمیان عمر ہے میرے بھائیو۔ یہ تو ایوریج ہے۔ کسی اور میں زیادہ بھی رن مل جاتے ہیں اور کسی میں کم، کیا کرکٹ میں ایسا نہیں ہوتا ہے؟ کہ کسی (Over) میں زیادہ رن مل جاتے ہیں تو پھر کیپٹن دوسرے بولر کو لاتا ہے جو برابر سیٹ کرتا ہے اسی لئے تو ایوریج ہر اور کے بعد بتائی جاتی ہے، اور اس امت کی ایوریج ساٹھ ستر سال کی ہے کبھی کوئی جلدی لڑھک جاتا ہے، اور کبھی کوئی نوے اور سو سال کی عمر کو پہونچتا ہے۔ تو میں سمجھانا چاہتا ہوں کہ ہم لوگ بڑے بڑے بنگلے بناتے ہیں گجراتیوں کی بیماری ہے کہ جوانی میں کچھ فکر نہیں کرتے، بوڑھے ہونے کے بعد فکر کرتے ہیں آٹھ لاکھ کا مکان بناتا ہے آپ دیہاتوں میں جائیے پورے پورے دیہات خالی پڑے ہیں لیکن بوڑھے ہونے بعد ان کو شوق ہوتا ہے کروڑوں روپئے کا مکان بناتے ہیں بنگلہ بناتے ہیں، رہنے والے کون جنات ہیں؟ ہم خود ہی دعوت دیتے ہیں تو یہ ہماری مصیبت ہے کہ مکان کو ویران رکھتے ہیں اور جب جنات وشیاطین اس پر قبضہ کرتے ہیں تو پھر پریشان بھی ہوتے ہیں۔

کونسا مال بدتر ہے؟

ضرورت کے مطابق آدمی کو مکان بنانا چاہیئے، میں سبق پڑھا رہا تھا تو میں نے **بذل المجهود** کا مطالعہ کرتے ہوئے ایک عجیب وغریب بات دیکھی حضرت

مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ نے مسند بزار کے حوالہ سے ایک روایت نقل فرمائی ہے کہ میری امت کا سب سے بدترین مال وہ ہوگا جو عمارتوں کے پیچھے لگایا جائے گا، آج ہم لوگوں کو بڑے بڑے مکان بنانے کا نشہ سوار ہے، ہم اس سے منع نہیں کرتے ہیں اللہ تعالی نے فرمایا کہ، **وَاَمَّا بِنِعمَتِ رَبِّکَ فَحَدِّث** : یہ آیت ہمارے سامنے ہے۔ اور یہ حدیث بھی ہمارے سامنے ہے کہ، **اِنَّ اللّٰہَ لَیُحِبُّ اَن یَّرٰی اَثَرَ نِعمَتِہٖ عَلٰی عَبدِہٖ** کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالی کو یہ پسند ہے کہ اسکی دی ہوئی نعمتوں کا اثر بندہ لوگوں کے سامنے ظاہر کرے، کہ اللہ نے مجھے مال دیا ہے لیکن یہ مطلب بھی نہیں ہے کہ دو تین آدمی ہیں اور گھر میں دس کمروں کا مکان بنا رہے ہیں کس کے لئے بنا رہے ہیں؟ آپ تو بوڑھے ہو گئے، آپکی اولاد جوان ہو رہی ہے وہ خود اپنے لئے بنا لے گی آپ نے انکی ضرورت کے مطابق مکان بنا دیا لیکن آپ آنے والی سات نسلوں کی فکر کر رہے ہیں، یہ کوئی عقلمندی کی بات نہیں ہے بلکہ انسان کو اپنی ضرورت کے مطابق ہی کام کرنا چاہیئے۔

بقیہ مال اوروں کے لئے!

حضور اکرم ﷺ نے یہی بات سمجھائی کہ **وَمَا سِوٰی ذٰلِکَ فَھُوَ ذَاھِب وَ تَارِک لِلنَّاسِ**، کہ انسان جو بھی مال جمع کرتا ہے وہ لوگوں کے لئے چھوڑ کر جاتا ہے اپنا فائدہ تو وہ کچھ بھی نہیں کرتا ہے، اسلئے مرنے سے پہلے اس نے اللہ کے راستہ میں نہیں لگایا مرنے سے پہلے کوئی نیک کام اپنے اس مال کے ذریعہ نہیں کیا اس سے اس نے برائیاں عام کی ہے، مخلوق پر اس نے ظلم وزیادتی کی ہے تو جس مال کے ذریعہ فتنہ فساد ہو وہ بدترین مال ہے۔

جتنا مال اتنے ہی جھگڑے

بلکہ جتنی زیادہ پراپرٹی ہوگی مرنے کے بعد اتنے زیادہ جھگڑے ورثاء میں ہوتے ہیں یہ جو بھائی بھائی کا جھگڑا ہورہا ہے اسکے پیچھے یہی راز ہے آپ ہمارے معاشرہ کا آپریشن کرکے دیکھیں ہر جگہ آپ کو یہی نوعیت نظر آئیگی کہ بھائی بھائی کا جھگڑا، چچا بھتیجہ کا جھگڑا، اور بہن بہنوئی کا جھگڑا یہ کس لئے ہورہا ہے۔ بتائیے؟ یا تو کھیت کے لئے ہے، یا زمین کے لئے، یا مکان کی وجہ سے ہے،، اتنا مال ہم کیوں بچائیں کہ جس سے ہمارے مرنے کے بعد ہمارے ورثاء آپس میں جھگڑنے لگیں اور اگر کچھ بچائیں تو اس کا صحیح فیصلہ کرکے جائیں۔

نسل کے لئے جمع کرنا برا نہیں ہے

اور اس کا مطلب یہ بھی نہیں کہ اسلام اپنے بعد آنے والے لوگوں کے لئے کچھ جمع کرنے سے منع کرتا ہے، نہیں میرے بھائیو، اسلام معتدل مذہب ہے، وہ دونوں طرح کی تعلیم دیتا ہے، ایک طرف تو اس نے تعلیم دی کہ زیادہ مال مت بڑھاؤ، ورنہ تم تو مرجاؤ گے اور تمہارے ورثاء آپس میں لڑتے رہیں گے یہ مال تمہاری قبر میں کچھ کام آنے والا نہیں ہے، لیکن دوسری طرف اسلام یہ بھی بتاتا ہے کہ اپنے بعد آنے والے لوگوں کے لئے انتظام کرنا چاہیئے کہ آپ کے بعد وہ بچے لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے نہ پھریں۔

آپ ﷺ کا مکمل مال قبول نہ فرمانا

دیکھئے! حضور پاک علیہ الصلوۃ والسلام ایک صحابیؓ کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے وہ صحابیؓ بیمار تھے انہوں نے کہا کہ یارسول اللہ! میں اپنا مال صدقہ کرنا چاہتا ہوں کہا کہ پورا مال اللہ کے راستہ میں صدقہ کرتا ہوں حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ نہیں بھائی پورا مال صدقہ میں مجھے قبول نہیں ہے، بالکل نہیں ہے، ہمارے جیسا کوئی ہوتا تو کہتا کہ حاجی صاحب جیسا نیک اس زمانہ میں کوئی نہیں ہے، لیکن حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ نہیں، بالکل نہیں، اور آپ کو مزاج معلوم تھا کہ اللہ تعالیٰ کی شریعت کیا بتانا چاہ رہی ہے، آپ ﷺ تو شارع تھے تو آپ ﷺ نے انکار فرمادیا کہ تمہارا پورا مال قبول نہیں، اس لئے ہمیں بھی حیثیت دیکھ کر ہی کام کرنا چاہیئے۔

تو ان صحابیؓ نے فرمایا کہ اچھا میں اپنے مال کے تین حصے کرتا ہوں دو حصے اللہ کے راستہ میں آپ لیجائیں ایک حصہ میں اپنے لئے رکھتا ہوں حضور ﷺ نے فرمایا کہ نہیں میں اتنا بھی قبول نہیں کروں گا، ان صحابیؓ نے فرمایا کہ حضور ﷺ آدھا تو قبول فرما لیجئے، اب نیچے اتر رہے ہیں کہ پہلے فرمایا کہ پورا مال وہ قبول نہ ہوا، تو فرمایا کہ دو حصے لیجئے، وہ بھی قبول نہیں ہوئے تو اب فرما رہے ہیں کہ اے اللہ کے رسول ﷺ آدھا تو لیجئے آپ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں آدھا بھی مال نہیں لوں گا۔

ان صحابی نے منت سماجت کر کے کہا کہ اللہ کے رسول ﷺ ایک تہائی حصہ تو (One third) لیجئے فرمایا کہ ٹھیک ہے اب میں تمہارے جذبہ کی قدر کرتے ہوئے قبول کر لیتا ہوں لیکن ،وَالثُّلثُ کَثِیر ،کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ تہائی بھی بہت زیادہ ہے اور پھر آگے ایک نظام بتایا، کہ اِنَّکَ اَن تَذَرَ وَرَثتکَ اَغنِیآءَ خَیر

مِنْ اَنْ تَذَرَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُونَ النَّا سَ : کہ تم اپنے گھر والوں کو اس حال میں چھوڑ کر جاؤ کہ وہ دنیا والوں کے محتاج نہ ہوں اور وہ دنیا والوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے نہ پھریں، یہ بہت بہتر ہے بنسبت اس کے کہ تم ان کو ویسے ہی فقیری کی حالت میں چھوڑ کر جاؤ، میرے بھائیو۔ اسلام اس کو بھی پسند نہیں کرتا کہ آپ سب کچھ لٹا کر چلے جائیں چاہے پھر وہ اللہ کے راستہ ہی میں کیوں نہ ہو، اسلام نے اس کو بھی پسند نہیں کیا ہے، یہ دونوں نظام اسلام نے سمجھائے ہیں۔

میت کے پیچھے تین چیزیں جاتی ہیں

اور آگے حضرت انس کی روایت میں فرمایا کہ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ یَتبَعُ المَیِّتَ ثَلاثَۃٌ ، میت کے ساتھ تین چیزیں جاتی ہیں، دو چیزیں قبر تک جاتی ہیں اور قبر کے پاس سے واپس آجاتی ہیں اور صرف ایک چیز قبر کے اندر ساتھ جاتی ہے اور وہ تین چیزیں کون کونسی ہے، تو فرمایا کہ یَتبَعُہٗ اَھلُہٗ وَمَا لُہٗ ، جب اس کا جنازہ اٹھتا ہے تو اس کا مال بھی جاتا ہے، اس طور پر کہ جو جنازہ کی کھاٹ ہوتی ہے اور اسکی چادر وہ کپڑا اور اس کے اوپر اڑھایا ہوا کپڑا، یہ اس کا مال اسکے ساتھ جاتا ہے اس کے گھر والے بھی اس کے ساتھ جاتے ہیں اس کا بیٹا اس کا بھائی اس کے رشتہ دار اس کے محلّہ والے سب جاتے ہیں، جب قبر میں لٹایا جاتا ہے تو چادر بھی ہٹا دی جاتی ہے، صرف وہ کفن پہنا رہتا ہے، اور وہ بھی اس کا خود کا نہیں ہوتا ہے اس کفن کو بھی قبر کے کیڑے مکوڑے کھا جاتے ہیں اس کفن کو مٹی کھا جاتی ہے۔

مٹی میں کھانے کی تاثیر ہے

غالبا مجدد الف ثانیؒ نے اپنے مراقبہ میں ذکر کیا ہے کہ انسان کے بدن کو قبر کے کیڑے مکوڑے کھا جاتے ہیں اور اس کے بدن کو قبر کی مٹی کھا جاتی ہے مٹی کی خوبی یہ ہے کہ وہ کپڑے کو پرانا کر دیتی ہے، اسی لئے لیٹتے وقت کے کپڑے الگ ہوتے ہیں اور پہننے کے کپڑے الگ، اسمیں بھی حکمت یہی ہے کہ لیٹتے وقت آدمی جو کپڑے پہنتا ہے وہ جلدی پرانے ہو جاتے ہیں۔

وہ بستر کے ساتھ لگ لگ کر پرانے ہو جاتے ہیں پھٹ جاتے ہیں، جب بستر کے ساتھ لگا ہوا کپڑا پرانا ہو جاتا ہے اور پھٹ جاتا ہے تو پھر مٹی کے ساتھ لگا ہوا کپڑا تو بہت جلدی پھٹ جائے گا، اور جسم بھی پھٹ جاتا ہے اسی لئے اللہ تعالی میری آپ کی اور سب کی ایسی مہلک بیماریوں سے حفاظت فرمائے امین، ہمیشہ اللہ تعالی سے شفاء طلب کرنی چاہئیے، آپ نے بہت سے لوگوں کو دیکھا ہو گا کہ بے چارے بیڈ پر پڑ جاتے ہیں اور کروٹ نہیں بدل سکتے تو زبردستی انہیں پکڑ کر پاؤڈر لگانا پڑتا ہے اور انکی ڈریسنگ کرنی پڑتی ہے۔ اور پھر لیٹے رہنے کے نشانات ان کے بدن پر پڑ جاتے ہیں،

اصحاب کہف کو کروٹ بدلوانے کی حکمت

اصحاب کہف کے ساتھ اسی لئے اللہ تعالی نے کروٹ بدلوانے کا معاملہ اختیار فرمایا کہ وَنُقَلِّبُهُم ذَاتَ اليَمِين وَذَاتَ الشِّمَا لِ کہ ہم اصحاب کہف کو کروٹ پر کروٹ بدلتے رہتے تھے یہ سوچنے کی بات ہے کہ اللہ تعالی نے اصحاب کہف کو

تین سونو سال تک سلایا اب اگر ایک ہی لیول پر ان کو سلایا جاتا اور ایک ہی لیول پر ان کو رکھا جاتا تو انکی یہ کمر تو پوری ہی ختم ہو جاتی ، پتہ نہیں اس سے کیسی کیسی بیماریاں پیدا ہو جاتی ، اس لئے اللہ تعالی نے غیب سے نظام فرمایا۔ اللہ تعالی اپنی قدرت سے انکی کروٹ بدلتے تھے تاکہ انکی صحت صحیح رہے اور ان کا پچھلا حصہ بھی صحیح رہے تو میں بتا رہا ہوں کہ مٹی انسان کے کفن کو کھا جاتی ہے (اب اگر کسی کا کفن باقی رہے تو پھر یہ اس کے اپنے عمل کی بات ہے) یہ عمل باؤنڈری کر لیتا ہے اور ایسی باؤنڈری کرتا ہے کہ پھر اس کا ہر مسئلہ آسان ہو جاتا ہے ،

اعمال قبر میں کام آتے ہیں

ایک روایت میں آیا ہے کہ اللہ کرے ہم اور آپ اس روایت کا مصداق بن جائیں اٰمین ۔ آدمی پکا نمازی ہوتا ہے تو نماز منکر نکیر کو بھی پاس نہیں آنے دیتی ہے کہ تم جاؤ تمہارا کیا کام ، اس بندہ نے دنیا میں میری پوری پوری رعایت کی تھی اس نے زندگی میں میرا پورا خیال کیا تھا اس بے چارے کو فرصت ہی نہیں تھی اس کی حالت ایسی تھی کہ رَجُل قَلبُہٗ مُعَلَّقٌ بِالْمَسَا جِدِ ، اس کا دل ہمیشہ مسجد میں لگا رہتا تھا ، کہ ابھی جماعت میں کتنی دیر ہے ، چلو اب اذان ہو گئی ہے ابھی اذان میں دس منٹ ہے میں مسجد کی طرف چلتا ہوں ، تو نماز آ کر کھڑی ہو جاتی ہے ، روزہ آ کر کھڑا ہو جاتا ہے ، تلاوت آ کر کھڑی ہو جاتی ہے خوش نصیب ہیں وہ لوگ جنہیں اللہ تعالی اعمال صالحہ کرنے کی توفیق دیتا ہے تو یہ اعمال منکر نکیر کو پاس نہیں آنے دیتے ہیں کہ تمھیں سوال و جواب کرنے کی ضرورت نہیں اس کے پاس تو نیکیاں ہی نیکیاں ہیں ۔

حضرت قاری محمد طیب صاحبؒ نے ایک روایت نقل فرمائی کہ آدمی جب اپنی قبر سے اٹھے گا اور اس نے اپنی زندگی میں ذکر اللہ کی پابندی کی ہوگی تو اس کے چاروں طرف ذکر ہوگا ایک طرف سبحان اللہ ایک طرف الحمد للہ ایک طرف، لا الہ الا اللہ، اور ایک طرف سے، اللہ اکبر، ہوگا اور چاروں طرف سے یہ چیزیں اس کا استقبال کرتی ہوئی اللہ تعالی کے دربار میں لے جائیگی۔

عمل کبھی غداری نہیں کرتا ہے

وہ شخص کتنا خوش نصیب ہے کہ عمل اس کا ساتھ دے رہا ہے عمل کبھی انسان کے ساتھ غداری نہیں کرتا ہے، دنیا کے رشتہ دار تو دھوکہ دے سکتے ہیں، بیوی دھوکہ دے سکتی ہے ایک ماں کے پیٹ سے دو بچے پیدا ہوئے وہ بھی ایک دوسرے کو دھوکہ دے سکتے ہیں دنیا میں آدمی اگر کسی چیز پر اعتماد کرسکتا ہے تو اسکا اپنا عمل ہے، عمل کبھی انسان کا ساتھ نہیں چھوڑتا اگر وہ کسی وجہ سے سویا بھی رہا اور وہ اس عمل کا پابند ہے تو وہ عمل اس کے کھاتے میں جمع ہو جاتا ہے اس کے ساتھ اتنی زیادہ وفاداری کرتا ہے کہ نیند میں بھی اس کا ساتھ دیتا ہے۔

چھوٹے عمل کو بھی ہم حقیر نہ سمجھیں

ہم لوگوں کو ان چیزوں کی پابندی کرنا چاہیئے، اور اعمال ہی کو اپنے ذخیرہ میں جمع کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے اور چھوٹے سے چھوٹے عمل کو بھی ہم حقیر نہ

سمجھیں، حضور ﷺ نے فرمایا، اِتَّقُوا النَّا رَ وَلَوَ بِشِقِّ تَمَرَۃ جہنم کی آگ سے تم اپنے آپ کو بچاؤ چاہے آدھی کھجور کسی کو دے کر ہی کیوں نہ ہو، اور ممکن ہے اللہ تعالی کے یہاں اتنا ہی حصہ ہمارے کام آجائے بلکہ ایک روایت میں تو فرمایا کہ لَا تَحقِرنَّ بالُمَعرُوفِ وَلَواَنُ تَلقَ اَخاکَ بِوَجہ طَلِق؛۔

کہ کسی نیکی کو کمتر مت سمجھو، اگر اپنے ایک مسلمان بھائی کے ساتھ ہنستے ہوئے ملو گے تو بہت ممکن ہے کہ شاید اتنی ہی نیکی قیامت کے دن تمہاری نجات کے لئے کافی ہو جائے گی کہ کسی کے ساتھ مسکراتے ہوئے اس کو دیکھنا اور ہنسنا یہ بھی کام آئیگا اسمیں تو کچھ ٹیکس ادا نہیں کرنا پڑتا کچھ بھی نہیں کرنا پڑتا بلکہ ایک مسلمان کے دل کو آپ نے خوش کیا اللہ تعالی آپ سے خوش ہو جائیں گے اللہ تعالی ہم لوگوں کے دلوں میں اعمال کی قدر و قیمت بڑھائے اور دنیا کی بے ثباتی اور بے رغبتی ہم لوگوں کو نصیب فرمائے کہنا اور سننا تو میرے بھائیو بڑا آسان ہے لیکن جب نیکی کرنے کی باری آتی ہے تو میرے لئے بھی مشکل آپ کے لئے بھی مشکل، اس مہینہ (رمضان شریف) میں اصل اللہ تعالی سے اعمال کرنے کی توفیق مانگنا چاہیئے اللہ تعالی اخلاص کے ساتھ ہم لوگوں کو ان فرامین مبارکہ ونورانیہ پر عمل کرنے کی توفیق نصیب فرمائیں (آمین)

وصلی اللہ وسلم علی نبینا وسلم وعلی آلہ واصحابہ اجمعین

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین